brown
book

TEXT FLY WITHIN THE
BOOK ONLY

TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222445
UNIVERSAL
LIBRARY

ان من الشعر لحکمة و ان من البیان لسحرا

تصورات زیرک

۱۳ ف ۴۴

المعروف بہ

(تجلی عرفان)

نتیجۂ کلک گہر سلک شاعر معجز بیان عندلیب گلشن نعت پیغمبر مداح حبیب رب اکبر صدر نشین بزم سخن استاد کامل الفن مولانا مولوی حضرت سید علی احمد صاحب المتخلص بہ زیرک دام فیوضہم

(باہتمام)

خاکسار رتن سنگھ خوشتر حیدرآبادی تلمیذ حضرت مصنف

رحمانیہ پریس میں بہ اہتمام ... طبع ہوئی

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

قیمت فی جلد (عہ) تعداد (۵۰۰)

Checked 1975

Checked 1975

دیباچہ

سزاوار حمد اوسی کی ذات مطلق کو ہے جسنے رُباعی ایجاد عناصر کی موزونیت سے ہر فرد بشر کو زینت بخشی اور درود لامحدود اوس سرخیل انبیا کی روح پر فتوح پر جسکی تخلیق باعث نظم ریاض آفرینش ہے۔ اللّٰھم صل علی محمد و علی آلہ و اصحابہ وسلم ہزار ہزار احسان اوس صاحب الفضل والعطاء کا جس نے زبان کو دولت نطق اور نطق کو ذوق سخن عطا فرمایا۔ کیا سخن جسکے ذریعہ سے ذائقۂ حمد و نعت لذت بخش کام جہاں ہوتا ہے۔ قسام ازل نے جس کو مذاق سخن سے بہرہ ور فرمایا۔ اوسکی طبع موزون اور فکر رسا کا کیا کہنا اوسکی نگاہِ دوربین ہر برگ ہر ذرہ میں قدرت کی صناعیوں کا جلوہ دیکھتی ہے۔ اوس کا دل حیات و جذبات لطیف کا گنجینہ ہوتا ہے۔ فطرت کی رنگ آمیزیاں نئی نئی صورتوں کا آئینہ دکھاتی ہیں اور اُن مختلف شکلوں کی دل آویزی جو وجدانی کیفیت پیدا کرتی ہے۔ شاعر اوس کو نظم کے قالب میں ڈھال کر جو مرصع کاری کرتا ہے۔ ارباب بینش نقد جان دیکر اوسکے خریدار بنتے ہیں ؛

شاعری ایک وہبی نعمت ہے جسکی فطرت میں ابتداہی سے موزونیت کا مادہ ہوتا ہے۔ جس کا دل و دماغ ہر شئے کے انعکاس و انجذاب کی قوت رکھتا ہے جسکی بلند پروازی خیال میں کوئی شئے سد راہ نہیں ہوسکتی۔ سمک سے سماک اوسکی جولانگاہ خیال ہے دنیا کے آئینہ خانوں میں جتنی تصویریں ہیں یکسی جدت طرازی اوسکے آئینۂ دل کو محو حیرت نہیں کرسکتی وہ ایک ہی تصویر کو خیالات کے مختلف رنگ آمیزیوں سے جداگانہ حسن صورت بخشتا ہے۔ شاہد طناز سخن کی کرشمہ سازیاں کہیں تو اہل دل کے ذوق وجدانی کو مصروف رقص و حال بنا دیتی ہیں ؛ کہیں تیرہ دلوں کی بطون غفلت میں اپنی اعجاز مسیحائی سے روح تازہ پھونک دیتی ہیں ؛ کون سی آنکھ ہے جو اوسکی رعنائی و زیبائی کی دلدادہ نہیں۔ کونسا دل ہے جو اوس کے ناز و ادا کا وارفتہ نہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ عروس سخن کی سادگی بھی ایسی ہے جسپر ہزاروں بناؤ تصدق لاکھوں آرائشیں قربان۔ اور اگر اوسکو زیور نعت سے مزین ہونیکا موقع ملے تو پھر کیا ہے نور علیٰ نور ہے ؛ جسکی نظر پڑھ جاوے وہ بیساختہ درود پڑھے ؛؛ اسی لئے بمصداق ہم خرما و ہم ثواب میرے برادر روحی سخنور بیمثال شاعر شیرین مقال نخلبند گلستان سخن زمزمہ پرداز نعت سرور زمن واقف جملہ فروع و اصول مداح رسول مقبول **مولوی سید علی احمد صاحب المتخلص بہ زیرک زاد اللہ درجاتہم** نے اپنے نعتیہ دیوان کو تشنگان نعت حبیب خدا و دلدادگان مجلس سرور ہر دو سرا کی ضیافت طبع و دعوت نگاہ کے علاوہ ذریعۂ نجات و وسیلۂ آمرزش بنا کر زیور طبع سے آراستہ کرکے نظر افروز ناظرین بنایا ؛

سبحان اللہ! اس دیوان کا کیا کہنا جسکا صفحہ صفحہ رشک ورق آفتاب۔ ورق ورق جذبۂ محبت و عقیدت کی کتاب جو غزل ہے لاجواب۔ جو شعر ہے انتخاب۔ مضامین کی نزاکت زبان کی فصاحت۔ بندش کی صفائی۔ ترکیبوں کی دلربائی آپ اپنی نظیر ہے۔ کہیں سچے عشق کے درد کا اظہار ہے تو کہیں التجائے دوائے دل بیمار ہے ؛ کہیں بزم [illegible] تصور کا نقشہ ہے تو کسی جا

درازیِ شبِ فرقت کا شکوہ ہے۔ کہیں سوز کہیں ساز۔ کہیں ناز کہیں نیاز۔ کہیں طبیعت کی روانی نے دریا بہایا ہے تو کہیں سیلِ گریۂ فرقت نے طوفان اٹھایا ہے۔

جادۂ نعتِ نبی بڑی کڑی منزل ہے وہی اس راہ کو طے کر سکتا ہے جسکو منجانب اللہ قوت حاصل ہے۔ نگاہِ انصاف سے دیکھئے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف کے دل میں کیا کچھ عظمتِ نعتِ سرور ہے کہ باوجود وارفتگیِ عشق آداب کے ہر پہلو پر نظر ہے۔ ایسے صدرنشینِ ایوانِ رسالت کی مدح و ثنا کا دعویٰ بشر کیا کر سکتا ہے۔ جسکا مداح خود خالقِ اکبر ہو۔ **مگر حق یہ ہے کہ جناب زیرک نے** دریا کو کوزے میں بھر دیا ہے۔ وہ وہ مضامینِ نازک نظم فرمائے ہیں کہ لے صلِ وعلیٰ زیارتِ روضۂ پرنور کی تمنا جبین سائیِ آستانِ مبارک کی حسرت بہارِ گلشنِ طیبہ کے نظارے کا ارمان اپنے نارسا مقدر کی مجبوری۔ روح فرسا صدمۂ دوری کا یاس کا دل شکستہ کرنا۔ امید کا کمرِ ہمت کو باندھنا شمعِ رسالت سے لو لگانا۔ حریمِ دل کو وادیِ ایمن بنانا۔ غرض جن جن مضامین کو لکھا ہے بے مثل لکھا ہے۔ اس کلام کی داد کوئی کیا دیسکتا ہے۔ ہاں اسکا صلہ حضورِ سرکارِ دوعالم دلوا دینگے۔ اور خدا دیگا آمین؛

اس موقعہ پر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ مصنف کے مذاقِ سخن کا مختصر سا حال تحریر کرون۔ بھائی زیرک صاحب کی علمی دستگاہ پوری پوری ہے۔ آپکا خاندان ہمیشہ سے سبق آموزِ طالبانِ علم رہا۔ آپکے جدامجد و والد ماجد کے سیکڑون شاگرد ایسے ہیں جو کہ بجائے خود استاد ہیں؛ اس علمی مراتب کا مصنف کو بھی معتدبہ حصہ ملا اوائلِ سنِ شعور سے لیکر چالیس سال تک شاعری کی جانب توجہ نہ تھی مگر چونکہ قسامِ ازل نے ذوقِ سلیم اور فکرِ رسا عطا کی تھی سخنورانِ ذی کمال کی صحبت کا اکثر لطف اٹھاتے مگر بوجہ افکاراتِ دنیاوی کبھی فکرِ سخن نہیں کی۔ اکثر والدِ ماجد حضرت محمد نادر علی صاحب برتر مدظلہ سے ہم بزمی رہا کرتی تھی۔ والد صاحب موقعہ موقعہ سے اس دبی ہوئی چنگاری کو ہوا دیتے تھے۔ جو رفتہ رفتہ اپنے اثر سے طبیعت کو گرمایا کرتی ایک روز یکایک دو غزلین لیکر والد صاحب کی خدمت میں آئے اور کچھ شرم اور کچھ حجاب کے ساتھ غزلین پیش کین حضرت مدظلہ نے غزلوں کو ملاحظہ فرمایا۔ اوسوقت والد کی خوشی میں نہیں بیان کر سکتا گو اپنی کم عمری کے باعث مجھ مین اوس کلام کے حسن و قبح سمجھنے کا مادہ تو نہ تھا مگر حضرت قبلہ کی روحی مسرت اور ارشاد سے اتنا ضرور سمجھ گیا کہ بھائی صاحب نے غزلین کہی ہیں جو بیحد قابلِ تعریف ہیں۔ والد نے اوسی وقت اصلاح دی۔ اسی دن سے سلسلۂ سخن آفرینی شروع ہوگیا۔ چونکہ وجدان صحیح اور ذوقِ کامل تھا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں طبیعت چمک اوٹھی۔ اس فن کی کتابیں عروض و قوافی میں بالاستیعاب دیکھیں۔ دو ہی سال کے اندر حیدرآباد دکن کے بزمِ ادب میں آپ کے کلام کا شور مچ گیا۔ پھر تو کوئی محفلِ مشاعرہ ایسی نہیں تھی جہاں سے زیرک صاحب سامعین سے خراجِ تحسین لیکر نہ اٹھے ہوں۔ چنانچہ اب خود اُن کے بہت سے شاگرد ہیں اور جتنے ہیں سب خوش فکر و خوش گو ہیں۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ؛

محمد شاکر علی شاکر خلف و تلمیذ حضرت برتر مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ردیف الف

حجاب آنکھوں سے جس دم اُٹھ گیا عشقِ مجازی کا
حقیقت میں کھلا اک راز تیری بے نیازی کا

سرِ شوریدہ میں سودا جو ہے گردن فرازی کا
ازل سے دل مرا خوگر ہے تیری بے نیازی کا

مُعمّہ خلق پر کھلتا نہیں خلقت طرازی کا
نہ کیوں ناز آفریں ہو ہر کرشمہ بے نیازی کا

تری نیرنگ سازی سے نیا جلوہ نظر آیا
مجازی میں حقیقی کا، حقیقی میں مجازی کا

ترے جلوے کو دیکھا تھا ازل میں آنکھ کھلتے ہی
ابد تک کیوں مٹے چسکا یہ دل سے دیدبازی کا

نظر آتے ہیں جو نقش و نگارِ عالمِ امکاں
پتہ چلتا ہے کچھ ان سے تری صنعت طرازی کا

سکھا دے اپنی اس شانِ کریمی کے تصدق میں
طریقہ راست گوئی کا سلیقہ پاکبازی کا

بنے وہ کام جو بگڑے ہوئے تھے اہلِ عالم کے
کرشمہ تھا یہ اک ادنیٰ سا تیری کارسازی کا

ابد اک نقشۂ ثانی ہے جو پنہاں ہے نظروں سے
ازل اک نقشِ اوّل تھا تری صنعت طرازی کا

لگا دے مجھکو بس اوس راہ سے جو راہ ہی تیری
مٹا دے میرے دل سے زنگ یارب زہ تازی کا

نئے ایجاد دکھلاتی ہے جو نیرنگی عالم
یہ سب صدقہ ہے یارب تیری ہی جدت طرازی کا

کریگا سرنگوں کیا کوئی اوس کو دہر حادث میں
جسے بخشا ہے تو نے مرتبہ گردن فرازی کا

تیری چشم کرم فرما نہیں کوتاہ میں یارب
مجھے پھر خوف کیا ہو صدمۂ غم کی درازی کا

رہیگی حشر میں جھولی نہ خالی اہل محشر کی
بڑھیگا دست بخشش جب تری بندہ نوازی کا

نظر میں جو ہیں نقشے تیری صورت آفرینی کے
گماں ہوتا ہے ہر صورت پہ شکل امتیازی کا

چھپاتا عاصیوں کو گر نہ تیرا دامن رحمت
نہ کھلتا راز بندہ پیر تری بخشش نوازی کا

ہجوم یاس و حرماں میں پھنسا ہوں فرط عصیاں سے
بھروسہ پھر بھی ہے مجھکو تیری بیکس نوازی کا

نہ ہوتا بے نظر پھر کس طرح محبوب نظارہ
دو عالم ہے اک آئینہ تری جلوہ طرازی کا

کروڑوں آئینے اور عکس انگن سب میں اک جلوا
کھلا توحید سے عقدہ تری آئینہ سازی کا

خدائی کا بنایا مدعی خود اپنے بندوں کو
ثبوت اب اس سے بڑھکر اور کیا ہو بے نیازی کا

یہ **زیرک** تجھ سے قبل از وقت جو خواہان جنت ہے
خطا کیا اس کی جب انساں ہے خوگر جلد بازی کا

کیا سوز ہے داغ غم محبوب خدا کا
منہ پھیر گیا خورشید قیامت کی ضیا کا

وحشی ہوں سر گیسوئے شاہ دوسرا کا
کونین میں شہرا ہے مری بخت رسا کا

دل صاف ہے کیا عاشق شاہ دوسرا کا
ہوتا ہے اس آئینہ میں دیدار خدا کا

وارفتگی شوق میں طیبہ کو رواں ہوں
اللہ نگہبان ہے مجھ بے سر و پا کا

کیا کام مجھے خوبی فردوس سے واعظ
دلدادہ ہوں میں گلشن طیبہ کی فضا کا

کرتی جو سبکدوش غم ہجر نبی میں
سر سے نہ اترتا کبھی احسان قضا کا

ایسی بھی کوئی رات ہوا ے طالع بیدار | جھونکا ہو مری نیند میں طیبہ کی ہوا کا

کس یاس سے دیکھا ہی مریض غم شہ کو | قابو نہ چلا جب کسی عنوان قضا کا

امت میں کیا شافع محشر کی جو پیدا | کیا اس سے سوا اور ہو احسان خدا کا

اے الفت محبوب خدا تیری قسم ہے | اب تیرے سوا دلمیں ہے بس نام خدا کا

مخمور ہوں ایسا مئے حب نبوی سے | ہے خوف مجھے اب نہ جزا کا نہ سزا کا

ملجائینگے خار صحرائے مدینہ | ارمان نکل جائیگا مجھ آبلہ پا کا

یاد قد حضرت میں دل نالہ کش اپنا | دمساز ہے اب صور قیامت کی صدا کا

ہے یہ اثر ضعف سر راہ مدینہ | غل بیٹھ گیا اٹھ کے مری آہ و بکا کا

لے جلد خبر اے سر گیسوئے محمد | ساتھی نہیں کوئی بھی گرفتار بلا کا

شاید غزل نعتیہ زیرک نے پڑھی ہے
غل قدسیوں میں آج ہی کیوں صلّ علیٰ کا

یہی ہے مدعا ہر دم رضا جوئے محمد کا | وہ دل یارب عطا کر جو ہو قابوئے محمد کا

کھینچا ہے دلمیں نقشہ طاق ابروئے محمد کا | بندھا ہے سلسلہ مدت سے گیسوئے محمد کا

نہ دولت کی تمنا ہے نہ حشمت کی مجھے خواہش | گدا مجھ کو بنا دے یا خدا کوئے محمد کا

پسینہ کچھ تھا ایسا سرور عالم کا روح افزا | پتا دیتا تھا جادہ جادہ خوشبوئے محمد کا

اگر سب انبیا ہوں جمع ملکر ایک پلّے پر | گراں سب سے رہے پلّہ ترازوئے محمد کا

ہمارا خانہ باغ دل بھی رشک سنبلستاں ہے | بہار افزا ہے سودا جب سے گیسوئے محمد کا

ابھی تو زندگی در دہجراں قطع ہوتی ہے | اشارہ اک ذرا ہو جائے ابروئے محمد کا

نہیں کچھ برہمی زلف دراز شام فرقت سے | دل صد چاک اب شانہ ہے گیسوئے محمد کا

بہارِ یادِ قامت میں جو آنسو ہمنے ای زیرک
تو نقشہ کھنچ گیا سرو لبِ جوئے محمد کا

ہوائے عشقِ نبی میں ورزیدہ ہونا تھا
گلوں کی طرح سے دامن دریدہ ہونا تھا

غمِ نبی میں جو درد آفریدہ ہونا تھا
مجھے نہ ضبط کا منّت کشیدہ ہونا تھا

شرارِ شعلۂ دوزخ ہی سرد ہوجاتے
فراقِ شاہ میں یوں آب دیدہ ہونا تھا

جو شوق تھا درِ حضرت پہ جبہہ سائی کا
تو مثلِ پیرِ فلک سر خمیدہ ہونا تھا

وصالِ شاہ کے ملتے مزے مگر پہلے
غمِ فراق کا لذت چشیدہ ہونا تھا

ابھی تو آمد دیوانگانِ حضرت ہے
ابھی نہ دامنِ محشر دریدہ ہونا تھا

خیالِ ابروئے حضرت نثار میں تجھ پر
مجھی سے صورتِ خنجر کشیدہ ہونا تھا

پہنچ سکا جو نہ میں بوستانِ طیبہ تک
مرے نصیب میں آفت رسیدہ ہونا تھا

حواس کیوں نہ اڑیں ضعفِ ہجرِ حضرت میں
انہیں بھی رنگ کی صورت پریدہ ہونا تھا

غبارِ وادیِ طیبہ نظر نہیں آتا!
اُسے تو مجھ سے نہ خاطر کبیدہ ہونا تھا

جو ضعفِ ہجرِ نبی کی تھی اوفتادہ یہی
تو مجھکو صورتِ اشک چکیدہ ہونا تھا

اجل جو وحشتِ عشقِ رسول میں آئی
رمیدہ ہو کے مجھے آرمیدہ ہونا تھا

یہ کیا کہ داغ کی صورت رہا مرے دل میں
تجھے تو اے غمِ شہ نور دیدہ ہونا تھا

نبی کی نعت جہاں تک ہو طول اچھی ہے
غزل کے بدلے میں زیرک قصیدہ ہونا تھا

سمجھکر مجھکو سودائی خمِ زلفِ پیمبر کا
عجب کیا سر چڑھائے حلقہ حلقہ اہلِ محشر کا

کبھی لیں ضیا افگن ہی جلوہ روئے انور کا
کبھی سایہ مرے سر پر ہے گیسوئے پیمبر کا

میسر ہو جو بوسہ آستانِ پاک سرور کا
دماغ آخر نہ کیوں عرشِ بریں پر ہو مرے سر کا

نہ جائیگا کبھی سودا سرِ زلفِ پیمبر کا
مری وحشت نے جھٹکا لے لیا ہے زندگی بھر کا

نبی کے وحشیوں کو ننگ عریانی سے کیا مطلب
غبارِ دشتِ طیبہ کام دیگا اون کو چادر کا

نکلجائیگی حسرت طالبانِ دید مولے کی
فزوں کچھ عید کے دن سے بھی ہوگا روز محشر کا

سرِ راہِ مدینہ کیوں نہ آنکھیں فرش ہوں اپنی
دلِ محزوں میں ہے جذبہ وفا کس فیض گستر کا

بنی ہے برق این نقش بر دیوار حیرت سے
تڑپنا دیکھکر ہجرِ نبی میں قلبِ مضطر کا

بلائیں لیکے حوریں کہتی ہیں فرطِ محبت سے
خدا رکھے یہ دیوانہ ہے گیسوئے پیمبر کا

سیہ بختی مٹائی گریۂ ہجرِ محمد نے
ہمارا داغِ عصیاں نقش ہے پانی کی چادر کا

نہ ہوگا بال بیکا عاصیوں کا اسکے صدقہ میں
گلیم دوشِ اقدس سایہ ہے الطافِ داور کا

کبھی پردہ نہیں کرتی ہیں حورانِ جناں ان سے
سمجھتی ہیں غلامانِ نبی کو آدمی گھر کا

ہوائے دشت طیبہ میں اُڑا جاتا ہوں کچھ ایسا
کہ مجھ سے منزلوں پیچھے ہے جھونکا بادِ صرصر کا

اڑا کر لیچلی مجھ کو ہوائے گلشن طیبہ
تنِ لاغر کہیں بن جائے یارب پر کبوتر کا

مزا اور محبت کا ملا وہ عشق حضرت میں
کہ تڑپاتا ہے اب پہلو سکونِ قلب مضطر کا

پسِ مردن لحد پر آسماں سے پھول برسینگے
تصور لیچلا ہوں میں گُلِ روئے پیمبر کا

سُنی جب آمد آمد شافعِ روزِ قیامت کی
شگفتہ ہوگیا چہرا گنہگارانِ محشر کا

کرم کی موج ہے اک جوش پر دریائے رحمت ہے
بنا ہے بحرِ بخشش قطرہ قطرہ دیدۂ تر کا

وہ آمد حشر میں دیوانگانِ دشت طیبہ کی
وہ دینا راستہ چاروں طرف سے اہلِ محشر کا

ہوئی ہے جب سے روشن شمع عشقِ مصطفے دل میں
چراغِ طور بھی پروانہ ہے زیرک مرے گھر کا

داگیسوئے شہ کی ہے تنا میں دہن اپنا
منھ بند رکھے نافۂ مشک ختن اپنا

دکھلائے اثر مدحتِ شاہِ زمن اپنا
ہو جائے معطر دہن اپنا سخن اپنا

مرکر بھی غمِ شہ میں ہی آوارہ پن اپنا
لاشہ کہیں اپنا ہے کہیں ہے کفن اپنا

ظاہر ہے پسِ مرگ بھی دیوانہ پن اپنا
تربت نہ سلامت ہے نہ ثابت کفن اپنا

یاد ہی جو کر ذوق غریب الوطنی نے
کس یاس سے منھ تکتی ہے صبح وطن اپنا

کیا داغ فراقِ شہِ بغداد سے نسبت
منھ دیکھے ذرا شمع سر انجمن اپنا

زائر یہ پکارا اوٹھتے ہیں بغداد میں جا کر
قربان غریب الوطنی پر وطن اپنا

ہو نگے جو شگفتہ گل مضمون مناقب
فردوس کے پھولوں میں مہکیگا سخن اپنا

ہم حلقہ بگوشِ شہِ جیلاں ہیں ازل سے
سمجھے نہ ہمیں زلف شکن در شکن اپنا

سن لے اسے جو غوث کی ہی شان کا منکر
ہر شعر ہے اک پاسخ دندان شکن اپنا

جانبازئ دلدادۂ بغداد تو دیکھو
جاتا ہے لپیٹے ہوے سر سے کفن اپنا

یا غوث کوئی ضبط کی حد بھی شب فرقت
رکتا نہیں اب نالۂ گردون شکن اپنا

اس دورئ بغداد نے رکھا نہ کہیں کا
غربت ہی اب اپنی ہے نہ اپنا وطن اپنا

موت آئی جو سودائے سرگیسوئ شہ میں
وحشت نے سیا بیٹھ کے چاکِ کفن اپنا

ہم غوث کے مداح ہیں ہم غوث کے پیرو
شیوا یہی اپنا ہے یہی ہے چلن اپنا

ہے حسرتِ نظارہ حضرت ابھی باقی
ہم منھ نہ چھپائینگے میانِ کفن اپنا

اے وحشتِ عشقِ شہِ بغداد بتا دے
ہم ڈہونڈہتے پھرتے ہیں لحد میں کفن اپنا

سنگِ درِ حضرت اوسے ملتا جو کہیں سے
سر پھوڑ کے مرتا نہ کبھی کوہکن اپنا

نورِ نظرِ ساقیِ کوثر ترے قرباں
کب تک رہے یوں خشک یہ کام دہن اپنا

جی بھر کے زیارت کے مزے لوٹتے اے دل — تقدیر سے بغداد جو ہوتا وطن اپنا

مدح شہِ بغداد کا یہ فیض ہے زیرک
حورانِ جناں کی ہے زباں پر سخن اپنا

بھولتا کیا غلام حضرت کا — دھیان ہے صبح و شام حضرت کا
کیوں نہ ہو وردِ نام حضرت کا — ہوں ازل سے غلام حضرت کا
ہے لقب بھی تو سرورِ عالم — کیوں نہ ہو فیض عام حضرت کا
یادِ مولیٰ میں دن بسر کرتے — تھا یہ ہر روز کام حضرت کا
پنجگانہ کرو نماز ادا — تھا یہ سب سے کلام حضرت کا
رُو رعایت کسی کے ساتھ نہ تھی — تھا یہی حکم عام حضرت کا
سب کو دیتے تھے دعوتِ اسلام — کفر کو تھا سلام حضرت کا
رحمتِ عالم آپ کا تھا لقب — نام خیر الانام حضرت کا
لاتے جبرئیل تھے پیامِ خدا — لیکے جاتے پیام حضرت کا
حق نے سردار اپنا جو کیا — یہ کیا احترام حضرت کا
پی چکا خوب بادۂ اطہر — سیر ہے تشنہ کام حضرت کا

اور مداح جیسے ہیں زیرک
میں بھی ہوں اک غلام حضرت کا

ہے خدا اللہ اکبر مدح خوانِ مصطفیٰ — کیا نرالی شان ہے واللہ شانِ مصطفیٰ
کیا بیاں ہو رتبۂ عظمت نشانِ مصطفیٰ — کچھ خدا ہی جانتا ہے عز و شانِ مصطفیٰ
جز ثنائے حق نہ تھا وردِ زبانِ مصطفیٰ — رات دن تھے محو طاعت جسم و جانِ مصطفیٰ

عرش سے اونچا نہ کیوں ہو آستانِ مصطفیٰ
لامکاں سے بھی ہو جب آگے مکانِ مصطفیٰ

چھوڑ کر جاتے نہیں ہیں آستانِ مصطفیٰ
ہیں بڑے ہشیار زیرک وحشیانِ مصطفیٰ

آج کیا کیا گلفشانی ہو رہی ہے بزم میں
بلبلِ رنگیں بیاں ہیں مدح خوانِ مصطفیٰ

اے فلک سو مرتبہ نیچا تجھے دکھلا دیا
کب دبے تیرے دبائے ناتوانِ مصطفیٰ

اپنی اپنی جا پہ دونوں قائلِ اخلاق تھے
دوستانِ مصطفیٰ و دشمنانِ مصطفیٰ

بہرہ ور نکتہ نوازی سے تھے اصحابِ کبار
واقفِ اسرارِ حق تھے نکتہ دانِ مصطفیٰ

سن لیا جس نے وہ پھر آپے سے باہر ہو گیا
واہ کیا دلچسپ تھا حسنِ بیانِ مصطفیٰ

پھونک دی اسلام کی اک روح کفرستان میں
کر گئے وہ جانفروشی غازیانِ مصطفیٰ

سرکشوں کے سر اسی کے سامنے نیچے ہوئے
ہے سرافرازِ دو عالم خاندانِ مصطفیٰ

نصرتِ خالق رہا کرتی تھی ہر دم ہم رکاب
ہر گھڑی فتح و ظفر تھی ہم عنانِ مصطفیٰ

وا جو لب ہوتے تو کھلتے نکتۂ اسرارِ حق
تھی زبان اللہ کی گویا زبانِ مصطفیٰ

خاص ہیں اللہ کے محبوب کے محبوب ہیں
حضرتِ غوث الوریٰ روحِ روانِ مصطفیٰ

جس شجر کی روشنی سے ہو گئے بیخود کلیم
بیگماں تھا ایک وہ بھی شمعدانِ مصطفیٰ

میری قسمت کا جو لکھا ہے مٹا دیگا اُسے
قسمتوں سے مل گیا گر آستانِ مصطفیٰ

بلبلِ سدرہ نہ کیونکر گوش بر آواز ہو
نغمہ سنج تہنیت ہیں مدح خوانِ مصطفیٰ

اُن کی نظروں میں فضائے دشتِ طیبہ سے کبھی
خلد سے کیا شاد ہونگے وحشیانِ مصطفیٰ

قصرِ جنت اِن کو حورانِ جناں انکے لئے
ہیں بڑے تقدیر والے خادمانِ مصطفیٰ

کون ہے جو بہرہ ور الوانِ نعمت سے نہیں
انتہا رکھتی نہیں توسیع خوانِ مصطفیٰ

دیر و کعبہ ہو مبارک تم کو شیخ و برہمن
اپنا کعبہ اپنا قبلہ آستانِ مصطفیٰ

دلمیں کچھ رکھتے نہیں قید علایق کا الم
ہیں بڑے آزادہ رو وابستگان مصطفیٰ

عرش پر ہوگا دماغ اہل محشر دیکھنا
دیکھ لینگے دور سے جو دم نشان مصطفیٰ

محشری آپے سے باہر حشر میں ہو جائینگے
جب کھلیں گے گیسوے عنبر فشان مصطفیٰ

ان کو فکر دین و دنیا سے نہیں کوئی غرض
آپ میں آتے نہیں وارفتگان مصطفیٰ

ساتھ ساتھ اون کے رہیگا زیرک مداح بھی
جائینگے پیش خدا جب نعت خوان مصطفیٰ

حلقہ بنے جو گیسوے خمدار مصطفیٰ
کیوں شوق سے پہنیں نہ گرفتار مصطفیٰ

آب بقا ہے لذت آزار مصطفیٰ
بیزار کیوں ہو زیست سے بیمار مصطفیٰ

گاہک خدا ہے جب سر بازار مصطفیٰ
پھر کیا کوئی بشر ہو خریدار مصطفیٰ

اللہ رے ناخن غم ہجران کی کاوشیں
کانٹوں پہ لوٹتے ہیں دل افگار مصطفیٰ

اچھا ہوا ہے اور نہ ہوگا خدا گواہ
بیمار مصطفیٰ ہے یہ بیمار مصطفیٰ

سیارگان چرخ کی آنکھیں بھی کھل گئیں
دیکھے جو نقش پا دم رفتار مصطفیٰ

کیونکر کہیں نہ زندہ جاوید ہم اوسے
مرتا نہیں ہے مرکے بھی بیمار مصطفیٰ

دہشت سے سرد شعلۂ نار جحیم ہے
جب سے جہاں میں گرم ہے بازار مصطفیٰ

ہوتے ہیں ان سے یعنی قوسین آشکار
پیوستہ ہیں جو ابروے خمدار مصطفیٰ

ہے بیخودی حسرت دیدار اگر یہی
دیدار ہو چکا دم دیدار مصطفیٰ

ہوتے ہیں پائمال جو بیتے ہیں رنج و غم
یہ سب ہے فیض عشق گرانبار مصطفیٰ

بالیں سے اٹھ گئے یہی کہتے ہوئے مسیح
مجھ کو خبر نہ تھی یہ ہے بیمار مصطفیٰ

جسکی نظر پڑی وہی آئینہ بنگیا
حیرت فزا ہیں کیا در و دیوار مصطفیٰ

عنصر جو چار ہیں تو حواس بشر ہیں پانچ
یوں متحد ہیں پنجتن و یار مصطفیٰ۔

زیرک مرے کلام میں اعجاز کیوں نہ ہو
لکھتا ہوں مدح خوبی گفتار مصطفیٰ

رہے پنہاں تماشا کیوں نہ معراج پیمبر کا
کسی پر کیا کھلے یہ بھید ہے اللہ کے گھر کا

نہیں بے وجہ رہ رہ کر تڑپنا قلب مضطر کا
تقاضا ہے یہی بے تابی ہجر پیمبر کا

اڑھے مرکر جو لاشہ وحشی زلف پیمبر کا
کفن ہاتھ آئے گرد وادی طیبہ کی چادر کا

خزانہ جمع ہے دیوان میں اوصاف پیمبر کا
خدا رکھے یہی سرمایہ ہے بس زندگی بھر کا

نیا عالم ہے اوج گریۂ ہجر پیمبر کا
لگا ہے چشمۂ کوثر سے سوتا دیدۂ تر کا

ذرا چمکا جو سوز عشق شہ سے داغ دل اپنا
اتر جائیگا چہرہ حشر میں خورشید محشر کا

نمایاں در کی شکلیں ہو چلیں دیوار زنداں میں
جنوں بڑھنے لگا سودائی زلف پیمبر کا

جبیں سا ہوتے ہی بننے لگی بگڑی ہوئی قسمت
کرشمہ ہے یہ اک ادنی سا دہلیز پیمبر کا

بنے اے کاش کشکول گدائی کوچۂ حضرت میں
عروج اتنا تو ہو یارب ہمارے کاسۂ سر کا

گئے وہ ہجر کے دن اب ہے دیدار نبی دم دم
وہ جھگڑا مدتوں کا تھا یہ وقفہ ہے گھڑی بھر کا

مزا پایا ہے سیر دشت طیبہ میں تو کہتا ہوں
الٰہی اب یہاں سے بھول جاؤں راستہ گھر کا

نہ کیونکر پھول برسیں آسماں سے میری تربت پر
ازل سے میں ہوں بلبل گلشن نعت پیمبر کا

پیونگا میں بھی زیرک خوب جی بھر کر پیالہ
اشارا حشر میں ہوگا اگر ساقی کوثر کا

جلا پرور تھا قلب باصفا صدیق اکبر کا
مثال آئینہ دل صاف تھا صدیق اکبر کا

مرا کیا منہ ہے جو اس منہ سے میں مداح حضرت ہوں
زباں سے میری کیا ہو وصف ادا صدیق اکبر کا

محبت ان کی میرا خاصہ ہو دین و دنیا میں
رہوں تا حشر یارب مبتلا صدیق اکبر کا

نجات ان کے تصدق میں مری ہوگی دم محشر
وسیلہ مجھکو اچھا مل گیا صدیق اکبر کا

ملی ایمان کی دولت یار غار مصطفےٰ ہو کے
یہ قسمت تھی یہ تھا بخت رسا صدیق اکبر کا

جھکے اور انکسار و عجز سے وہ منکسر ہو کر
جہاں میں جسقدر رتبہ بڑھا صدیق اکبر کا

نمایاں ہوتی تھی شان بزرگی روئے انور سے
کچھ ایسا چہرہ پر نور تھا صدیق اکبر کا

خدائے پاک نے تصدیق کی انکی صداقت کی
خدائی میں لقب ان کو ملا صدیق اکبر کا

نہ ہوگا باز پُرس حشر کا کھٹکا مجھے زیرک
دم محشر سہارا گر ملا صدیق اکبر کا

تصور دل میں آنکھوں میں اثر فاروق اعظم کا
وہ گھر فاروق اعظم کا یہ گھر فاروق اعظم کا

بنے یہ دل مرا مدحت اثر فاروق اعظم کا
رہوں مداح یارب عمر بھر فاروق اعظم کا

بسر ہو یاد میں اُن کی دن اپنا رات بھی اپنی
رہے دلمیں خیال آٹھوں پہر فاروق اعظم کا

تغافل میں بھی رہتے سر مخفی آشکار او سیر
خبر عالم کی رکھتا بے خبر فاروق اعظم کا

گذاری زندگی گلزار طیبہ میں یہ قسمت تھی
پس مُردن بنا جنت میں گھر فاروق اعظم کا

جو سنتے نام تو دہشت سے سب تھرانے لگتے تھے
جما تھا رعب کیا کفار پر فاروق اعظم کا

نظر پڑتے ہی انساں کی طبیعت بھانپ لیتے تھے
حقیقت رس تھا انداز نظر فاروق اعظم کا

نبی نے آپ کے اسلام لانے کی دُعا کی تھی
مقدر کیوں نہ آتا اوج پر فاروق اعظم کا

ارادہ کر لیا جس کام کا کر کے اوسے چھوڑا
نہ پلٹے پھر خیال آیا جدھر فاروق اعظم کا

ہوا قانون بھی جاری عدالت بھی ہوئی قائم
یہ تھا ایجاد گویا خاصکر فاروق اعظم کا

مسلماں تو مسلماں ہیں نصاریٰ آج تک زیرک

ادب سے نام لیتے ہیں عمر فاروق اعظم کا

دل طالب دیدار ہے عثمان غنی کا
مدت سے طلبگار ہے عثمان غنی کا

گاہک سر بازار ہے عثمان غنی کا
سو جاں سے خریدار ہے عثمان غنی کا

دنیا سے اُسے کام نہ عقبیٰ سے اُسے کام
جو کوئی ہوسکار ہے عثمان غنی کا

رکھتا ہے خبر بےخبری میں بھی جہاں کی
دیوانہ بھی ہشیار ہے عثمان غنی کا

ہوتے ہیں شریک اوس میں فرشتے پئے زینت
کس شان کا دربار ہے عثمان غنی کا

ہلکا جو مرے قلب کو رکھتا ہے شب و روز
وہ عشق گرانبار ہے عثمان غنی کا

افتاد زمانہ نہ قریب آئیگی اوس کے
جو غاشیہ بردار ہے عثمان غنی کا

اللہ طرفدار ہے ہر حال میں اوسکا
اے دل جو طرفدار ہے عثمان غنی کا

زیرک کو مسیحا کہیں چنگا نہ سمجھ لیں
بیمار ہے بیمار ہے عثمان غنی کا

میں دل سے ہوں شیدا علی مرتضیٰ کا
مرا دل ہے گویا علی مرتضیٰ کا

جو مداح ٹھہرا علی مرتضیٰ کا
میں واصف تھا سچا علی مرتضیٰ کا

ید اللہ کہتا تھا کس کو زمانہ
لقب تھا یہ کس کا علی مرتضیٰ کا

پیمبر کے داماد اللہ کے پیارے
یہ رتبہ تھا کس کا علی مرتضیٰ کا

کیا فتح خیبر کو مرحب کو مارا
کھلا زور کیا کیا علی مرتضیٰ کا

قدم رکھتے جس کام میں پھر نہ ہٹتے
عجب حوصلہ تھا علی مرتضیٰ کا

سخاوت شجاعت میں مشہور عالم
جہاں میں ہے شہرا علی مرتضیٰ کا

ادسے آگیا یاد قہر الٰہی
غضب جس نے دیکھا علی مرتضیٰ کا

پھرے عزم سے اپنے ہرگز نہ حضرت
ارادہ نہ پلٹا علی مرتضیٰ کا

علی مرتضیٰ کس کے ممدوح میرے
میں واصف ہوں کس کا علی مرتضیٰ کا

سبھی دھیان کس کا یہ آٹھوں پہر ہے
علی مرتضیٰ کا علی مرتضیٰ کا

زمانے نے اب تک تو کوئی بھی زیرک
نہ ثانی دکھایا علی مرتضیٰ کا

صدمۂ ہجر پیمبر جو دل آزار تھا
عشق دشوار بھی میرے لئے دشوار تھا

بادۂ عشق پیمبر سے جو سرشار نہ تھا
میری آنکھوں میں سرورِ مئے پندار نہ تھا

سہل اگر زندگیٔ ہجر کا آزار نہ تھا
جینا دشوار تھا مرنا مجھے دشوار تھا

عشق حضرت نے جو بخشی تھی حیاتِ جاوید
مرض الموت کا بیمار بھی بیمار نہ تھا

آکے وہ یادِ نبی گر نہ تسلی دیتی
جانِ دنیا مرے حق میں کوئی دشوار نہ تھا

آتشِ عشق پیمبر بھڑک اٹھتی جس سے
دامنِ دل مرا اتنا بھی ہوا دار نہ تھا

حلقۂ گیسوئے پرخم سے چراتا گردن
یہ خیال آپ کے دیوانے کا زنہار نہ تھا

دیکھتا جلوۂ دیدار نہ کیوں جی بھر کے
میں بھی موسیٰ کی طرح طالبِ دیدار نہ تھا

ہوش میں اپنے تھا سرشارِ ولا حضرت
رنگِ بدمستیٔ مستِ مئے پندار نہ تھا

جاں یوں خوگر آزارِ نبی نے دیدی
اور پھر یہ کوئی بیمار سا بیمار نہ تھا

دل کو محسوس ہوا صورتِ سایہ شبِ غم
صدمۂ ہجر نبی کچھ بھی گرانبار نہ تھا

الفتِ قامتِ شہ کیوں نہ ہمیں سے ہوتی
کہ قیامت سے ہمیں کوئی سروکار نہ تھا

ڈھونڈھتی تھی مجھے صدقہ میں نبی کے رحمت
عاصیوں میں کوئی مجھ جیسا گنہگار نہ تھا

حرصِ دیدارِ نبی کی تھی سبھی کے دلمیں
حشر میں کون تھا ایسا جو ہوسکار نہ تھا

تیرہ بختی تھی نگاہوں میں سمائی زیرک
سامنے اپنے جو وہ روئے پُر انوار نہ تھا

تربت طیبہ میں جو دیکھا ہے وہ منظر دیکھا
کیا بتائیں تمہیں کیا دیکھا ہے کیونکر دیکھا

آنکھ سے روضۂ پر نور پیمبر دیکھا
ہم نے ہاں دیکھا ہے دیکھا ہے برابر دیکھا

گوشۂ قبر غم شہ میں جو مر کر دیکھا
آج دنیا کے مسافر نے نیا گھر دیکھا

خفتہ بختی سے ملی اس کو اماں ہجر کی شب
خواب میں جس نے کہ دیدار پیمبر دیکھا

ہم سے کیا چھپتی ہے نیرنگیٔ عشق حضرت
ہمنے سو بار تجھے بھیس بدل کر دیکھا

جب سے نظر دل میں سمایا دخم زلف نبی
دل مقدر کا نہ تقدیر کا چکر دیکھا

امتحان الفت شہ میں دل مضطر کا لیا
اس کسوٹی پہ اسے خوب ہی کس کر دیکھا

شور برپا تھا دیوانۂ حضرت آیا
ہم نے محشر میں یہ ہنگامۂ محشر دیکھا

سو گیا رو کے اگر تشنۂ دیدار نبی
جب کھلی آنکھ تو خود کو لب کوثر دیکھا

بڑھ گیا امت حضرت کا کلیجا سر حشر
سایۂ رحمت باری کو جو سر پر دیکھا

دل سے دیتی ہے صدا حسرت دیدار نبی
اے خوشا چشم کہ تو نے رخ انور دیکھا

رہ گئے اپنا سا منھ لے کے فرشتے سر حشر
صاف جب دم مرے اعمال کا دفتر دیکھا

جاتے جاتے جو ہوا اے غم حضرت باقی
میرے دل کو نگہ یاس سے مڑ کر دیکھا

دیکھ لے گلشن ارمان مدینہ اے دل
پھر نہ کہنا کہ یہ گلزار نہ دم بھر دیکھا

لاکھ پردوں میں ہوئی بخشش زیرک دم حشر
دیکھنے والوں نے اسے شافع محشر دیکھا

چہرا یاس غم شہ سے جو نہ اُترا اپنا
ہمت اپنی تھی دل اپنا تھا کلیجا اپنا

ہجر حضرت میں بگاڑے گا یہ نقشا اپنا
منہہ تو بنوائے غم حوصلہ فرسا اپنا

بنگیا عشق پیمبر جو وسیلا اپنا
اس کے صدقے میں کوئی کام نہ بگڑا اپنا

آنکھیں ہیں جلوے دیدار نبی سے روشن
اوج پر آج چمکتا ہے ستارا اپنا

خار صحرائے مدینہ اسے تسکین دینگے
ان سے کھٹکے گا اگر آبلۂ پا اپنا

سر پہ گٹھری ہے گناہوں کی عدم کا ہے سفر
ساتھ ہم اپنے یہ لیجائینگے توشا اپنا

ضبط نے ہجر پیمبر میں سنبھالا ہمکو
بیقراری سے کوئی کام نہ نکلا اپنا

یاد گیسوئے نبی نے جو ہوائیں باندھیں
عقدۂ برہمی بخت ہوا وا اپنا

جوق در جوق جو طیبہ میں چلے آتے ہیں
بے ٹھکانوں نے یہ دیکھا ہے ٹھکانا اپنا

ایک عاصی کو نہ چھوڑیگی بغیر آمرزش
جوش اگر رحمت باری نے دکھایا اپنا

داغ عشق نبوی کی ہے جو سینے میں ضیا
ہم لئے پھرتے ہیں یہ گھر کا اجالا اپنا

درد میں ڈوبی ہوئی آئینگی لبتک آہیں
گر غم ہجر نبی دل نہ دکھاتا اپنا

فیصلہ میری شفاعت کا ابھی کر دیجے
کہ قیامت پہ نہ رکھونگا یہ جھگڑا اپنا

شمع داغ غم حضرت سے ملاتے ہیں کلیم
ٹمٹماتا سا چراغ ید بیضا اپنا

ہم بھی گلچیں اسی گلزار کے ہیں اے زیرک
کیوں نہ ہو گلشن طیبہ میں اجارا اپنا

دل سے وصف شہ طیبہ کا پھر ارماں نکلا
پھر قفس توڑ کے اک مرغ خوش الحاں نکلا

داغ ہجر نبوی دلمیں جو پنہاں نکلا
جھلملاتا سا چراغ تہ داماں نکلا

دم اگر یاد نبی میں شب ہجراں نکلا
میں یہ سمجھونگا مری مرگ کا ارماں نکلا

جیتے جی جلوۂ دیدار پیمبر دیکھا
جسکو دشوار سمجھتے تھے وہ آساں نکلا

یادِ صحرائے مدینہ میں رمیدہ ہو کر — دل کو پہلو میں جو دیکھا تو گریزاں نکلا
یاسِ نظارۂ زلف و رخِ شہ میں شبِ غم — دم بھی نکلا تو سراسیمہ و حیراں نکلا
ہند سے میں جو مدینے نہ پہونچنے پایا — ابتو اے شومیٔ قسمت ترا ارماں نکلا
راہبر اوس کے ہوئے وحشیٔ دشتِ طیبہ — بھولا بھٹکا جو کوئی سوئے بیاباں نکلا
ہجرِ حضرت میں دیئے خوب ہی مجکو چکر — حوصلہ اب ترا اے گردشِ دوراں نکلا
نالۂ شبِ غم آتے لبوں تک لیکن — ضعفِ ہجرِ نبوی حلق کا درباں نکلا
بیکسی تو ہی بتا ہجرِ نبی میں اپنا — کس مپرسی کے سوا کوئی بھی پرساں نکلا
دیکھا مجھ کو خجل کہتی ہے رحمت سرِ حشر — عاصیوں میں بھی اک زود پشیماں نکلا
دشت پیمائے مدینہ نے تبرک سمجھا — آبلوں میں جو کوئی خارِ بیاباں نکلا
ہجرِ حضرت میں ہوئی باعثِ تسکیں فریاد — ضبط سے کام نہ اپنا کسی عنواں نکلا
حشر میں پنجۂ عصیاں سے چھڑایا جس نے — وہ بھی اے دستِ شفاعت ترا احساں نکلا
دین و دنیا میں سوا آپکے اے ختمِ رسل — کون اس امتِ عاصی کا نگہباں نکلا
شہرتِ خوبیٔ گلزارِ مدینہ جو سنی — شوقِ نظارہ میں فردوس سے رضواں نکلا
منگئی تیرگیٔ شامِ فراقِ حضرت — داغ سینے میں شبِ غم جو فروزاں نکلا

چلدیا گلشنِ طیبہ سے بہک کر سوئے خلد
جسکو سمجھے ہوئے **زیرک** تھے وہ ناداں نکلا

داغِ عشقِ شہ فروغ افزا ہوا — رنگ فق خورشیدِ محشر کا ہوا
کیا بتائیں ہجرِ شہ میں کیا ہوا — مبتلائے غم یہ دل اپنا ہوا
عاصیوں پر بابِ رحمت وا ہوا — اے نگارہ یاس دیکھا کیا ہوا

پھر رہا ہوں عشق زلف شاہ میں
خاک اڑاتا اور سر دھنتا ہوا

مر گیا کس طرح بیمار رسول
اے اجل کچھ تو بتا یہ کیا ہوا

عشق نے جو کچھ کیا بہتر کیا
جو ہوا حق میں مرے اچھا ہوا

خفتہ گان دشت طیبہ جاگ اٹھے
رات گذری نور کا تڑکا ہوا

کیوں کروں ہجر پیمبر کا گلہ
جو مری قسمت میں لکھا تھا ہوا

دشت طیبہ میں جو آوارہ تھے ہم
ہم سے ہر کانٹا رہا کھٹکا ہوا

بھر دئے حضرت نے کلہائے مراد
دیکھکر دامن مرا پھیلا ہوا

ہجر حضرت میں ہوا جب اشکبار
امتحاں اس دیدۂ تر کا ہوا

کر چلی یاد نبی پھر بیقرار
دل میں پھر دھڑکا مرے پیدا ہوا

تو اڑا لائی جو طیبہ میں مجھے
اے ہوائے شوق کیا اچھا ہوا

دی تسلی یاد شہ نے ہجر میں
دیکھکر چہرا مرا اترا ہوا

ہجر حضرت میں جو دی دل نے دغا
یہ تو اے زیرک بڑا دھوکا ہوا

سر سودائے زلف شہ اگر نیرنگ اثر ہوتا
کبھی گھر میں مرے صحرا کبھی صحرا میں گھر ہوتا

دم عصیاں جو خوف حشر کچھ عبرت اثر ہوتا
تو کیوں آغشتہ تر دامنی دامان تر ہوتا

مدینہ میں اگر ہم بھولے بھٹکوں کا گذر ہوتا
جہاں بستر جما دیتے اوسی جا اپنا گھر ہوتا

نہ طوفاں میں آئی کشتی چشم پر آب اپنی
اگر کچھ گریۂ ہجر پیمبر جوش پر ہوتا

گریباں کی جب اڑتیں دھجیاں صحرائے طیبہ میں
کدھر ہوتی نہ جانے آستیں دامن کدھر ہوتا

مدینہ جانیوالو تم اگر ہمراہ لے لیتے
تمھارے ساتھ چلتا میں تمھارا ہم سفر ہوتا

ہوئے زلفِ حضرت جب کبھی سر میں سما جاتی
تو آپے میں نہ اپنا یہ دلِ وحشت اثر ہوتا

نہ ہوتے منفعل بیہوش ہو کر موسیٰ عمراں
جو پہلے سے انہیں اندازۂ تابِ نظر ہوتا

کوئی زائر جو سو جاتا خیالِ صبحِ طیبہ میں
جب اسکی آنکھ کھل جاتی تو ہنگامِ سحر ہوتا

چھڑاتی تو اگر اے رحمتِ باری گناہوں سے
سبکدوشی میں بھی اک بارِ احسان دوش پہ ہوتا

نہ ہرگز بھولتے محشر میں آپ اے شافعِ محشر
خیالِ آمرزشِ امت کا ہوتا خاص کر ہوتا

جو ملتا شربتِ دیدارِ حضرت تو شفا پاتے
مریضانِ محبت کو یہ نسخہ کارگر ہوتا

تہی دستِ ازل جز عشقِ شہ کیا اور لیجاتے
عدم کو جب سفر کرتے یہی زادِ سفر ہوتا

شبِ فرقت جو یادِ مصطفیٰ جلوہ فگن ہوتی
اُجالا میرے دل میں صورتِ رنگِ سحر ہوتا

میں ہوں وہ جادہ پیمائے مدینہ گر بھٹک جاتا
تو خود نقشِ قدم اٹھ اٹھ کے میرا راہبر ہوتا

دماغ افلاک پر افتادگانِ خاک کے ہوتے
اگر کچھ سایۂ دیوارِ شہ بالائے سر ہوتا

سمائی تجھ میں جب دم یاسِ دیدارِ نبی اے دل
مری حسرت کہاں ہوتی مرا ارماں کدھر ہوتا

نہ ہوتی طاقتِ پرواز اگر ہجرِ پیمبر میں
مرا یہ مرغِ دل اک طائرِ بے بال و پر ہوتا

نہ پاتا آستانِ شہ تو پھر سر پھوڑتا پھرتا
جسے کہتے ہیں سب **زیرک** وہ اک شوریدہ سر ہوتا

تصورِ روئے حضرت کا اگر کچھ جذب اثر ہوتا
مرے دل میں جگہ ہوتی مری آنکھوں میں گھر ہوتا

غمِ شہ میں جو ناکامی قسمت کا اثر ہوتا
نہ آہیں کارگر ہوتیں نہ نالہ کارگر ہوتا

جنونِ ہجرِ شہ گر آخرِ شب جامہ در ہوتا
تو پھر ہر چاک اک چاکِ گریبانِ سحر ہوتا

کبھی تو طالعِ خوابیدہ جاگ اٹھتا شبِ فرقت
کبھی تو بختِ بیدارِ پیمبر کا اثر ہوتا

اگر رہتا یوں ہی ناکامیٔ تقدیر کا چکر
غمِ حضرت سے چھٹکارا نہ ہرگز عمر بھر ہوتا

نبی کے عشق کی ہم ابتدا میں انتہا پاتے
نظر آغاز پر ہوتی خیال انجام پر ہوتا

نہ رہتا ایک بھی دھبہ گنہگاروں کے دامن پر
قیامت میں اگر دریائے رحمت جوش پر ہوتا

شفاعت سے ہوئے جب بہرہ ور روز قیامت میں
گنہگاران امت کا نہ کیوں جنت میں گھر ہوتا

خبر ہوتی اُسے دونوں جہان کی اے جہاں والو
محمد مصطفٰے کی یاد میں جو بے خبر ہوتا

وظیفہ نام پاک مصطفٰے کا روز و شب رہتا
یہ دھن ہوتی یہ اپنا مشغلہ آٹھوں پہر ہوتا

کسی صورت نہ ملتا چین بیمار محبت کو
غم فرقت میں جو تھمتا درد دل درد جگر ہوتا

جو بڑھتا ہجر فرقت میں اضطراب سینہ پُر غم
کبھی ہوتا جگر پر دل کبھی دل پر جگر ہوتا

مرا شوق زیارت خود مدینے مجھکو لیجاتا
یہی بس پیشرو ہوتا یہی بس راہبر ہوتا

مٹانی تھی عرب کی تیرگی منظور مولا کو
بھلا وہ مہر مغرب شرق میں کیوں جلوہ گر ہوتا

کوئی جھونکا جو آجاتا نسیم صبح طیبہ کا
شگفتہ غنچہ خاطر کا باعث سر بسر ہوتا

نہ کٹتیں بیڑیاں دیوانہ عشق پیمبر کی
جنوں کچھ بھی زور اگر کرتا تو پھر الٹا اثر ہوتا

تجلی آمد یاد نبی کی پھیلتی جدم
تو ہر داغ الم سینے میں اک شمع سحر ہوتا

خلش دل کی مٹاتی یاد مژگان نبی دل سے
علاج ناخن غم اسطرح اے چارہ گر ہوتا

غزل اک اور بھی لکھتا جو میں وصف پیمبر میں
طبیعت با اثر تھی رنگ مضموں پر اثر ہوتا

سر پہ سایہ جو خم زلف نبی کا ہوتا
عقدہ برہمی بخت مرا وا ہوتا

چشم الطاف پیمبر کا جو ایما ہوتا
درخور رنج و الم کیوں یہ دل اپنا ہوتا

چھوٹتی کشمکش زندگی و مرگ سے جان
دم نکلتا غم حضرت میں تو اچھا ہوتا

دل یہ سوز غم حضرت میں جو ہوتا بیتاب
صورت ماہی بے آب تڑپتا ہوتا

وہ سماں ہم تجھے طیبہ میں دکھاتے رضواں
جو کبھی گلشن جنت میں نہ دیکھا ہوتا

سوز فرقت کی شب غم جو ہوا شدہ جانی
شعلۂ عشق نبی دل میں بھڑکتا ہوتا

ہجر حضرت میں یہی باعث آلام رہا
دل نہ ہوتا نہ غم حوصلہ فرسا ہوتا

دل سے یوں حسرت دیدار نکلتی ای کاش
جلوۂ شہ مری آنکھوں میں سمایا ہوتا

تنگ آتا غم فرقت سے جو بیمار رسول
جان دینے کے سوا اس سے بھلا کیا ہوتا

دیتا اگر جو کوئی مژدہ دیدار نبی
درد مند غم فرقت ابھی اچھا ہوتا

سو گیا منزل طیبہ میں جو تو اے زیر
قافلے والے چلے جاتے تو کیا ہوتا

جان و جگر غم حضرت میں سبکدوش ہوا
ہاتھ پھیلا کے اجل سے جب ہم آغوش ہوا

شکر ہے بادۂ توحید سے مدہوش ہوا
بار صہبائے مجازی سے سبکدوش ہوا

بیخودی وحشت زلف نبوی کی کیسی
یہ وہ سودا تھا جو مجھ کو سبب ہوش ہوا

حشر میں بھی رہا حضرت کی زیارت کا خیال
مدعا اپنا وہاں بھی نہ فراموش ہوا

زندگی غفلت عصیاں کا بہانا نکلی
دم جو نکلا غم شہ میں تو مجھے ہوش ہوا

ایک عاصی بھی رہیگا نہ بغیر آمرزش
حشر میں رحمت باری کا اگر جوش ہوا

شعلۂ ہجر نبی دل میں جو بھڑکا شب غم
صورت شمع سحر جل کے یہ خاموش ہوا

کھل گیا جرم گنہ جبکہ گنہگاروں کا
رحمت حق کے سوا کون خطا پوش ہوا

تھی دم دید ہی دیدار نبی کی حسرت
ہجر میں اور بھی دل اپنا ہوس کوش ہوا

چشم الطاف نبی دیکھ کے خوف عصیاں
صورت حرف غلط دل سے فراموش ہوا

مجھ پہ اب تک بھی غم شہ کی غشی ہے طاری
بیخودی کس کی ہوئی دور کسے ہوش ہوا

اک جھلک صرف دکھائی تھی کسی نے سرِ طور
تاب نظارہ نہ لاکر کوئی بیہوش ہوا

مژدۂ بخشش کا میں کسطرح سے سنتا زیرک
شورِ محشر جو اٹھا پنبۂ دہِ گوش ہوا

حشر کے دن شافعِ محشر کو رحم آجائیگا
حالِ زارِ امتِ عاصی نہ دیکھا جائیگا

ہجرِ شہ صد مو پہ صدمے گر دکھاتا جائیگا
جان جائیگی مری اس کے سوا کیا جائیگا

ابرِ رحمت عاصیوں کے سر پہ جب چھا جائیگا
بازپرسِ حشر کا سب دل سے کھٹکا جائیگا

اپنے صدقے میں بتائینگے وہ شاہِ دوسرا
حشر میں جو ہم گنہگاروں سے پوچھا جائیگا

شست و شو اوسکی کریگا گریۂ ہجرِ رسول
نامۂ اعمال میں میرے جو لکھا جائیگا

اک نہ اک دن دل سے نکلیگی صدائے جانخراش
دردِ عشقِ مصطفےٰ کبتک چھپایا جائیگا

کھینچکر جسکو رہا حیرت میں صناعِ ازل
اے مصور تجھسے وہ خاکہ نہ کھینچا جائیگا

ساتھ لائے ساتھ لیجائینگے ہم عشقِ رسول
دہر میں تنہا جو آیا ہے وہ تنہا جائیگا

چلتے چلتے تھک گئے ہیں راہِ طیبہ میں تو کیا
کیوں کہیں ہم سے قدم آگے نہ رکھا جائیگا

ہجرِ حضرت میں یہ میرا نالۂ رفعت پسند
دل سے نکلیگا سرِ عرشِ معلےٰ جائیگا

ضعفِ ہجرِ سرورِ عالم میں طاقت ہے کسے
دردِ دل اوٹھیگا تو کیونکر دبایا جائیگا

ہوش اوڑینگے عاصیوں کے فردِ عصیاں دیکھکر
پردۂ غفلت جب آنکھوں سے اٹھایا جائیگا

دیکھ لینگے یہ جو گلزارِ مدینہ کی بہار
زائروں کو سیرِ جنت کا مزا آجائیگا

دور ہونے کا نہیں دل سے خیالِ زلفِ شاہ
سر اگر جائیگا تو سر سے یہ سودا جائیگا

مدحِ حضرت کا وسیلہ ہے تو زیرک حشر میں
تیری آمرزش بھی ہوگی تو ہی بخشا جائیگا

جاگے تقدیر جو بیدار نہ ہونا کیسا
سونے والے در حضرت پہ یہ سونا کیسا

پار بحر غم حضرت سے نہ ہونا کیسا
کشتی عشق کو ساحل پہ ڈبونا کیسا

اوڑھنا کس کا کہاں کا ہے بچھونا کیسا
خاک طیبہ کا ہو فرش تو سونا کیسا

حشر میں فرد گنہ دیکھ کے قسمت کا گلہ
اپنے اعمال پہ تقدیر کا رونا کیسا

خاک پائے نبی آنکھوں میں چھپا رکھو لگا
مشکلوں سے جو ملے شئے اوسی کھونا کیسا

داغ ہجر نبوی دل میں ہیں روشن پس مرگ
تیرہ و تار مری قبر کا کونا کیسا

صدمۂ ہجر نبی میں نہو ایذا کیونکر
چوٹ جب دل پہ لگے درد نہونا کیسا

آس دیدار پیمبر کی ابھی بندھتی ہے
ہاتھ اس زندگی یاس میں دھونا کیسا

دم یہ نکلیگا غم ہجر نبی میں کیونکر
جاں کیوں جانے لگی جان کا کھونا کیسا

جوش گریہ سے غم شہ میں ہو میں آنکھیں
گوشۂ دامن مژگان کا ڈبونا کیسا

وصف اگر ساقی کوثر کا بیاں کرنا ہے
پھر زبان چشمۂ کوثر میں دہونا کیسا

کشت امید شفاعت تو رہیگی سرسبز
تخم عشق نبوی دل میں نہ بونا کیسا

اضطراب غم حضرت میں بتا تو اے دل
ہونا کیسا ترا پہلو میں نہ ہونا کیسا

محو دیدار پیمبر کی یہ حالت کیسی
ہوش اے بیخودی شوق یہ کھونا کیسا

صدمہا شب ہجر نبوی میں زیرک
نیند اڑ جائے جب آنکھوں سے تو سونا کیسا

جو عشق شہ میں ہمیشہ سر جائیگا
تو گردوں کا اک بوجھ سا اتر جائیگا

غم عشق شہ میں جو سر جائیگا
محبت میں پورا اتر جائیگا

چلی آئیگی کھنچ کے یاد نبی
مرا جذب دل کام کر جائیگا

یہ سودائے زلف شہ دوسرا
نہ سر سے مرے عمر بھر جائیگا
گئی تا فلک ہجر شہ میں جو آہ
تو نالہ مرا عرش پر جائیگا
فراق پیمبر کا اس قلب پر
بہت سخت صدمہ گذر جائیگا
چنونگا جو گلزار طیبہ میں پھول
یہ دامن مرا آج بھر جائیگا
اڑائیگا صحرائے طیبہ کی خاک
کہاں اور شوریدہ سر جائیگا
رہیگا جو ذکر پیمبر مدام
تو غم کا زمانہ گذر جائیگا
شفاعت جو فرمائینگے شاہ دیں
تو دوزخ کا خوف و خطر جائیگا
ملی گر نہ میدان محشر میں جا
یہ دیوانہ شہ کدھر جائیگا
سہونگا میں وہ صدمہ ہجر شاہ
مری جاں پر جو گذر جائیگا

گئے ہیں جدھر مدح خوان نبی
یہ زیرک بھی سیدھا ادھر جائیگا

کاوش فزا جو درد غم مصطفے ہوا
ناخن سے گوشت گوشت سے ناخن جدا ہوا
آزار دہ جو ہجر شہ دوسرا ہوا
جینے سے جان تنگ ہوئی دم خفا ہوا
پنہاں نظر سے جلوہ شمع ہدی ہوا
اے بیخودی شوق بتا تو یہ کیا ہوا
ہجر نبی میں دور گھٹا اضطراب کا
پورا جو اپنے دل کا کوئی مدعا ہوا
اس کا خدائی بھر میں ٹھکانا کہیں نہیں
جس پر دراز اعتاب رسول خدا ہوا
ہے مست مدح ساقی کوثر سے اسقدر
کاغذ پہ چلرہا ہے قلم جھومتا ہوا
تم نے مریض ہجر پیمبر کو اے مسیح
دیکھا تو کیا ہوا جو نہ دیکھا تو کیا ہوا
ہنگام نزع قامت حضرت کا تھا جو دھیان
دم ٹوٹنے میں شور قیامت بپا ہوا

پہونچے جو خاک اوڑاتے ہوئے وحشی رسول — محشر میں اور حشر نیا اک بپا ہوا
چھپا تھا جلوۂ رخ شہ سے جو مہر چرخ — چہرہ لکا اُس کے رنگ ہی ابتک اوڑا ہوا
کب میں غم نبی میں نہ پہونچا قریب مرگ — کس دن نہیں اجل سے مرا سامنا ہوا
کس منہ سے منہ دکھاؤگے اے عاصیو کہو — حضرت سے روز حشر اگر سامنا ہوا
لپکا ادہر تھا مجھ کو مدینہ کی سیر کا — رضواں اودھر تھا گھات میں اپنی لگا ہوا
طرز روندگان مدینہ پہ ہر قدم — سو جان سے بشکل نقش قدم ہوں مٹا ہوا
خورشید حشر کا ہو خطر عاصیوں کو کیا — ہے سر پہ شامیانۂ رحمت تنا ہوا
تار نفس پہ آتا ہے پیغام عشق شاہ — یہ سلسلہ ہے رشتۂ جاں سے ملا ہوا
اوج غبار راہ مدینہ تو دیکھئے — رہتا ہے غازۂ رخ گردوں بنا ہوا

زیرک جو تم نے نعت نبی میں لکھی غزل
حق مدح گستری کا نہ پورا ادا ہوا

پنہاں نظر سے جلوۂ شاہ ہُدا ہوا — اللہ میرے طالع روشن کو کیا ہوا
دل سے نہ دور درد غم مصطفےٰ ہوا — تدبیر سے نہ عقدۂ تقدیر وا ہوا
پورا غم نبی میں مرا مدعا ہوا — تسکین سے ہے جو درد کا پہلو دبا ہوا
ہے جستجوے دشت مدینہ تو کیا ہوا — ٹوٹے ہیں پاے شوق نہ میں ہوں تھکا ہوا
پاتا ہوں ہجر شہ میں جو دل کو بھرا ہوا — گھبرا کے کہہ رہا ہوں الٰہی یہ کیا ہوا
دی ہجر مصطفےٰ میں تڑپ کر جو میں نے جان — صد شکر ہے کہ فرض عقیدت ادا ہوا
آہیں ہوئیں جو ساقی کوثر کے غم میں فوت — نالہ شکست شیشۂ دل کی صدا ہوا
ہجر نبی میں رعب بٹھاتی ہے کیا اجل — میں خود یہاں ہوں جان سے اپنی اٹھا ہوا
پوچھینگے مجھ سے قبر میں کیا منکر و نکیر — میری جبیں پہ نام نبی ہے کھدا ہوا

ئے کس طرح سے جادۂ طیبہ ہو دیکھئے — منزل ادھر ہے دور ادھر میں تھکا ہوا
اُڑتا ہوا مدینہ کو جاتا ہوں اسطرح — صرصر سے بھی ہوں دو قدم آگے بڑھا ہوا
کھینچیں نہ ہاتھ حشر میں میخوارِ مصطفےٰ — کوثر کی دھار سے رہے چلو لگا ہوا
جاروب کش جو بجسمِ مژگاں ہیں ہم ہوئے — گرد و غبار دشت مدینہ ہوا ہوا
سودائیاں زلف نبی آپ ہیں کہاں — بہکا ہوا کوئی ہے کوئی ہے چلا ہوا
دیکھو تو زور بقیہ درد ہجر شاہ — سینے میں دل ہے اپنی جگہ سے ہٹا ہوا
اٹھتا نہیں ہے سر یہ ادھائے شب فراق — بارِ غم نبی میں ہے ایسا دبا ہوا

زیرک جو تو نے طاعتِ ربّ کا دیا ثبوت
روزِ ازل کا آج یہ وعدہ وفا ہوا

جنونِ عشق شہ مرکر جو رنگ آفریں ہوتا — تو ہر چاکِ کفن مرقد میں چاکِ آستیں ہوتا
مدینہ جا پہنچتا دفن بھی مرکر وہیں ہوتا — اگر مرنے سے پہلے مجھکو مرنا یقیں ہوتا
تصور روئے حضرت کا جو تسکیں آفریں ہوتا — تو کھٹکا دردِ ہجراں کا مجھے ہرگز نہیں ہوتا
جنونِ ہجر حضرت گر ذرا کوتاہ بیں ہوتا — گریباں گھٹکے دامن اور دامن آستیں ہوتا
نہ پڑ جاتا اگر نیرنگ عشق شاہ کا پرتو — تو حال اپنا نہ یوں گاہے چناں گاہے چنیں ہوتا
پس مردن جو کھلتے داغ ہجر مصطفےٰ دل میں — مری مرقد کا گوشہ گوشہ جنت کی زمیں ہوتا
ہوئی ختم خوبیاں ختم اُس میں صورت طرازی کی — نہ کیوں دلدادہ اوس صورت کا صورت آفریں ہوتا
پلٹتی دیکھکر جب گیسوئے حضرت کو طیبہ میں — تو دیوانہ ترا میں سے نگاہ واپسیں ہوتا
نکلتی روح جسدم جسم سے بیمار ہجراں کی — زباں پر نام پاکِ رحمت اللعالمیں ہوتا
نہ ہوتے بہرہ ور گر جلوۂ دیدارِ حضرت سے — مقدر کا گلہ قسمت کا رونا بالیقیں ہوتا

سمجھتے ہم اوسے مہر سلیماں سے بھی افزوں تر
نہ بھرتی جھولیاں کیوں حسرت نظارۂ زائر
جو ہوتا مر کے دفن آدارگئی عشق حضرت میں
ترقی دمبدم تھی اضطراب ہجر حضرت میں
مٹاتے ناصیہ سائی سے حرف قسمت ازدوں
اجل نے جان لی کیا جلد بیمار پیمبر کی
خیال آتے ہی محشر کا ہر اک ہاتھ لرزجاتا
یہی حالت رہی دیوانہ عشق پیمبر کی

اگر نام محمد خاتم دل کا نگیں ہوتا
نگاہوں میں اگر وہ روضۂ سلطان دیں ہوتا
کفن میرا کہیں ہوتا مرا لاشہ کہیں ہوتا
تسلی بخش خاک اپنا دل اندوہگیں ہوتا
جو سنگ آستان مصطفے زیر جبیں ہوتا
کوئی دم کا تو وقفہ ہائے وقت واپسیں ہوتا
قیامت کا تصور بھی قیامت آفریں ہوتا
کبھی زنداں میں جا رہتا کبھی صحرا نشیں ہوتا

حبیب کبریا کی بود و باش اسمیں تھی ای زیرک
نہ کیوں شہر مدینہ رشک فردوس بریں ہوتا

بنایا امتی ہم کو جو اوس مہر نبوت کا
نہ کچھہ عصیاں کا کھٹکا ہے نہ ڈر ہے کا قیامت کا
گلستان مدینہ کا تصور جب سے ہے دل میں
فروغ افزا ہے جب سے داغ عشق مصطفے دل میں
کوئی رد کیگا اونکو حشر کے دن کسطرح یا رب
خدا سے عاصیوں کو بخشوا لو حشر میں حضرت
ابھی دیدار دکھلا دو ہمیں یا شافع محشر
گھٹائیں چھا رہی تھیں تیرہ روزی کی غم سے میں
ہوائیں بندہ رہی ہیں پھر شفاعت کی سر محشر

الٰہی شکر ادا کس منہ سے ہو تیری عنایت کا
گنہگاران امت کو بہروسہ ہے شفاعت کا
نگاہوں میں پھرا کرتا ہے نقشہ باغ جنت کا
مرے سینے میں اک جلوا ہے خورشید قیامت کا
گنہگار و نہ دروازہ کھلا ہے تیری رحمت کا
یہی دن ہے یہی موقع تو ہے اتمام حجت کا
قیامت جانیں کب آے ٹھکانا کیا قیامت کا
سماں صبح وطن دکھلا رہی تھی شام غربت کا
نصیبا کھل رہا ہے پھر گنہگاران امت کا

پڑی ہے آپ ہی سے ابتدا بنیاد عالم کی — ہوا ہے آپ ہی پر خاتمہ دور نبوت کا
وہ تھی پرنور شکل مصطفے انساں تو کیا شے ہے — فرشتوں میں نظر آیا نہ کوئی ایسی صورت کا
پریشاں خاطری مٹ جائے بیٹھوں چین سے پا کر — مدینے میں ٹھکانا ہو جو مجھ آوارہ قسمت کا
رخ پرنور حضرت حشر میں سب نے جو دیکھا ہے — بہت اترا ہوا چہرا ہے خورشید قیامت کا
وہ ایسا کون حضرت کے سوا تھا بزم امکاں میں — بنا دلدادہ صورت آفریں خود جسکی صورت کا
مٹا ہوں بعد مردن بھی غم حضرت میں کچھ ایسا — نشاں ڈھونڈھے نہیں ملتا کسی کو میری تربت کا
رسائی ہوگئی دربار شہ میں راتدن خوش ہوں — مقدر کا گلہ اب ہے نہ اب رونا ہی قسمت کا

کہاں کی دھوپ کیسا آفتاب حشر اے زیرک
رہیگا سر پہ اپنے شامیانہ ابر رحمت کا

ہجر نبی میں جب دل پر اضطراب ہوگا — سیلاب غم کا مشکل پھر سد باب ہوگا
سوز غم نبی کا وہ التہاب ہوگا — سینے میں دل یہ اپنا جلکر کباب ہوگا
عصیاں کی روسیاہی اس پر عذاب ہوگا — روز حساب الٰہی یہ کیا حساب ہوگا
کوثر کی صاف ستھری پینے کو جب ملیگی — مجھ دردکش کو ساقی کیوں اجتناب ہوگا
راہ مدینہ اے دل ہوگی نہ مجھ پہ مشکل — یہ شوق خضر منزل جب ہمرکاب ہوگا
گھبرائینگے نہ کیونکر محشر میں اہل محشر — عصیاں سے حال ابتر روز حساب ہوگا
اس شب بھی گر نہ دیکھا جلوہ رخ نبی کا — یہ جاگنا ہمارا ہمرنگ خواب ہوگا
قرب نبی ہو حاصل پھر کچھ نہیں ہے مشکل — تسکین بڑھیگی اے دل کم اضطراب ہوگا
ہو کھنچینگے پیش داور عاصی جو روز محشر — رحمت کا سایہ سر پر مثل سحاب ہوگا

زیرک ترے لقب پر کر دیں جو صاد سرور

دیوانے اس سے بڑھکر پھر کیا خطاب ہوگا

ہوا ہے خاک جلکر خرمن تاب و توان کیا کیا
گریں سوز غم حضرت کی دل پر بجلیاں کیا کیا

الم کیا کیا سہے جھیلیں زمیں پر سختیاں کیا کیا
فراق مصطفے میں رنج وہ تھا آسماں کیا کیا

کبھی بیٹھے ہیں تھک کر تو کبھی ہم راہ بھولے ہیں
کہیں کیا منزل طیبہ میں تھیں دشواریاں کیا کیا

ستم توڑا ہے کیا آتش ہجر پیمبر نے
جلا ہے دل جو پہلو میں تو اٹھا ہے دھواں کیا کیا

فروزاں دیکھکر داغ غم شہ میرے سینے میں
خجل کیا کیا ہوا چھپا چراغ آسماں کیا کیا

شفیع عاصیاں کو حشر میں آتے جو دیکھا ہے
گنہگاران امت ہو رہے ہیں شادماں کیا کیا

بٹھایا سر پہ آنکھوں پر سمجھکر پیشوا اپنا
مطیع یوسف مصری رہے زندانیاں کیا کیا

اٹھانے کے لئے صرف آستان پاک سے مجھکو
زمیں سے مل کے سر ٹپکا ہے تونے آسماں کیا کیا

نہ پایا چین دم بھر کے لئے بھی درد فرقت سے
غم شہ میں زباں اپنی رہی صرف فغاں کیا کیا

نظر میں اپنی ابتک ہیں وہی نقشے خدا شاہد
دکھایا گلشن طیبہ نے جنت کا سماں کیا کیا

کیا ٹھنڈا شب غم شعلۂ ہجر پیمبر کو
دکھائیں سرد آہوں نے مری سرگرمیاں کیا کیا

اڑے ہوش اک جھلک میں طالب دیدار حضرت کے
نظر آیا تجلی گاہ ایمن کا سماں کیا کیا

سر راہ مدینہ پا فتادہ ہو کے زیرک نے
مٹایا خود کو شکل نقش پائے رفتگاں کیا کیا

عشق شہ ہر طرح نیک انجام تھا
دشمنی بخت نافرجام تھا

دمبدم لب پر نبی کا نام تھا
مشغلہ اپنا یہ صبح و شام تھا

سر میں تھی دشت مدینہ کی ہوا
جوش وحشت دلمیں صبح و شام تھا

ہو کے دربار نبی میں باریاب
کس کو خوف گردش ایام تھا

دل کا تھا ہجر پیمبر میں یہ حال	سخت مشقِ غم و آلام تھا
یہ تھا دیدارِ نبی سے شاد کام	رونے دھونے سے مجھے کیا کام تھا
عشقِ شہ تھا عشقِ خالق کی دلیل	ظاہر اس آغاز کا انجام تھا
دور ہونا آستانِ پاک سے	میرے حق میں موت کا پیغام تھا

نعت گوئی سے ہی زیرک کو غرض
اسکو اور اس کے سوا کیا کام تھا

دردِ غم حضرت کی کسطرح دوا کرنا	اے چارہ گرِ عالم تبلا دے کہ کیا کرنا
دنیا نے دو روزہ میں کیا اسکے سوا کرنا	کچھ ذکرِ نبی کرنا کچھ یادِ خدا کرنا
طیبہ سے جو دور اتنک اے چرخ پڑا ہوں نہیں	شکوہ ترا کیا کرنا قسمت کا گلا کرنا
تھا ہجرِ پیمبر میں کام اپنا یہی ہر دم	جینے سے خفا ہونا مرنے کی دعا کرنا
محشر میں مجھے رکھنا ہمراہ رکاب اپنے	للہ نہ قدموں سے یا شاہ جدا کرنا
جب حشر کے دن آئے پابندِ الم ہوکر	قیدِ غمِ عصیاں سے اُمت کو رہا کرنا
کچھ اس سے بھی بڑھتی ہے گرمی تپِ فرقت کی	رونا نہ شبِ غم میں یا شاہ تو کیا کرنا

سب چھوڑ کے دنیا کے جھگڑوں کو بس اے زیرک
اک نام محمد کی تسبیح پڑھا کرنا

سامنے شافعِ محشر کے اگر جانا تھا	ہر گنہگار کو با دیدۂ تر جانا تھا
درد و غم سہہ نہیں سکتا تھا تو مر جانا تھا	ہجرِ حضرت میں مجھے جی سے گذر جانا تھا
کشتیٔ عشقِ نبی کا تھا سہارا ہمکو	بحرِ عصیاں سے اگر پار اُتر جانا تھا
جان لی یادِ نبی میں مری تپ نے جو جل	مارنے سے مرے بہتر ترا مر جانا تھا

کارواں چھوڑ کے ہم راہِ مدینہ بھولے ‌ — قافلے والے جدھر جاتے اُدھر جانا تھا

اے صبا سوئے مدینہ جو ارادہ ہے تیرا — دیکھ کر مجھ کو ذرا ایک نظر جانا تھا

تھی خیالِ رخِ پر نور کو گھر کی جو تلاش — آنکھ کی راہ مرے دل میں اتر جانا تھا

قابلِ ذکر جو تھی شئے کوئی ذکرِ شہ میں — مری بگڑی ہوئی قسمت کا سنور جانا تھا

ہونا محشر میں جو بخشش کا وسیلہ زیرک — کام ایسا تو کوئی دہر میں کر جانا تھا

شوقِ دیدارِ پیمبر میں ہوا ہو جاتا — مرغِ جاں گر قفسِ تن سے جدا ہو جاتا

بڑھ کے ہجرِ نبوی میں جو فنا ہو جاتا — درد کا نام ابھی مٹ کے دوا ہو جاتا

دم نہ لیتی جو مریضِ غمِ حضرت کا اجل — شکر کرنا بھی شکایت سے سوا ہو جاتا

وجہِ تسکین ترا آنا ہوا اے یادِ نبی — تو نہ آجاتی تو کیا جانیے کیا ہو جاتا

ضعف سا ضعف تھا آزارِ غمِ حضرت میں — کیوں نہ رنگِ رخِ بیمار ہوا ہو جاتا

واسطے دیکے پیمبر کا سنا لیتے ہم — داورِ حشر اگر ہم سے خفا ہو جاتا

اک جھلک میں ترا اڑتے ہوش کلیم اللہ کے — اور کامل کہیں دیدارِ خدا ہو جاتا

ہوتی دربارِ پیمبر میں رسائی اپنی — نارسا بخت جو قسمت سے رسا ہو جاتا

غل مچانے جو ذرا وحشیِ گیسوئے نبی — حشر میں اور نیا حشر بپا ہو جاتا

ہاتھ پھیلاتے ہی وا ہوتا اُدھر بابِ قبول — خود غمِ شہ میں اثر وقفِ دعا ہو جاتا

اور بھی بڑھتی مدینے میں پہنچنے کی ہوس — شوقِ دیدار اگر حد سے سوا ہو جاتا

اسقدر ہوتے سراسیمہ نہ عاصی سرِ حشر — چشمِ رحمت کا اشارا جو ذرا ہو جاتا

آپ فرماتے قیامت میں شفاعت اوسکی — جو گنہگار کہ محبوبِ خطا ہو جاتا

جاکے کوثر پہ نہ کیوں ساقیٔ کوثر سے کہوں
تشنہ لب ہوں مجھے اک جام عطا ہو جاتا

نعت پڑھتا ہوا زیرک جو پہنچتا دمِ حشر
آفریں باد کا اک شور بپا ہو جاتا

دردِ عشقِ شہ گیا قلبِ نگوں سر رہ گیا
گھر سے گھر والا گیا اجڑا ہوا گھر رہ گیا

دل میں جو داغِ غمِ عشقِ پیمبر رہ گیا
مہرِ بخشش بنکے وہ سینے کے اندر رہ گیا

ہوتے ہوتے ناخنِ وحشت رہا رمز آشنا
کھلتے کھلتے عقدۂ زلفِ پیمبر رہ گیا

گریۂ جرمِ معاصی تری اللہ رے کشش
چشمِ تر دامن پہ آکر دامنِ تر رہ گیا

ہجرِ ولی میں کہاں ڈھونڈا نہ تجھکو اے اجل
کونسا کوچہ بچا ہے کونسا گھر رہ گیا

دل سے مثلِ گردِ راہی مسند نشینی کی ہوس
خاکِ طیبہ کا جو زیرِ پشت بستر رہ گیا

شوقِ طیبہ میں مجھے کیا ساتھ والوں کی خبر
کس کا توشہ رہ گیا کس کس کا بستر رہ گیا

حشر کے دن دیکھ لینگے لوگ مجھکو سرفراز
گر ذرا حضرت کے قدموں پر مرا سر رہ گیا

زائروں نے جاکے طیبہ میں مثالِ گرد بین
ہند میں میں ہائے برگشتہ مقدر رہ گیا

فکر کیا ہے کل پہنچ جاؤنگا اٹھتا بیٹھتا
ضعف سے میں آج اگر طیبہ کے باہر رہ گیا

نعتِ پاکِ مصطفٰے رکھکر جھکا دونگا اسے
گر مرے اعمال کا پلہ برابر رہ گیا

خلد میں ہرگز نہ رکھیں گے قدم سلطانِ دین
امتی گر ایک بھی جنت کے باہر رہ گیا

کیا ٹھکانا خانماں بادِ عشقِ شاہ کا
گاہ اس گھر رہ گیا وہ گاہ اُس گھر رہ گیا

تھا صحرائے مدینہ کی پھر آئی دلمیں یاد
پھر خیالِ دامنِ وحشت اولجھکر رہ گیا

روکے ہجرِ مصطفٰے میں کچھ بڑھا لے آبرو
کام اتنا بس ترا اے دیدۂ تر رہ گیا

خواب میں کوتاہیٔ قسمت ہوئی کیا سدِّ راہ
بڑھتے بڑھتے میری جانب جامِ کوثر رہ گیا

غل اوٹھا جب وحشیان عشق شہ کا حشر میں
شور محشر دب گیا غوغاے محشر رہ گیا

باعث شہرت رہی نعت نبی اس کے لئے
مر گیا زیرک مگر ذکر اوس کا گھر گھر رہ گیا

جان لینے کا غم شہ مین جو سامان کیا
اے اجل تو نے بڑا مجھہ پہ یہ احسان کیا

بادشہ نے مری تسکین کا سامان کیا
جب پریشانی قسمت نے پریشان کیا

عقل کو ہوش کو ایمان کا نگہبان کیا
بیخودی غم حضرت نے یہ احسان کیا

جرم عصیاں کی ندامت ہی گنہگار کو
یہی وہ چیز تھی جس نے کہ پشیمان کیا

وحشی عشق پیمبر نے بہار آتے ہی
ٹکڑے دامن کے کئے چاک گریبان کیا

لا کے طیبہ میں جو دیدار نبی دکھلایا
میری قسمت نے یہ احسان پہ احسان کیا

وحشت عشق نبی نے نہ چھوا تھا دامن
تو نے اے جوش جنون چاک گریبان کیا

سامنا رحمت باری کا ہوا حشر مین جب
خود گناہوں نے مرے مجھکو پشیمان کیا

پھر ٹلا سر سے غم ہجر پیمبر کا پہاڑ
میری مشکل کو پھر اللہ نے آسان کیا

دل پہ اسلام نے توحید کی صیقل کر کے
شکل آئینہ مجلی مرا ایمان کیا

کفر و بدعت سے بچا یگا وہی ای زیرک
جس خدا نے تجھے دنیا میں مسلمان کیا

بیاض صبح نے الٹا ورق جب عشق ابجد کا
تو حرف میم سے ظاہر ہوا جلوہ محمد کا

دم رخصت اثر اتنا کیا عشق محمد کا
کہ سایہ بہر تسکین رکھ لیا اللہ نے قد کا

دکھایا اسم حضرت نے تماشا اسم سرمد کا
اوٹھا جو وقت پردا درمیاں سے میم احمد کا

پلک جھپکی ملے حق سے کھلی آنکھہ آ گئے ملکر
یہ وقفہ تھا شب اسریٰ در آمد کا بر آمد کا

کہیں گے حشر والے خاک اوڑاتا جب یہ پہونچیگا
ہوئی توسیعِ جنت یوں رسول اللہ کی خاطر
چلے دفنا کے جو دم بیقرار رشہ کی میت کو
کبھی حمدِ خدا لکھی کبھی نعتِ نبی ہم نے
دمِ رفتار ممکن تھا کہ آتا پاؤں کے نیچے
خیالِ عقدۂ زلفِ نبی کی سمت بندش ہے
وہ صورت تھی کہ خود صورت گرِ عالم تھا شیدائی
مری آنکھوں میں بھی ہے روشنی اُس شمعِ وحدت کی
مثالِ سعیِ لاحاصل مٹیں سب کوششیں اوسکی
نہ آنے دیگا بے منت جو رضوان باغِ جنت میں
ہوا ہے ہجر کے بدلے میں دیدارِ رسول اللہ
کردوں اے بیکسی کس سے شبِ ہجرِ پیمبر میں
رواجِ کفر پر اسلام کو ترجیح دی ایسی
مٹے سب برہمی بخت ہو دلجمعی خاطر
دوبارہ چوٹ کھائی اور یہ ہجرِ پیمبر کی
مٹا کر زنگِ عصیاں دل کو آئینہ بناتا ہے
ہے صدمے فراقِ شہ کے جب تھی صبر کی طاقت
اجل آئی گئی پایا نہ بیمارِ پیمبر کو
کھلیں داغِ جگر بعدِ فنا گر یادِ حضرت میں

ذرا ہٹ جاؤ آتا ہے یہ دیوانہ محمد کا
نصب پتھر ہوا کعبے میں آکر خُلد کی حد کا
مثالِ سنگِ لرزاں کانپ اوٹھا تعویذ مرقد کا
نہ چھوڑا مہرِ بخشش ایک بھی پہلو خوشامد کا
خدا نے اس لئے سایہ نہ رکھا آپ کے قد کا
دمِ مدحت بڑھے کیا حوصلہ طبعِ مقید کا
وہ چہرہ تھا کہ جسپر لوٹ تھا دل حسنِ سرمد کا
مرا دل بھی ہے پرتو گیر اوسی نورِ مجرد کا
قیامت کے اُٹھائے سے نہ خاکہ اُٹھ سکا قد کا
یہی ضد ہے تو بندہ بھی نہیں خوگر خوشامد کا
اثر اولٹا ہوا ہے شامِ غم میں طالعِ بد کا
شکایت بخت کی شکوہ فلک کے ظلمِ بیحد کا
نہ دلمیں وحشیان تک آنے دیا رسمِ ابجد کا
ذرا سایہ پڑے سر پر جو گیسوئے محمد کا
پڑا تھا نیل دلمیں عشق کی افتاد کا زد کا
گنہگار دل کو صیقل ہے یہ بوسہ سنگِ اسود کا
وہ موقع ضبطِ غم کا تھا یہی ضبطے مدارد کا
ہلانا ہاتھ خالی اک اشارا تھا مدارد کا
تو رشکِ تختۂ جنت ہو گوشہ گوشہ مرقد کا

غمِ حضرت کا دھیان آتے ہی دل کو تھام کر بیٹھا
بگولا جو کوئی اٹھا ہماری خاکِ مرقد کا

لگیں چوٹیں غمِ شہ میں کچھ ایسی میری آہوں کی
کہ سارا جسم نیلا پڑ گیا چرخِ زبرجد کا

لیا جب نام لب سے لب چپک کر رہ گیا اپنا
مزا کیا چاشنی اندوز تھا اسمِ محمدؐ کا

سراپا جرم ہوں سرتا بہ پا عصیاں ہوں اے اکبر
مرا کیا منہ ہے جو دعویٰ کروں عشقِ محمدؐ کا

ردیف ب

ہے سخن گو جو تصور میں لقائے محبوب
آ رہی ہے مرے کانوں میں صدائے محبوب

ہے یہ آمد شدِ انفاس برائے محبوب
جان جائیگی تو آئے گی صدائے محبوب

ہم نفس ہے جو مرے دل کی ولائے محبوب
سانس لیتا ہوں تو آتی ہے صدائے محبوب

ہوں وہ مضطر کہ جو مضطر ہوں برائے محبوب
ہو شکستِ دلِ محزوں میں صدائے محبوب

بیخودی صورتِ موسیٰ یہ عبث ہے اے دل
لن ترانی یہ نہیں یہ ہے صدائے محبوب

دو قدم چلنے کی بھی ضعف سے طاقت تھی کسے
لے گئی کوچۂ الفت میں ہوائے محبوب

چھپ گئی صورتِ زیبا وہ نگاہوں سے مری
بنگئی بیخودیٔ شوق ادائے محبوب

دل کو اس واسطے سینے سے لگا رکھا ہے
عشق نے اس میں لگا رکھی ہے جائے محبوب

بلبلِ سدرہ نہ کیوں گوش برآواز رہے
زمزمہ سنج ہے ہر صبح سرائے محبوب

کھینچکر مجھکو سوئے روضۂ اقدس لے چل
تیرے قربان میں اے جذبِ ولائے محبوب

کیوں نہ عالم میں وہ محبوب دو عالم ٹھہرے
جسکو کہتے ہیں سبھی اپنے پرائے محبوب

شوق میں اسلئے آنکھیں بچھی جاتی ہیں
پتلیوں پر رہے نقش کف پائے محبوب

ٹوٹ جاتا ہے تو پھر ساغر جم بنتا ہے
ہائے کیا چیز ہے کشکول گدائے محبوب

پردہ داری محبت کا تقاضہ ہے یہی
دل ہو سینے میں تو ولمیں ہو ولائے محبوب

نذر ہے نذر ہے سرمایۂ ہستی ہے جو کچھ
جان بہی دل بہی جگر بھی ارے ارے محبوب

ان کو رد کا نہ کسی نے نہ کہا کچھ سر حشر
سید ہے جنت میں گئے مدح سرائے محبوب

میں وہ ہوں ساقی کوثر کا غلام اے زیرک
میری گھٹی میں ہے صہبائے ولائے محبوب

دل جو عشق شہ سے ہے پُر نور اب
تیرگی بخت ہے کافور اب

میں رہوں قدموں سے شہ کے دُور اب
یہ مجھے ہرگز نہیں منظور اب

شہر طیبہ کا جو پھیلا نور اب
دہر سے ظلمت ہوی کافور اب

رِس رہا ہے ہجر شہ میں زخم دل
یہ نہ جائیگا کبھی ناسُور اب

اب نہیں دیوانگی کا اسمیں رنگ
دل ہے عشق شاہ سے معمور اب

بادشہ ہے جان سے بڑھکر عزیز
ہو نہیں سکتی یہ دل سے دور اب

تیغ ہجر شاہ بسمل کر چکی
وار اوس کا چل چکا بھرپور اب

ہند سے طیبہ پہنچ سکتا نہیں
اسقدر ہوں ضعف سے مجبور اب

عرش پر حضرت ہیں اور ربِّ جلیل
ایک جا ہیں ناظر و منظور اب

ہجر حضرت میں نہیں آتا قرار
اضطراب دل سے ہوں مجبور اب

کھینچتا ہوں عشق شہ میں آہ سرد
کچھ دنوں سے ہے یہی دستور اب

مجھ کو طیبہ لیکے چل اے جذبِ شوق
چاہے وہ نزدیک ہو یا دور اب

پھر تجلی ریز ہے حُسنِ نبی
پھر ہے سیرِ جلوہ گاہِ طور اب

ہجرِ حضرت کی لگی ہے اسکو ٹھیس
شیشۂ دل کیوں نہوگا چور اب

نعت گوئی میں گذاردں اپنی عمر
ہے یہی زیرک مجھے منظور اب

تھا چلین یادِ شہ میں شبِ انتظار کب
قابو میں اپنے تھا یہ دلِ بیقرار کب

تشریف لائینگے شہِ عالی وقار کب
جائیگا میرے دل سے غمِ انتظار کب

یہ لینے دیگا ہجرِ نبی میں قرار کب
ٹھہریگا معتبر دلِ بے اعتبار کب

دے گی جو انتظارِ نبی میں ہمارا ساتھ
اپنی بنے گی زندگیِ مستعار کب

جھونکے خزاں کے شامِ فراقِ نبی میں تھے
پھیلی ہوائے دامنِ صبحِ بہار کب

جبتک خیالِ چشمِ نبی دل میں آئیگا
سر سے ٹلے گی گردشِ لیل و نہار کب

مرکر بھی عشقِ شہ میں فروزاں تھا داغِ دل
گل ہوگیا یہ اپنا چراغِ مزار کب

کب سوزِ ہجرِ شاہ کی تھیں شعلہ ریزیاں
فانوسِ شمع تھا یہ دلِ پُر شرار کب

لاتا جو راہ پر میں اسے ہجرِ شاہ میں
تھا اختیار میں دلِ بے اختیار کب

کس روز غازۂ رخِ پیرِ فلک بنا
کوئے نبی سے اپنا اُڑا تھا غبار کب

جاری تھے اس سے اشکِ غمِ شہ میں رات دن
یہ چشمِ اشکبار نہ تھی اشکبار کب

تڑپونگا کب میں شمعِ نبوت کے سامنے
یوں جان دونگا عشق میں پروانہ وار کب

ہجرِ نبی میں اب ہے مجھے شوقِ جاں دہی
تھا اس سے پہلے مرگ کا امیدوار کب

سرگرمِ بیقراریِ ہجرِ نبی رہا
پایا قرار تو نے دلِ بیقرار کب

زیرک کو واصفِ شہِ طیبہ کہیں گے لوگ
ہوگا وہ روز اے مرے پروردگار کب

ردیف پ

رمز آشنا ہیں واقفِ سرِّ خدا ہیں آپ / گویا کلیدِ قفلِ حقیقت نما ہیں آپ
کیونکر نہ میں کہوں کہ شہِ انبیا ہیں آپ / محبوبِ کبریا ہیں حبیبِ خدا ہیں آپ
ظلمت مٹائی آپ نے وہ پُرضیا ہیں آپ / شمعِ نبوت آپ ہیں نورِ خدا ہیں آپ
کیوں آپ سے نہ شانِ خدائی ہو آشکار / بندوں میں ایک مظہرِ ذاتِ خدا ہیں آپ
ہے یہ جگہ خدا کی خدا کے رسول کی / جلوہ نما خدا ہے مرے دل میں یا ہیں آپ
اُمت پہ ہو گیا شبِ معراج آشکار / حق آپ سے جُدا ہے نہ حق سے جُدا ہیں آپ
ہوتے اگر نہ آپ نہ ہوتی یہ کائنات / وجہِ قیامِ ہستیٔ ارض و سما ہیں آپ
مجھ کو ملیگی منزلِ مقصود آپ سے / کیا کام خضر سے جو مرے رہنما ہیں آپ
سرچشمہ کرم ہو نہ کیوں ذات آپ کی / بحرِ جہاں میں منبعِ لطف و عطا ہیں آپ
اپنا کفیل ہو بھی تو ہو کون یا نبی / ہم بیکسوں کے خلق میں حاجت روا ہیں آپ
ہیں پیچھے پیچھے آپ کے اُمت کے قافلے / ہادی ہیں آپ راہبر و رہنما ہیں آپ
مجھ پر فقط نہیں ہوا بھید آشکار / ساری خدائی کہتی ہے سرِّ خدا ہیں آپ
جو کچھ کہوں میں شان میں حضرت کی ہے وہ کم / جو کچھ سمجھ چکا ہوں میں اس سے سوا ہیں آپ
نبیوں میں کوئی آپ کا ہمسر نہیں ہوا / ختم الرسل ہیں تاجِ سرِ انبیا ہیں آپ

ہو باز پرسِ حشر کا زیرک کو خوف کیا
یہ جانتا ہے شافعِ روزِ جزا ہیں آپ

ردیف ت

دل میں تھی یادِ روئے پیمبر تمام رات
معمور نور سے تھا مرا گھر تمام رات

تڑپا رہا تھا ہجرِ پیمبر تمام رات
بے چین تھا مرا دلِ مضطر تمام رات

ایذا رساں جو تھا غمِ سرور تمام رات
بدلی ہیں کروٹیں سرِ بستر تمام رات

تھے مست چشمِ عشق پیمبر جو محوِ خواب
پیشِ نظر تھا چشمۂ کوثر تمام رات

وارفتۂ خیال نبی تھا جو شام سے
چھائی تھی بیخودی مرے دلبر تمام رات

آوارگانِ عشق نبی کے خیال میں
گھر سے رہا ہوں آج میں باہر تمام رات

آشوبِ حشر دیکھ لیا تھا جو خواب میں
دلمیں تھا خوفِ داورِ محشر تمام رات

تھے خستگانِ دشتِ مدینہ برہنہ کیا
تھی تن پہ اُن کے گرد کی چادر تمام رات

یادِ نبی میں دل جو سرِ شام گم ہوا
ڈھونڈا کیا ہوں میں اسے گھر گھر تمام رات

آئیگی نیند ہجرِ نبی میں نہ مر کے بھی
پھرتا رہوں گا قبر سے اُٹھ کر تمام رات

بیتابیاں جو تھیں شبِ ہجرِ رسول کی
تھا اضطراب میں دلِ مضطر تمام رات

صبحِ وصالِ شہ کا جو ساحل تھا لاپتہ
دریائے غم میں تھا میں شناور تمام رات

چھائی جو خاکِ وادیِ طیبہ تمام دن
تھی یادِ خارِ دشتِ خلش گر تمام رات

زلفِ نبی کی یاد میں تڑپا ہوں تا سحر
خاصا جنون سوار تھا مجھ پر تمام رات

یادِ نبی میں دن ہی سے جب بیقرار تھے
زیرک گذاری آپ نے کیونکر تمام رات

ردیف ٹ

جذب آفریں وہ ہجرِ پیمبر میں آئی چوٹ
رہ رہ کے درد سینے میں دلمیں سمائی چوٹ

چلتی ہوئی جو عشقِ نبی نے دکھائی چوٹ
آنکھوں سے دل میں دل سے جگر میں در آئی چوٹ

ہجرِ نبی کی چوٹ تھی اک انتہائی چوٹ
اللہ تو نے کیوں ہمیں ایسی کھائی چوٹ

خالی گیا نہ وارِ غمِ ہجر سے ترا
دل بچ گیا تو دل کی کلیجے پہ آئی چوٹ

بڑھتی ہے مدتہا فراقِ نبی کے ساتھ
میں دیکھتا ہوں آج ہے کل سے سوائی چوٹ

دیوانۂ نبی کے جو دیوانے بن گئے
لی اپنے سر پہ شوق سے ہمنے پرائی چوٹ

اک ثلث یادِ شہ سے ہوئی کم تو کیا ہوا
باقی ابھی ہے دلمیں میرے دو تہائی چوٹ

ہوتی ہے خود بخود جو کھٹک اسمیں یا نبی
جانیں یہ دل نے میری کہاں جا کے کھائی چوٹ

عشقِ نبی نے دل لیا فرقت نے جان لی
وہ ابتدائی چوٹ تھی یہ انتہائی چوٹ

گر گر اٹھے پھر اٹھ کے گرے ضعفِ ہجر سے
عشقِ نبی میں چوٹ پہ یہ ہمنے کھائی چوٹ

ہوگا نہ ضبط ضبط سے بھی اے غمِ رسول
اسنے ذرا جو دل کی مرے دیکھ پائی چوٹ

باقی رہا نہ صدمۂ ہجراں کا کچھ اثر
روضہ میں آکے آپنے ایسی مٹائی چوٹ

دیدارِ مصطفےٰ اسے دل سے مرا اُٹھے
جو چوٹ ہجر کی ہے بنے وہ ہوائی چوٹ
پھر دل تڑپ گیا غمِ ہجرِ رسول میں
پھر صدمۂ فراقِ نبی نے دکھائی چوٹ

سینکا ہے اوسکو وحشتِ عشقِ رسول نے
زیرک جو ہنے وادیٔ طیبہ میں کھائی چوٹ

ردیف ث

کھنچی مجھ سے جو یادِ احمد مختار کیا باعث
نبی حق میں مرے کسواسطے تلوار کیا باعث
نہ دکھلایا نبی نے جلوۂ دیدار کیا باعث
خفا کیوں ہو گئے مجھسے مرے سرکار کیا باعث
رہا اپنا دل بیمار کیوں بیمار کیا باعث
گیا ابتک نہ ہجرِ شاہ کا آزار کیا باعث
نہ جاگے خفتگانِ خاکِ طیبہ کیلئے ابتک
نہیں بیدار بختی میں بھی یہ بیدار کیا باعث
کیا کیا تو نے اے آزارِ ہجرِ مصطفےٰ آخر
سرِ بستر پڑا ہوں صورتِ بیمار کیا باعث
بتا اے ضعفِ ہجرِ مصطفےٰ اس کا سبب کیا ہے
ہوئی ہے زندگی میری یہ مجھپر بار کیا باعث
مجھی سے ہے خلش ہر خارِ صحرائے مدینہ کو
مجھی کو چھیڑتی رہتی ہے نوکِ خار کیا باعث
نہ جائیں کسطرف ہے وادیٔ وحشت میں سرگرداں
ہوئیں وحشیِ طیبہ سے نہ آنکھیں چار کیا باعث
نہ بدلا رنگ تیرا ابتک اے دیوانۂ حضرت
وہی رفتار ہے تیری وہی گفتار کیا باعث
کھلائے گل مرے دلمیں بخون یادِ رخ شہ نے
بھلا پھولا نہ کیوں یہ وادیٔ پرخار کیا باعث
کیا کیا اسکو سیدھا میرے نالوں نے غمِ شہ میں
کبھی پر کیوں نہیں ہے چرخِ کجرفتار کیا باعث

اسے کیا آج کچھ ایما ہے چشمِ عشقِ حضرت ہے
نہ کیوں جھونکے سرورِ یادِ شہ میں ہو رہا ہے سو
نصیبا جاگ اوٹھا جب بیخودی عشقِ مولا میں

بند ہے آنکھ سے کیوں آنسوؤں کا تار کیا باعث
نہ کیوں پہیلے ہوئے بادۂ پندار کیا باعث
دلِ غفلت زدہ تو کیوں نہیں ہشیار کیا باعث

ترا بندہ ہے زیرک اور مداحِ پیمبر ہے
نہ بخشا جائیگا محشر میں اے غفار کیا باعث

ہر لحظہ سوتے جاگتے ہے لب پہ نامِ غوث
اپنا ملا وظیفۂ ذکرِ دوامِ غوث

کیونکر نہ اک جہان ہو دل سے غلامِ غوث
پرتو فگن جہان پہ ہے لطفِ عامِ غوث

اک لو لگی ہوئی ہے تجھے غوثِ پاک کی
دل میں ہے یادِ غوث تو لب پر ہے نامِ غوث

سینہ شگاف کرکے دکھا دیں اگر کہو
دل کے نگین پہ کندہ ہمارے ہے نامِ غوث

ہر لحظہ دل ادب کا ہے پہلو لئے ہوے
کیا کیا نہیں میانِ حرم احترامِ غوث

ہے بادۂ محبتِ حضرت بھرا ہوا
نامِ خدا یہ دل بھی ہمارا ہے جامِ غوث

پتھر پہ ہو گی مُہرِ سلیماں کہی ہوئی
دل کے نگین پہ کندہ ہمارے ہے نامِ غوث

دل قدسیوں کے بھی ہمہ تن گوش ہوگئے
ادنیٰ سی ہے یہ خوبیٔ طرزِ کلامِ غوث

دیرینہ سال بادۂ عرفان ہے کسقدر
خم خانۂ الست میں چلتا تھا جامِ غوث

اتنی فروتنی نہیں گردوں کی بے سبب
رہتا خمیدہ پشت ہے بہرِ سلامِ غوث

ہلتا نہیں ہے قطب جو گردونپہ زینہار
شاید ہے یہ مقلدِ طرزِ قیامِ غوث

مرقد پہ جان جائینگے منکر نکیر بھی
میری زبانِ شوق سے نکلا جو نامِ غوث

کہتے ہیں وصفِ آبروئے حضرتِ سی منکرین
میری زبان میں آگیا وصفِ حسامِ غوث

مستانہ چال ہے جو نسیمِ بہار کی

زیرکت یہ سیکھ آئی طرزِ خرامِ غوث

ردیف ج

دعوت کے سرِ عرش تھے سامانِ شبِ معراج
اللہ کے گھر آپ تھے مہماں شبِ معراج

تھا عرش تک وہ نیّرِ رخشاں شبِ معراج
جلوے تھے زمیں پر بھی نمایاں شبِ معراج

جو چاہتے تھے وہ شہِ ذیشان شبِ معراج
ہوتی تھی وہی مرضیٔ یزداں شبِ معراج

کوشاں تھے رضاجوئی مولا میں شہِ دیں
طالب تھے کسی شئے کے نہ خواہاں شبِ معراج

سر دھنتی تھیں حوریں جو ادھر فرقتِ شہ میں
رضواں تھا ادھر چاک گریباں شبِ معراج

قوسین تھا وصلِ نبی و حق کا اشارا
جس کے کہ یہ پرتو تھے نمایاں شبِ معراج

اوس نورِ مجسم کو جو پردہ میں بلایا
بے پردہ ہوا جلوۂ پنہاں شبِ معراج

پہنے ہوئے نعلین سرِ عرش بلایا
کیا کیا تھی سرافرازیٔ یزداں شبِ معراج

غش کھاتے اگر دیکھتے نورِ صمدی کو
ہوتے جو کہیں موسیٰ عمراں شبِ معراج

کہتا تھا خدا بخشونگا امت کو تمہاری
یہ عہد تھا یہ آپ سے پیماں شبِ معراج

امت کی شفاعت کا کیا آپ کو مختار
رتبہ یہ دیا آپ کے شایاں شبِ معراج

خالق سے جو مانگا وہ ملا آپ کو فوراً
باقی نہ رہا کوئی بھی ارماں شبِ معراج

اللہ سے طلبگار تھے بخشش کے جو ہر بار
امت پہ یہ تھا آپ کا احساں شبِ معراج

حلقے میں جو لائے نبوی کے لیا سب کو
زلفیں جو ہوئیں سلسلہ جنباں شبِ معراج

باندھی کمر چست نگہبانی پہ زیرک
لوٹا جو وہ اُمت کا نگہباں شب معراج

ردیف چ

اُنداب اے الفتِ شاہِ دوسرا کھینچ
دُنیا سے مجھے اپنی طرف بہرِ خدا کھینچ

ظلمت میں پھنسا ہوں مجھے کھینچ آکے ذرا کھینچ
اے جلوۂ حق کھینچ لے اے نورِ خدا کھینچ

ہوں خوگرِ ایذا مجھے آتا ہے مزا کھینچ
ہاں اے مرضِ عشقِ نبی طول ذرا کھینچ

کہتا ہوں یہ دل سے کششِ عشقِ نبی میں
قبلے کی طرف مجھکو بھی اے قبلہ نما کھینچ

طیبہ میں ذرا دست کشاں لیکے مجھے چل
تجھکو قسم اے جذبِ مدینہ ادہر آ کھینچ

اے جذبِ ولائے شہِ طیبہ ترے صدقے
اب اپنی طرف تو مجھے پہلے سے سوا کھینچ

خود دوڑتا آتا ہوں میں اے جذبِ پیمبر
تو بھی تو کشش اپنی دکھا مجھکو ذرا کھینچ

یہ شہر ترا اور حوصلۂ ضبطِ غمِ شاہ
دور اسقدر اپنے کو نہ ای جذبِ وفا کھینچ

کہتا ہوں مصور سے خیالِ رخِ شہ میں
خاکہ مری تصویرِ خیالی کا ذرا کھینچ

اے وحشتِ عشقِ نبوی جوشِ جنوں میں
یہ کس نے کہا تجھ سے کہ دامن مرا کھینچ

اے مشقِ تصور دمِ رفتارِ پیمبر
آنکھوں میں مری نقشۂ نقشِ کفِ پا کھینچ

رہنے دے مدینہ ہی میں ای واعظِ ناداں
جنت کیطرف مجھ کو نہ اے مردِ خدا کھینچ

قربان ترے اے خلشِ خارِ مدینہ
جو پھانس ترے ہجر کی ہے دلمیں وہ آ کھینچ

تفریق جو پیدا کرے اوس شاہ میں مجھ میں
ایسا خطِ فاصل تو نہ اے کلکِ قضا کھینچ

زیرک جو تو ہشیار ہے عشقِ نبوی میں
پھیلیں جو دعا کو تو نہ پھر دستِ دعا کھینچ

ردیف ح

یا نبی میں تو ازل سے ہوں تمھارا مداح
کوئی مجھ جیسا ہے اور نہ ہوگا مدّاح

دوسروں کا مجھے ہرگز نہ سمجھنا مداح
یا رسولِ عربی میں ہوں تمھارا مداح

میں کسی کا ہوں واصف نہ کسی کا مداح
ہاں گدائے شہِ طیبہ ہوں تمھارا مداح

دیکھکر حشر میں مداحِ حضرت کا صلہ
اپنے جامہ میں نہ پھولے سے سمایا مداح

ہوش جنت میں نہ کیوں بلبلِ سدرہ کے اڑیں
گر نوا سنج ہو محبوبِ خدا کا مداح

نورِ ایمان سے کیا دل مرا حق نے معمور
مجھکو اوس شمعِ نبوت کا جو پایا مداح

وحشیِ دشتِ مدینہ نے اوسے بڑھکے لیا
خاک اوڑاتا ہوا جب آپکا پہونچا مداح

آبرو آپ بڑھائیں تو بڑھیگی میری
میں ہوں یا شاہِ امم آپ کا ادنی مداح

خوب دل کھول کے کی مدح سرائی اوسنے
پا گیا چشمِ پیمبر کا جو ایما مداح

پڑھ دے پیشِ خدا نعتِ نبی کے اشعار
اپنی باری سے نہ محشر میں بھی چوکا مداح

شمعِ عشقِ نبوی دلمیں جب اوسکے ہے کلیم
کیا کرے لیکے چراغِ یدِ بیضا مداح

یہ تو خدمت مری قسمت میں لکھی تھی حق نے
کیوں نہ اے ختمِ رسل آپ کا ہوتا مداح

کردیا جلوۂ دیدارِ نبی نے مسرور
سرمۂ چشم بنائیگا اسے اے شہ دیں

اب نہ دیکھے گا غمِ حوصلہ فرسا ملاحؔ
پائیگا آپ کی گر خاکِ کفِ پا مداحؔ

نعت پڑھتا ہوا پہونچیگا جو زیرک حشر
آپ فرمائینگے آیا یہ ہمارا مداحؔ

ردیف خ

عشقِ نبی سے دل نے جو پیدا کیا رسوخ
کہتا ہے کون پہلے سے کم ہو گیا رسوخ
پھر چشمِ لطفِ شہ نے بڑھایا مرا رسوخ
پوچھینگے قبر میں کچھ اگر منکر و نکیر
کام آگئی رسائی دربارِ شہ مرے
مدحت طرازیوں نے مری از فورِ شوق
جاتی ہے ہجر میں مری فریاد شہ کے پاس
مداحیٔ حبیبِ خدا کام آگئی
دربارِ مصطفےٰ میں رسائی ہوی مگر
کہتی ہے مری آہِ رسا ہجرِ شاہ میں
عقبیٰ میں بنگیا وہ ذریعہ نجات کا

دنیا و دیں میں کام یہ دیتا رہا رسوخ
اب تو ہے پیشتر سے بھی اپنا سوا رسوخ
پھر ہے ترقیوں پہ بہ فضلِ خدا رسوخ
بتلائیگا وہاں بھی غلام آپ کا رسوخ
بخشش کا میری خاص وسیلہ بنا رسوخ
دربارِ مصطفےٰ میں بڑھایا بڑا رسوخ
ناکامیوں میں بھی ہے بڑی کام کا رسوخ
محشر میں اسنے حق سے بھی پیدا کیا رسوخ
کوتاہ بختیوں نے نہ بڑھنے دیا رسوخ
اس چرخ کور چشم کو دکھلا دیا رسوخ
دنیا میں شاہِ بر دو سرا سے جو تھا رسوخ

محشر میں ہوگی اُمتیوں کو تو اس کی فکر
ڈھونڈیں گے انبیا بھی وہاں آپکا رسوخ

پہونچایا مجھکو خواب میں حضرت کے در پر
اللہ رے میرے طالع بیدار کا رسوخ

دربار شہ میں بارگہ ذوالجلال تک
مجھکو کہاں کہاں نہ مرا لے گیا رسوخ

زیرک نبی کی نعت کا دفتر لئے ہوئے
پیش خدا کھڑا ہے یہ تھوڑا کیا رسوخ

ردیف د

پہونچتی ہجر میں کیا پیش مصطفےٰ فریاد
نہیں گیا نہ کوئی میری لے گیا فریاد

غم نبی میں ہے اک چپ ہزار با فریاد
سمجھلو میری خوشی کا مدعا فریاد

غم نبی میں ابھی تک جو کر چکا فریاد
یہ دل میں ہے کہ کروں اوس سے بھی سوا فریاد

تمھارے ہجر نے مجھکو جو کچھ ستایا ہے
تمھیں سے ہے مری یا شاہِ دوسرا فریاد

بھٹکتی پھرتی ہے جو کوہ و دشت میں سو سو
یہ ڈھونڈھتی ہے مدینہ کا راستا فریاد

گھٹا لی تاب و توان دردِ عشق حضرت نے
وفور ضعف میں آگے بڑھیگی کیا فریاد

جو تا بگوش شہ دین پہونچ گئے نالے
تو ہوگئی تری کوشش کی انتہا فریاد

پہنچ ہی جائے گی گر بڑھ کے کوئے مولا تک
کرے گی کچھ تو عقیدت کا حق ادا فریاد

بچائے ہجر پیمبر کے مجھکو صدموں سے
شب فراق مری تا سحر ہے اے خدا فریاد

غم رسول میں ہمت بڑھائیگی میری
گرا نہ دیگی یہ مرا دل لا دوا فریاد

در رسول تک آخر پہنچ گئی شبِ غم
رسائی اپنی دکھاتی یہ اور کیا فریاد

جو باریاب ہوئی بارگاہِ مولیٰ میں
کریگی والبِ اظہارِ مدعا فریاد

وفورِ دردِ غمِ شہ کی تھی عجب تاثیر
دہن سے لفظ جو نکلا وہ بن گیا فریاد

رہا جو دلیں یونہیں صدمہائے غم کا ہجوم
دہائی دے گی درِ شہ پہ برملا فریاد

میانِ حشر گر اوس کی ہوئی نہ آمرزش
کریگا آپ سے یہ **زیرک** آپکا فریاد

حقیقت میں کیا جانے کیا ہیں محمدؐ
بظاہر خدا سے جدا ہیں محمدؐ

شہنشاہِ ہر دوسرا ہیں محمدؐ
مددگارِ شاہ و گدا ہیں محمدؐ

خدائی سے اعلیٰ خدائی سے افضل
خدائی میں بعد از خدا ہیں محمدؐ

زمانے کی مشکل نہ اٹکی رہیگی
زمانے کے مشکل کشا ہیں محمدؐ

خطر روزِ محشر سے اے عاصیو کیا
کہ حامی ما و شما ہیں محمدؐ

ہوا من رآنی سے یہ صاف روشن
کہ آئینۂ حق نما ہیں محمدؐ

کھلا کنت کنزاً سے یہ رازِ مخفی
خدائی میں سرِّ خدا ہیں محمدؐ

بنا ہے ہر اک راہ چلنا سکندر
کہ خضرِ طریقِ ہدیٰ ہیں محمدؐ

دوائے دلِ دردمندانِ الفت
شفابخش ہر مبتلا ہیں محمدؐ

گناہوں سے میرے سبک ہوگی میزاں
جو پلے پہ روزِ جزا ہیں محمدؐ

وہ پہلو سے دم بھر جدا ہو نہ یارب
کہ جس دردِ دل کی دوا ہیں محمدؐ

دمِ ہندسی تو بھی چل ابتو **زیرک**

کہ جس جا یہ جلوہ نما ہیں محمدؐ

کس شان کا دربار ہے دربارِ محمدؐ ‌ ‌ سرکارِ نبی سرکار ہے سرکارِ محمدؐ

سر میں ہے سرِ گیسوئے خمدارِ محمدؐ ‌ ‌ دل میں ہے ہوائے گلِ رخسارِ محمدؐ

حق کا ہے خطادار خطاوارِ محمدؐ ‌ ‌ اللہ کا طالب ہے طلبگارِ محمدؐ

آنکھوں میں رہے مستیٔ دیدارِ محمدؐ ‌ ‌ دل بادۂ الفت سے ہو سرشارِ محمدؐ

ہو خوف مجھے گرمیٔ محشر کا تو کیا ہو ‌ ‌ ہے سر پہ مرے سایۂ دیوارِ محمدؐ

دم جھانسے کسے اور کو دیں جا کے مسیحا ‌ ‌ اچھے نہ ہوئے ہوں کہیں بیمارِ محمدؐ

تو جان بھی جائے تپِ ہجرِ نبوی میں ‌ ‌ جائے نہ مگر دل سے یہ آزارِ محمدؐ

کچھ روز رہا مصر کے بازار کا چرچا ‌ ‌ اب تک ہے وہی گرمیٔ بازارِ محمدؐ

پہونچا دے جو طیبہ میں تو سوزِ تبِ ہجراں ‌ ‌ دھونی ہی رماؤں پسِ دیوارِ محمدؐ

کہتی ہے یہ وارفتگیٔ لذتِ دیدار ‌ ‌ دیدار نہ ہوگا دمِ دیدارِ محمدؐ

کیا برق چمکتی ہوئی پھرتی ہے ادھر دیکھ ‌ ‌ اسطرح تڑپتے ہیں دل افگارِ محمدؐ

اچھا نہیں ہوگا کبھی اچھا نہیں ہوگا ‌ ‌ بیمارِ محمدؐ ہے یہ بیمارِ محمدؐ

یہ جلوۂ برق سرا میں ہے حرم میں ‌ ‌ یا اٹھ گئے ہیں ابروئے خمدارِ محمدؐ

دنیا میں اثر نکہتِ فردوس کا پھیلا ‌ ‌ مہکی جو تبسم گلِ رخسارِ محمدؐ

کہتے تھے کہ امت پہ مری آنچ نہ آئے ‌ ‌ معراج میں حق سے تھا یہ اصرارِ محمدؐ

موت آ کے بہا جاتی ہے آنسو سرِ بالین ‌ ‌ مرتا ہے جو مر جانے پہ بیمارِ محمدؐ

غنچے جو چٹکتے ہیں تو آتی ہے یہ آواز ‌ ‌ اے صلِ علیٰ خوبیٔ گفتارِ محمدؐ

رہ رہ کے جو آتا ہے سرِ ناخنِ حضرت　　تھم تھم کے تڑپتے ہیں دلِ افگار ہمارا

وہ دن بھی ہو زیرک کہ مدینہ میں پہونچکر
یہ نعت پڑھوں میں سرِ دربارِ محمدؐ

سحابِ عطا و سخا ہیں محمدؐ　　شمیمِ گلِ مدعا ہیں محمدؐ
ہر اک دردِ دل کی دوا ہیں محمدؐ　　مسیحا سے بھی کچھ سوا ہیں محمدؐ
نہیں یہ کہ ذاتِ خدا ہیں محمدؐ　　مگر مظہرِ کبریا ہیں محمدؐ
ہر اک طرح حاجت روا ہیں محمدؐ　　اثر ہیں محمدؐ دعا ہیں محمدؐ
خدا خود رہا دیکھکر جنکو شیدا　　وہ تصویرِ حیرت فزا ہیں محمدؐ
زمانہ ہے محتاج حضرت کے در کا　　عطا پاشِ شاہ و گدا ہیں محمدؐ
نہ کیوں شربتِ دیدِ آبِ بقا ہو　　کہ بیمارِ غم کی شفا ہیں محمدؐ
لکھا شان میں انکی لولاک حق نے　　مگر وجہِ ارض و سما ہیں محمدؐ
نہیں اس میں ہرگز جگہ دوسرے کی　　مرے دلمیں جلوہ نما ہیں محمدؐ
فقط پردۂ میم ہے درمیاں میں　　سمجھ لیجئے بس کہ کیا ہیں محمدؐ
نظر آتی ہے صاف شکلِ خدائی　　وہ آئینۂ باصفا ہیں محمدؐ
نہ ہوتا یہ کہنے سے گر شرک عائد　　تو بیشک میں کہتا خدا ہیں محمدؐ
نہیں کام شمعِ شبستاں سے مجھکو　　مرے دلمیں رونق فزا ہیں محمدؐ
لقب جب ہو دستِ خدا مرتضیٰ کا　　پھر اندازہ کیا ہو کہ کیا ہیں محمدؐ
نہیں واسطہ دین و دنیا سے ہم کو　　ہمارے دلی مدعا ہیں محمدؐ
سرِ حشر ڈھونڈھینگے جب شہ کو عاصی　　میں کہدونگا بڑھکر وہ کیا ہیں محمدؐ

خدا ہے اگر قبلۂ دین و ایماں
تو واللہ قبلہ نما ہیں محمدؐ

بھنور میں نہ آئیگی کشتی اُمّت
کہ اس ناؤ کے ناخدا ہیں محمدؐ

نہیں ہے گناہوں سے ہم کو خطر کچھ
شفاعت کو روزِ جزا ہیں محمدؐ

پہونچ جائینگے ہم بھی منزل پہ زیرک
کہ خضرِ رہِ مدّعا ہیں محمدؐ

ردیف ڈ

دیدارِ مصطفےٰ کا مرے دلمیں تھا گھمنڈ
ہجراں نصیب اب ہوں دکھاؤں میں کیا گھمنڈ

عشقِ رسول کا تو سزاوار تھا گھمنڈ
اس سے سوا بڑھائے نہ اب جو بھلا گھمنڈ

حضرت کی بات بات میں تھا عجز و انکسار
نخوت نہ تھی غرور نہ تھا اور نہ تھا گھمنڈ

عشقِ نبی ہو دلمیں رہوں منکسر مزاج
کبر کلام کا غرور یہ کس کام کا گھمنڈ

منھ اپنا میں نے پھیر لیا عجز کی طرف
میری طرف جہاں میں جو آنے لگا گھمنڈ

صیقل ہوئی جو خوفِ نبی دلمیں آگیا
زنگ آئینے میں جیسے ہو اسطرح تھا گھمنڈ

نیچا فراقِ شہ میں دکھائیگی میری آہ
دم بھر میں اس فلک کا نکل جائیگا گھمنڈ

مشہور دہر میں جو ہوں مدّاحِ مصطفےٰ
مجھ کو ضرور آج ہے اس بات کا گھمنڈ

جب یادِ شہ میں آئی تو میں نے جھڑک دیا
مجھ سے نہ اس اجل کا ذرا بھی چلا گھمنڈ

بندہ خدا کا خادمِ خیر الوریٰ ہوں میں
پھر میرے پاس آکے یہ بھٹکیگا کیا گھمنڈ

دنیا میں بھی تھا مجھ کو تنفّر گھمنڈ سے
عقبیٰ میں بھی نہ پاس مرے آسکا گھمنڈ

حضرت کے خادموں کو بنائیگا کسطرح
غم آشنا گھمنڈ الم آشنا گھمنڈ

اوٹھا میں انکسارِ نبی یاد آتے ہی
دیدیے تھپکیاں جو سُلانے لگا گھمنڈ

میں بیخودِ خیالِ نبی ہوں تو کیا ہوا
مجھ کو فریب دیگا یہ کیونکر بھلا گھمنڈ

زیرک بُرا کہا ہے پیمبر نے جب اسے
اچھا نہیں بُرا ہے بُرا ہے بُرا گھمنڈ

ردیف ذ

مدِّ نظر جو ختمِ رسالت کا تھا نفاذ
فرمانِ ایزدی کا نبی پر ہُوا نفاذ

تھا شانِ کبریائی کا یہ خاص مدعا
پائے نبی کے ہاتھ سے حکمِ خدا نفاذ

دنیا سے کفر و شرک کے نام و نشان مٹے
جب ہو گیا شریعتِ اسلام کا نفاذ

آتے تھے جبرئیلِ امین پیشِ شاہِ دیں
ذمے جو ان کے وحیِ الٰہی کا تھا نفاذ

شرعِ محمدی ہوئی قائم جو دھر میں
قانونِ ایزدی کا یہ گویا ہوا نفاذ

دعوت ہوئی حبیبِ خدا کی جو عرش پر
شاہد ہے صاف سورۂ معراج کا نفاذ

جبتک رسولِ پاک تھے زیرک جہان میں
احکامِ ایزدی کا بھی جاری رہا نفاذ

بنا عشقِ نبی میں عفو کی تاثیر کا کاغذ
گیا جب دستِ رحمت میں مری تقدیر کا کاغذ

شبیہ مصطفےٰ بنایا مصور کھینچنے بیٹھے
وہی سادہ کا سادہ ہی رہا تصویر کا کاغذ

تصدق زبانی کے داور محشر کو رحم آیا
فرشتوں نے پڑھا جب عاصی دلگیر کا کاغذ

پیغ شفاعت عشرت کے تصور میں جو رویا ہوں
بنا ہے آئینہ اعمال کی تحریر کا کاغذ

مصور گر پریشانی عشق شہ میں کھینچیگا
رہیگا چاک سوجا سے مری تصویر کا کاغذ

بدل لیتا و شہ سے قسمت کی نوشتہ کو
جو ہاتھ آجاتا دست کاتب تقدیر کا کاغذ

لکھا لایا ہے جس میں حرف حب مصطفےٰ زیرک
یہی اعمالنامہ ہے یہی تقدیر کا کاغذ

ردیف ر

تھی یہی حالت غم شہ میں ہماری رات بھر
اشکباری رات بھر اختر شماری رات بھر

درد دل میں تھا سرشک آنکھوں سے جاری رات بھر
بیقراری سی تھی زیرک بیقراری رات بھر

لب پہ نام سرور عالم تھا جاری رات بھر
اسطرح ہوتی رہی ہے شب گذاری رات بھر

کون سنتا جز شب تنہائی ہجر رسول
تھیں تصور سے جو کچھ باتیں ہماری رات بھر

ہو زباں ونکو اگر مصروف اوصاف نبی
لب رہیں وقف ثنائے رب باری رات بھر

گریۂ ہجر نبی جو شام سے تھا تا سحر
نخل غم کی ہو رہی تھی آبیاری رات بھر

ہو گئے یاد گل گلزار طیبہ میں جو ہم
پھول برساتی رہی باد بہاری رات بھر

آنکھ جب جھپکی تو کھینچی اک شبیہ مصطفےٰ
صفحۂ دل پر رہی صورت نگاری رات بھر

عالم رویا میں دیدار نبی دیکھا کئے
خواب کے پردے میں تھی مقصد برآری رات بھر

ہجر کی شب کسمپرسی کے سوا یا شاہِ دیں
کون کرتا تھا مری خدمت گذاری رات بھر

بیقراری غم سے دل کو تڑپاتی مگر
ضبط کی سِل تھی دھری سینے پہ بھاری رات بھر

صدمۂ ہجر نبی سے غش پہ غش آتے رہے
بیخودی کرتی رہی ہے مجھ کو عاری رات بھر

وحشت عشق پیمبر کی جو تھیں نیرنگیاں
غفلت اے زیرک تھی دن بھر ہوشیاری رات بھر

نقاہت طعنہ زن کیا کیا ہے درد ہجر سرور پر
مریض ناتواں کروٹ بدلتا ہے جو بستر پر

ہجوم یاس ہے ہجر نبی میں قلب مضطر پر
الٰہی خیر یہ کیسی چڑھائی ہے مرے گھر پر

پئیں گے خوب ہی دل کھول کر حضرت کے متوالے
مزا آئیگا جبدم بھیڑ ہوگی حوض کوثر پر

ندا دی قسمت واژوں نے اب میری ہو بگڑی
جبیں اپنی جھکی جسوقت دہلیز پیمبر پر

دُھلے جاتے ہیں جیسے آنسوؤں سے فرد عصیاں کے
گمان ابر رحمت کیوں نہو اس دیدۂ تر پر

نہ کیوں چشم تجسس جانب مہر شفاعت ہو
گھٹا بیم و رجا کی چھا رہی ہے اہل محشر پر

سر سودائے زلف مصطفیٰ کا یہ تصدق ہے
کہ اب کوئی بلا نازل نہیں ہوتی مرے سر پر

تسلی رحمت باری نے دی ہے کچھ نہ کچھ ان کو
لگے ہیں کان ابھی سے عاصیوں کے حکم داور پر

زمیں کا دل ہلا یا فرقت شہ میں جو آہوں نے
تو نالوں نے اٹھا کر آسماں کو رکھ لیا سر پر

اڑھا لیجاتی ہیں یہ کہہ کے حوریں مجھکو صحرا سے
کہ اس دیوانۂ زلف نبی کو لیچلو گھر پر

حقیقت کیا ہے انساں کی اگر وہ سر بسجدہ ہے
ملائک ہی جبیں سا ہیں رسول اللہ کے در پر

ضیا بخشی چشم شوق کے سامان مہیا ہیں
جمی ہیں جب سے نظریں شمع رخسار پیمبر پر

خیال شستشوئے نامۂ اعمال میں زیرک

قطرہ تر دامنی کی ہے ہمارے دامن تر پر

نزع کی سختی نہ کیوں آسان ہو بیمار پر | جب لبوں پر دم ہو نظریں ہوں شہ ابرار پر
ہجر حضرت میں بڑھیں آزار جب آزار پر | زندگی بھاری نہ ہو کیوں عشق کے بیمار پر
زندہ جاوید جب اوس کو بنایا آپ نے | موت کا قابو چلے کیا آپ کے بیمار پر
کام ہمت سے ذرا لینے جو وقت ذوق دید | بیخودی طاری نہ ہوتی طالب دیدار پر
دھن ہے کوثر کی کبھی واعظ کو زمزم کی کبھی | لغزشیں ہوتی ہیں کیا کیا بادہ پندار پر
ہم وہ عاشق ہیں اگر حاجت ہو وقت امتحاں | جان دیدیں نام پاک احمد مختار پر
حضرت واعظ کو ہوگا زہد و تقوی پر گھمنڈ | عاصیوں کو ہے بھروسہ رحمت غفار پر
اڑ گئی ہے نیند آنکھوں سے جو ہجر شاہ میں | رشک ہے غفلت کو میرے دیدہ بیدار پر
راہ طیبہ میں دئے حسرت نے بھی چکر مگر | گردشیں ہیں ختم دور چرخ کج رفتار پر
ضبط کا قابو چلے کیا دل پہ ہجر شاہ میں | زور چلتا ہے کہیں مجبور کا مختار پر

درد دل پیش نبی زیرک جو کہنا ہو کہو
لگ گئی مہر خموشی کیوں لب اظہار پر

دل سے دم بھر ہو اگر یاد حبیب باہر | جسم سے روح ابھی ہو یہ تڑپ کر باہر
دل میں ہے جلوہ شہ دل کے برابر باہر | نور یکساں ہے اس آئینہ کے اندر باہر
جب میسر نہیں دیدار پیمبر باہر | کیوں ہوں محشر سے ہم اے داور محشر باہر
تشنہ کامان حبیب جو نہ آتے سر حشر | موج کوثر بھی نہ آتی کبھی کوثر باہر

ہم گئے خلد میں دوزخ کی ہوا بھی لگی
لے گئی رحمتِ باری ہمیں باہر باہر

جی بہلتا ہے نہ صحرا میں نہ آبادی میں
ایکسان ہے غمِ حضرت میں مجھے گھر باہر

وسعتِ خواب کہاں تنگیٔ ہجرِ شہ میں
پاؤں پھیلے تو نہ نکلے کبھی چادر باہر

حشر میں چمکیگی جب برقِ جمالِ حضرت
قبر سے میں نکل آؤنگا تڑپکر باہر

نہ نکالیگا اگر مژدۂ دیدار اسے
دل سے ہوگا نہ ہجومِ غمِ سرور باہر

ہجرِ شہ میں کہیں سر پھوڑ کے مرجاؤں نہیں
گھر سے لیچل مجھے اے بختِ نگوں سر باہر

بیقراری غمِ حضرت میں ہے کل سے بھی سوا
آج آپے سے ہے اپنا دلِ مضطر باہر

ہو غمِ شہ میں مرے چاکِ جگر کا بخیہ
امر یہ ہے تری طاقت سے رفوگر باہر

کوچ ہے صبح کو گھر سے سوئے طیبہ اپنا
رکھ دیا شام ہی سے باندھ کے بستر باہر

دل یہ گردابِ غمِ شہ سے نہ نکلا اپنا
تیر کر ہو گئے دریا کے شناور باہر

دل نے دیکھی ہے اسی میں کچھ اماں اے زیرک
حلقۂ زلفِ نبی سے ہو یہ کیونکر باہر

حشر میں کیوں میں رہوں احمدِ مختار سے دُور
مجھ کو خالق نہ کرے اوس شہِ ابرار سے دُور

کس کی نظروں میں ہے رُخِ احمدِ مختار سے دُور
کون پروانہ ہے اس شمعِ پُر انوار سے دُور

پڑ گیا فرقتِ حضرت کا کچھ ایسا پرتو
ہو گئی نیند مری دیدۂ بیدار سے دُور

دشت گردیٔ مدینہ میں یہ تھا کسکو خیال
آبلے پاؤں کے رہتے سرِ ہر خار سے دُور

جاکے طیبہ میں رہوں روضۂ اقدس کے قریں
میرا بستر نہ رہے سایۂ دیوار سے دُور

چھوڑ کر گلشنِ طیبہ کو جو لوں خلد کی راہ
ایسی خواہش ہو مرے قلبِ ہوسکار سے دُور

ذائقہ دردِ محبت کا چکھا کرتے تھے / کب مجھے بیمارِ نبی لذتِ آزار سے دور
آبرو ہجرِ پیمبر میں بڑھیگی اس سے / جوشش گریہ نہ ہو چشمِ گہربار سے دور
لاکھ ہیں دور رہِ ہند میں طیبہ سے مگر / دل رہیگا نہ ہوا خواہیٔ سرکار سے دور
وائے برتفرقۂ ضعفِ غمِ ہجرِ رسول / مدعا دل کا ہے ابتک لبِ اظہار سے دور
باریاب اور تو سب ہوتے ہیں ای شاہِ زمن / ایک زیرک ہے مگر آپ کے دربار سے دور

ردیف ٹ

اے چرخ مرے قلب پہ سو کوہِ الم توڑ / لیکن غمِ حسرت نہ دکھا یہ نہ ستم توڑ
بیمارِ پیمبر سے جو الفت ہے اجل کو / کہتی ہے مرے سامنے سلسلۂ دم توڑ
کوثر پہ کہے گی یہی مجھ سے مئے کوثر / ارمان ترا پورا ہوا اب اپنی قسم توڑ
بیمارِ ہجرِ نبی ہیں ہوں شکستہ دلِ ناشاد / اے یاس مرے دل پہ نہ یوں سنگِ ستم توڑ
اے یادِ نبی دل میں مرے آتشِ فرقت / ہمدرد ہے تو سلسلۂ دردِ الم توڑ
بے آبرو اس گریۂ ہجرِ نبوی میں / اشکوں کا نہ یہ تار ابھی ای دیدۂ نم توڑ
اے وحشیِ گیسوئے نبی توڑ یہ زنجیر / بڑھ جائیگا زنداں میں ترا اور بھرم توڑ
مجبورِ نبی تجھ کو یہ کیا ضعف میں سوجھی / تجھ سے یہ کہا کس نے کہ اک آہ میں دم توڑ
کشکولِ گدائے درِ شہ سے ہے نسبت / پتھر پہ نہ ایک پھینک تیری جام کو جم توڑ

کیا توڑ لگا تو عشقِ نبی میں ستم ای چرخ
کل چھوڑ دیا تو نے تو اب کہتی ہیں ہم توڑ

آتی تھیں صدائیں بھی زیرک دمِ تحریر
دل کھول کے لکھ نعتِ نبی آج قلم توڑ

ردیف ز

ہو مرے پیشِ نظر گر رُخِ پُر انوار روز
نورِ آنکھوں میں سمائے یا شہِ ابرار روز

جلوہ فرما تھی جو یادِ احمدِ مختار روز
دل میں رہتا تھا ہجومِ حسرتِ دیدار روز

تھا تصور میں جو روئے سیدِ ابرار روز
لوٹتی تھیں یہ نگاہیں دولتِ دیدار روز

بلبلِ باغِ مدینہ خلد میں بھی خوش نہیں
باندھ کر رکھیں تو یہ رہتے ہیں دو چار روز

گھومتا ہے ہر طرف آزارِ ہجرِ شاہ میں
یہ دلِ بیمار شکلِ نرگسِ بیمار روز

گریۂ بے اختیار اک دن رو کے سوئے گا
ہجرِ شہ میں کیوں نہ بندھتا آنسوؤں کا تار روز

دیکھتے ہر روز اگر برقِ تجلی کی جھلک
طور پر بیہوش ہوتے طالبِ دیدار روز

غفلتِ خودداریٔ انسان نے پھینکے میرے پاس
بیخودیٔ عشق حضرت میں رہوں سرشار روز

جستجوئے رحمتِ عالم میں ہوں میں لاپتہ
ڈھونڈھتی پھرتی ہے مجھ کو رحمتِ غفار روز

روز جاؤں ہند سے طیبہ کو میں آنکھوں کے بل
یاد فرمائیں اگر مجھ کو مرے سرکار روز

مل گیا شہرِ مدینہ اب رہوں گا عمر بھر
کیوں رہوں دس بیس دن میں کیوں رہوں دو چار روز

رو بہ صحت ہجرِ حضرت میں ہو کیا بیمارِ غم
دیکھئے جب تو وہی ہے صورتِ آزار روز

صدمۂ ہجر نبی ہے روز نیرنگ آفریں
کیوں نہ میں بدلا کروں طرز لب اظہار روز

ایک دن بھی چین سے گذرا نہ اوسکی عمر کا
تھا مریض ہجر شہ وقف غم آزار روز

باریابی کا جو بخشیں فخر وہ شاہ امم
پھر تو یہ زیرک بھی حاضر ہو سر دربار روز

ردیف س

اور کچھ یارب نہیں اپنی ہوس
ہے فقط دیدار حضرت کی ہوس

عشق شہ کی کیا ہے معمولی ہوس
جان جائیگی نہ جائیگی ہوس

سجدہ ریزی در شہ کی ہوس
جس کسی کو ہے تو ہے اچھی ہوس

جم گئی رہ گئے بنی پر وقت دید
اے نگاہ شوق یہ تیری ہوس

عشق شہ میں مر مٹوں مر کر جیوں
پھر رہی ہوگی مرے دل کی ہوس

کھینچ کے پہونچا میں دیار شاہ میں
لے گئی دامن کشاں میری ہوس

تیرے ہوتے اے ہوائے زلف شاہ
یوں ہے برباد یہ میری ہوس

دیکھ لے رخسار پر نور رسول
ہے یہی مہر منور کی ہوس

دیکھ لوں جی بھر کے طیبہ کی بہار
ایک مدت سے تھی یہ دل میں ہوس

ہوگیا نظارۂ طیبہ سے شاد
آج پوری ہوگئی میری ہوس

آرزوئیں میری بر آئیں تمام
اب نہیں دل میں کوئی باقی ہوس

چاہیے عقبیٰ مجھے یا شاہِ دیں — مجھ کو دُنیا کی نہیں کچھ بھی ہوس
کارِ دُنیا ہیچ و دُنیا ہیچ کار — آپ کے خادم کو ہو اُس کی ہوس
ایک ہی جلوہ ہے میں موسیٰ غش ہوئے — دل کی دل میں رہ گئی ساری ہوس

دیکھ لوں روئے نبی ہنگامِ نزع
میری ہے زیرک بس اتنی سی ہوس

میخوار کچھ ہیں جمع پیمبر کے آس پاس — کچھ پھر رہے ہیں چشمۂ کوثر کے آس پاس
نظریں نہیں ہیں روئے پیمبر کے آس پاس — پروانے ہیں یہ شمع منور کے آس پاس
بستر پہ لاغری غمِ شہ سے گم جو ہوں — ہے ڈھونڈھتی اجل مجھے بستر کے آس پاس
کیونکر ملے پناہ نہ عصیاں کے خوف سے — رحمت کا ہے حصار مرے گھر کے آس پاس
بینائیاں جو سوزِ غمِ شہ کی ہیں بڑھی — بجلی ہے کوندتی دلِ مضطر کے آس پاس
سودائے زلفِ شاہِ زمن جب سما گیا — آئی بلا نہ کوئی مرے سر کے آس پاس
زائر جو تک کے شہرِ مدینہ میں آئے ہیں — بیٹھے ہوئے ہیں روضۂ اطہر کے آس پاس
دیدارِ مصطفیٰ نہ میسر ہوا اگر — پھرتا رہونگا قبرِ منور کے آس پاس
گھیرے ہوئے ہے یوں غمِ ہجرِ نبی مجھے — گرداب جس طرح ہو شناور کے آس پاس
آنکھوں پہ مست ساقیٔ کوثر نے لے لئے — قطرے گرے چھلک کے جو ساغر کے آس پاس
روکا کسی نے بادہ گسارانِ شاہ کو — زمزم کے آس پاس کوثر کے آس پاس
کس نے دیا ہے بارِ غمِ شہ میں اسکا ساتھ — کوئی نہ تھا جو بخت نگوں سر کے آس پاس

زیرک ہے سبزہ زارِ مدینہ میں سو رہا

کچھ پھول ہیں پڑے ہوئے بستر کے آس پاس

ردیف ش

دیدارِ پیمبر سے طبیعت جو ہوی خوش
تاحشر رہی شاد یہ تاحشر رہی خوش

ہوتے ہیں زمانے میں اطاعت سے سبھی خوش
اللہ اگر خوش ہے تو اُمّت سے نبی خوش

دیدارِ نبی سے جو دمِ نزع ہوئی خوش
اترائی ہوی خلد کو یہ جان چلی خوش

تھا ہجرِ پیمبر میں بڑی دیر سے مغموم
تو آئی جو اے یادِ نبی ہو گیا جی خوش

اچھا ہوا اوس نے جو کیا مجھسے کنارہ
میں خوش تھا نہ مجھ سے تھی شبِ ہجرِ نبی خوش

رہتا ہوں یہاں ہند میں رنجیدہ و ناشاد
پہونچوں جو مدینے میں تو ہوجاؤں ابھی خوش

تاریکیٔ شامِ غمِ شہ دل سے ہے کافور
ہے جلوۂ دیدارِ نبی سے مرا جی خوش

اللہ تری شانِ کریمی کے تصدق
مجھ جیسے گنہگار سے ہو تیرا نبی خوش

اے صدمۂ ہجرِ نبوی تو ہی بتادے
اس غم کدۂ دہر میں کیا ہوگا کوئی خوش

اسکو تو ہے صحرائے مدینہ کی تمنا
کیا ہند میں ہوگی مری وحشت طلبی خوش

رکھیگی جو دیدارِ نبی سے مجھے محروم
اس شومیٔ قسمت سے ہونگا نہیں کبھی خوش

پھیلی جو شمیمِ گلِ گلزارِ مدینہ
فردوس پکارا کہ مری روح ہوئی خوش

سنتا ہوں جو میں مژدۂ دیدارِ پیمبر
رکھتی ہے ہمیشہ یہ مجھے خوشخبری خوش

بخشا جو مجھے تو نے تصدق میں نبی کے
اے داورِ حشر آج طبیعت ہے بڑی خوش

زیرک ہوا دیدارِ پیمبر جو دمِ نزع
دنیا سے پسِ مرگ مری روح گئی خوش

ردیف ص

دید کے قابل تھا یارانِ پیمبر کا خلوص
اِن میں سرتاپا نظر آتا تھا سرور کا خلوص

سیکھ اے دل تو بھی اصحابِ پیمبر کا خلوص
سیکھ بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ کا خلوص

کس سے پوشیدہ ہے اصحابِ پیمبر کا خلوص
خلق میں مشہور ہے یارانِ سرور کا خلوص

متفق اول سے آخر تک تھے یارانِ نبی
عمر بھر کا تھا نہ تھا یہ کوئی دم بھر کا خلوص

ایک پر اک جان دیتا تھا محبت ایسی تھی
تھا سبق آموز ایسا ان کو سرور کا خلوص

اوسکی ہی اُلفت کا دم بھرتے رہتے تھے روز و شب
وحشیوں سے کیوں نہو زلفِ پیمبر کا خلوص

شافعِ روزِ جزا کا ہے تصدق روزِ حشر
عاصیوں سے ہے جو یوں الطافِ داور کا خلوص

عرش پر کس شان سے مہمان شبِ معراج تھے
تھا نبی سے کیا ہی اوس خلاقِ اکبر کا خلوص

یا الٰہی جسقدر ہے اور ہو اوس سے فزوں
عشقِ چشمِ مصطفےٰ سے دیدۂ تر کا خلوص

ہم کو اُلفت آپ کی حق نے ازل سے بخشدی
ہے ہمیں حضرت سے یہ اللہ کے گھر کا خلوص

لوٹتا ہے پائے حضرت پر یہ کس اخلاص سے
کوئی دیکھے آج میرے قلبِ مضطر کا خلوص

تشنہ کامی بڑھی گر عاصیوں کی حشر میں
کام آئیگا قسیم آبِ کوثر کا خلوص

ضعف میں اڑتا ہوا جاتا ہے طیبہ کیطرف
دیدنی ہے اس ہوا خواہِ پیمبر کا خلوص

ہجرِ حضرت میں یہ سختی مٹائینگے ابھی — چشمِ تر سے ہوگیا گر دامنِ تر کا خلوص

کوئے شہ میں یہ دل لیجائیگا زیرک ضرور
راہ سب بتائیگا مجھ کو میرے رہبر کا خلوص

ردیف ض

کیوں رہے حیراں و ششدر میری عرض — دیکھ لے روئے پیمبر میری عرض
رک نہیں سکتی ہے دم بھر میری عرض — جائے گی پیشِ پیمبر میری عرض
کل سے تھی بے تاب و مضطر میری عرض — آج پہنچی پیشِ سرور میری عرض
آستانِ پاکِ حضرت آتا نہ تھا — سر کو ٹکراتی تھی گھر گھر میری عرض
کھینچ کر لیچل مدینہ میں سب مجھے — سن لے اے جذبِ پیمبر میری عرض
سامنا شہ سے ہوا اچھا خوش نصیب — لائی تھی بختِ سکندر میری عرض
اب بلاتے ہیں مجھے وہ شاہِ دیں — ہوگئی اے قلبِ مضطر میری عرض
داخلِ دربارِ حضرت ہوگئی — کیوں نہو آپے سے باہر میری عرض
اپنا مدحت گر بنا لیجئے مجھے — ہے یہی اے میرے سرور میری عرض
کر دیا حضرت نے اسکو سرفراز — اب نہیں ہوگی نگوں سر میری عرض
عشقِ چشمِ شہ میں ہوں میں اشکبار — جائیگی با دیدۂ تر میری عرض
شافعِ محشر نے سن لی روزِ حشر — بر سرِ میدانِ محشر میری عرض

جب نہ ہاتھ آیا کوئی پیغام بر
لیگیا میرا مقدر میری عرض

آپ بخشیں مجھ کو اک جام طہور
ہے یہ اے ساقی کوثر میری عرض

باب رحمت کا جو ہاتھ آیا سراغ
ڈھونڈھتی ہے فضل داور میری عرض

آپ دربار پیمبر ہیں گئی
بنگئی خود اپنی رہبر میری عرض

اب تو دربار نبی میں روز و شب
جاتی ہے **زیرک** برابر میری عرض

ردیف ط

غم شہ میں نہ تجھ سے ہو سکا ضبط
وہ اگلا تیرا اے دل کیا ہوا ضبط

فراق شہ میں تھا تسکین فزا ضبط
ہمارے کام آتا اور کیا ضبط

دل پر ضبط نے اتنا کیا ضبط
غم شہ میں سراپا بنگیا ضبط

بنیگا ہجر شہ میں دل کا ہمدم
کریگا دوستی کا حق ادا ضبط

بڑھا تھا اضطراب عشق حضرت
غنیمت ہے کہ آڑے آگیا ضبط

ستاتا ہی رہا ہجر پیمبر
ہمیشہ دل مرا کرتا رہا ضبط

بن آئی اضطراب ہجر شہ کی
ہجوم یاس میں جب پھنس گیا ضبط

جنون عشق زلف مصطفیٰ میں
دل دیوانہ تجھ سے ہو چکا ضبط

لگے گی چوٹ جب ہجر نبی کی
کریگا یہ دل درد آشنا ضبط

رسول اللہ سے کرتے غم کی فریاد
اجازت ہم کو دیتا گر ذرا ضبط

اڑائی خوب خاکِ دشتِ طیبہ
جنوں میں جب نہ ہم سے ہو سکا ضبط

بہت ہشیار ہے اے بیقراری
دلِ دیوانہ سرکار کا ضبط

کیا تھا مضطرب ہجرِ نبی نے
یہی دل تھا کہ پھر بھی کر گیا ضبط

گھٹاتی یاس ہجرِ شہ جو ہمت
بڑھاتا تھا ہمارا حوصلہ ضبط

نہ کی اُف تک بھی اس نے یا شہِ دیں
بہت زیرک نے فرقت میں کیا ضبط

ردیف ظ

تو کرے آ کے جو اے یادِ پیمبر محظوظ
کیوں شبِ ہجر نہ یہ دلِ مضطر محظوظ

عشقِ شہ سے جو ہے دل سینے کے اندر محظوظ
جان ہے اپنی میانِ تنِ لاغر محظوظ

نہ کرے جب اسے دیدارِ پیمبر محظوظ
دل ہو کس طرح سے پھر اے غمِ شہ دور محظوظ

رکھتی ہے یاد وہاں کی مجھے ہر دم غمگین
کیا رہوں دشتِ مدینہ سے نکل کر محظوظ

میں ہوں اس بحرِ غمِ ہجرِ نبی میں نالاں
تیر کر ہوتے ہیں دریا کے شناور محظوظ

جھک کے یادِ غمِ شہ سے نہ اٹھی پھر گردن
نہ ہوا ہائے میں اے بختِ نگوں سر محظوظ

صدمۂ غمِ شہ گھیرے ہوئے ہیں دن رات
اس مصیبت میں طبیعت ہے کیونکر محظوظ

رہ گیا گلشنِ جنت میں ہٹک کر جب سے
وحشیِ زلفِ پیمبر نہیں دم بھر محظوظ

جب نہ دیدارِ پیمبر سے ہوں پُرنور آنکھیں	کیا رہوں حشر میں اے مرے داور محظوظ
آج بخشائیں گے خالق سے گنہگاروں کو	آج فرمائیں گے وہ شافعِ محشر محظوظ
ہے جنونِ غمِ شہ میں مجھے صحرا کی تلاش	گھر میں غمگیں ہے طبیعت میری باہر محظوظ
اے غمِ ہجرِ نبی تو نے جو چھوڑا مجھ کو	اب میں محظوظ ہوں محظوظ برابر محظوظ
کھو دیا یادِ نبی نے نسیمِ آزارِ نبی	اب ہے بستر پہ مریضِ سرِ بستر محظوظ
جادۂ عشقِ نبی بھول گیا ہوں اے خضر	راہ بتلا کے کر اے مرے رہبر محظوظ

پا گیا دولتِ دیدارِ پیمبر جب سے
نظر آتا ہے ہمیں زیرکِ مضطر محظوظ

ردیف ع

اے شفیعِ روزِ محشر الوداع	اے حبیبِ ربِّ اکبر الوداع
الوداع اُمت کے یاور الوداع	الوداع اے میرے سرور الوداع
الوداع اے ذاتِ اطہر الوداع	الوداع اے شاہِ داور الوداع
آپ جب رخصت ہوئے معراج سے	کہتا تھا حق خلاقِ اکبر الوداع
حشر تک اُمت رہے گی تشنہ کام	اے قسیمِ جامِ کوثر الوداع
آپ ہوں اُمت سے رخصت یا نبی	سب کہیں کس دل سے کیونکر الوداع
دور ہے وارفتگیٔ ہجر کا	دل ہے اب آپے سے باہر الوداع

آپ کا دیدار اگر قسمت میں ہے — دیکھ لینگے روزِ محشر الوداع
دیکھئے وہ آپ کا بیمارِ غم — ہوگیا بیہوش کہکر الوداع
آپ کے غم میں ہیں ہم سب رو رہے — کہہ رہے ہیں اشک بہاکر الوداع
الوداع اے رہنمائے عاصیاں — اے گنہگاروں کے رہبر الوداع
آپ کے مہجور جینے کے نہیں — جان سے کہہ دینگے یکسر الوداع
ہائے کس دل کس زباں سے میں کہوں — میرے حامی میرے یاور الوداع
آپ کی جب یاد آکر جاتی تھی — دل یہ کہتا تھا تڑپ کر الوداع

رو چکا اے **زیرک** خستہ جگر
کہہ بس اب با دیدۂ تر الوداع

ردیف غ

کر گئی شانِ شفاعت باغ باغ — ہیں گنہگارانِ اُمت باغ باغ
دیکھکر گلزارِ طیبہ کی بہار — ہوگئی اپنی طبیعت باغ باغ
رہتے ہیں یادِ پیمبر میں مُدام — دردمندانِ محبت باغ باغ
قامتِ موزونِ حضرت دیکھکر — ہونگے ہم روزِ قیامت باغ باغ
شافعِ محشر سا پائے جب نبی — کیوں نہو محشر میں اُمت باغ باغ
بخشوا کر عاصیوں کو روزِ حشر — ہوں گے وہ فخرِ رسالت باغ باغ

داغِ عشقِ مصطفےٰ ہیں پھول پھول
عاصیوں کو حق نے سونپا ہے اسے
عشقِ حضرت میں ملا گر کوئی جام
چھوڑ دے صحرائے طیبہ میں ہمیں
حشر میں سُنکر نوید دیدِ شاہ
نزع میں دیکھوں گُلِ رخسارِ شاہ
عاصیوں کو مل گیا کیا پانی
بڑھ رہی ہے آمدِ شہ کی خوشی

ہیں دلِ یارانِ ثلث باغ باغ
آج ہے یہ شانِ رحمت باغ باغ
ہوں گے میخوارانِ وحدت باغ باغ
کیوں لئے پھرتی ہے وحشت باغ باغ
پھر رہی ہے آج اُمّت باغ باغ
دل میرا ہو وقتِ رحلت باغ باغ
ہیں جو یہ روزِ قیامت باغ باغ
دل ہے اے جوشِ مسرت باغ باغ

مٹ گیا دل سے غمِ سُلطانِ دیں
اب ہے زیرک کی طبیعت باغ باغ

ردیف ف

حشر میں دیکھیگا کیا خورشیدِ محشر کیطرف
لیچلا ہے جذبِ دل کوئے پیمبر کیطرف
اور ہو جاتا ہوں میں ہجرِ نبی میں بیقرار
مل گئے دلچسپئ وحشت کے ساماں گر وہاں
بادۂ حبِّ نبی سے ہم ہیں سیراب ہم

جسکی نظروں میں ہیں رخِ پُر نور سرور کیطرف
یا الٰہی اب نہ لائے یہ مجھے گھر کی طرف
دیکھ لیتا ہوں جب اپنے قلبِ مضطر کی طرف
وحشتِ طیبہ سے نہ پلٹوں گا کبھی گھر کی طرف
کون جائے زمزم و تسنیم و کوثر کی طرف

آرزو ہے دید حضرت گر نہ لیجاتی ہمیں
بھول کر جاتے نہ ہم میدانِ محشر کیطرف

حشر والے ہیں جو خوفِ حشر سے سہمے ہوئے
دیکھتے ہیں سب حبیبِ ربِّ اکبر کیطرف

غل یہی تھا آرہے ہیں وہ شفیعِ عاصیاں
آپ جب آئے ہجومِ اہلِ محشر کیطرف

سجدہ ریزی کی سمائے گی جو دلمیں آرزو
سر جھکے گا آستانِ پاکِ سرور کیطرف

عرصہ گاہِ حشر میں سب کچھ ہے برپا شورِ حشر
کان ہیں اُمت کے ارشادِ پیمبر کیطرف

وحشیانِ دشتِ طیبہ محوِ خواب ایسے ہیں آج
سر ہیں پاؤں کیطرف اور پاؤں ہیں سر کیطرف

ضعف سے بے بس جو ہے دیوانۂ زلفِ نبی
دیکھتا ہے پاس سے دیوار کی در کیطرف

تشنہ کامِ عشقِ شہ رُونا ترا کام آگیا
بڑھ رہی ہے موجِ کوثر دیدۂ تر کیطرف

باندھکر دل میں ہوائے عشقِ زلفِ شاہ کی
خاک اوڑاتا جاؤنگا میدانِ محشر کیطرف

دیکھکر رحمت کو زیرک اس کی جانب حشر میں
آگئی تر دامنی بھی دامنِ تر کیطرف

ردیف ق

ایذا رساں جو ہجرِ پیمبر کا تھا قلق
ڈھاتا تھا روز صدمہ رنج و بلا قلق

پر تو سے اوس کے دل یہ سراپا بنا قلق
اللہ رے ہجرِ احمدِ مختار کا قلق

آیا جو ہجرِ شاہ میں یہ جانگزا قلق
سوہانِ روح میرے لئے بنگیا قلق

لینے نہ دیگا چین دلِ دردمند کو
یارب فراقِ شہ میں یہ ہر روز کا قلق

نپلا بنا ہے غم کا فراق رسول میں
اب ہوگا دل پہ اس سے سوا اور کیا قلق

ہر دم تھا صدمہ ہمارے غم شہ کا اک ہجوم
کب دل پہ اپنے رنج نہ تھا کب نہ تھا قلق

دیدار مصطفےٰ سے ہے شاد حشر تک
یارب نہ دیکھے یہ دل درد آشنا قلق

میں ہوں ازل سے خوگر آزار ہجر شاہ
کیا دیکھتا ہے اب یہ مرا حوصلہ قلق

تھم تھم کے بیقرار ہوئے بیقرار شاہ
رُک رُک کے دل میں شب فرقت بڑا قلق

نالے ٹلا نہ آ کے شب ہجر مصطفےٰ
پھر کیطرح دل میں مرے جم گیا قلق

تڑپا رہا ہے ہجر نبی کی دلا کے یاد
کرتا ہے دل پہ یہ ستم ناروا قلق

آکر جو دل میں یاد شہ دیں چلی گئی
تسکین کے بدلے اور مرا بڑھ گیا قلق

رکھیگا تو جدا اگر اپنے حبیب سے
مجھ سے سہا نہ جائیگا یا اے خدا قلق

مہجور مصطفےٰ کے لئے اے شب فراق
غم ہے سوا قلق سے تو غم سے سوا قلق

زیرک مریض ہجر پیمبر کا کیا کہوں
کس کس طرح سے در پے آزار تھا قلق

ردیف ک

غم حضرت میں تڑپوں رات دن آخر یونہیں کبتک
سہوں لب فرقت کے صدمے یا الہ العالمیں کبتک

رہیگا شعلہ زا یارب یہ ہجر شاہ دیں کبتک
دل پرسوز سے نکلیگی آہ آتشیں کبتک

کبھی تو راستے پر لینگے یہ ہجر سو لی ہیں
رہینگے مجھ سے ٹیڑھے آسمان کب تک زمیں کبتک

فروغ جلوۂ دیدار شہ کب لیکے پلٹے گی
مری آنکھوں میں آئیگی نگاہ واپسیں کبتک

مجھے پہونچائیگا طیبہ میں میرا شوقِ نظارہ
رہیگا دور مجھ سے روضۂ سلطانِ دیں کبتک

کرینگے ضبط کب تک ہجر میں محرومِ نظارہ
تسلی دیگی یادِ رحمۃ اللعالمیں کبتک

شبیہہ پاک کے کھینچتے ہی دل کھنچنے لگا پیہم
نہ کرتا وجد اوس صورت پہ صورت آفریں کبتک

کبھی تو ہجر میں حضرت کے ہو اس دل کو یکسوئی
طبیعت اپنی یہ گاہے چناں گاہے چنیں کبتک

کسی دن دل ہی جائیگا مجھے سنگِ درِ حضرت
رہیگا وقفِ ناکامی مرا خطِ جبیں کبتک

مٹائیگی جنوں سب وحشتِ عشقِ نبی اک دن
یہ اپنی آستیں دامن یہ دامن آستیں کبتک

اڑائیگی ہوائے گیسوئے حضرت اسے دم میں
رہے گی یہ مری دیوانگی زیرک یونہیں کبتک

ردیف گ

صدمۂ غمِ فراقِ نبی کا ہوا الگ
اب تیرا دکھ یہ ہے دلِ درد آشنا الگ

جز عشقِ شاہِ کل سے یہ دل ہے مرا الگ
مطلب مرا الگ ہے مرا مدعا الگ

رہتے جدا ہیں طالب و مطلوب بھی کہیں
کیونکر رہیں خدا سے رسولِ خدا الگ

کترا کے جا رہے ہیں جو دشتِ مدینہ کو
ڈھونڈھا ہے وحشیوں نے کوئی راستا الگ

دونگا میں جانِ ہجرِ نبی میں تڑپ کے خود
کہہ دو اجل سے مجھ سے رہے یہ ذرا الگ

تھی چشمِ لطفِ رحمتِ باری اوسی طرف
مجمع جو عاصیوں کا قیامت میں تھا الگ

ہو دیر نشیں بھی ہم جو ہجرِ رسول کی
اب دل سے درد درد سے دل ہو چکا الگ

امت آپکے مری بخشش ہے حشر میں — کیونکر رہوں میں آپ سے روزِ جزا الگ

رہتے فراقِ شہ کے بھی ہیں جو رحیم خ بھی — غم آشنا الگ تھا ستم آشنا الگ

طیبہ سے جا کے خلد میں کیا لطف ہو دونا لگا — مجھ کو دیارِ شہ سے نہ کرائے خدا الگ

رکھا ہوا ہے زلفِ نبی نے جو ہوشیار
دیوانگی عشق سے زیرک رہا الگ

ردیف ل

بے خبر رہتے نہیں ہرگز خبردارِ رسول — دور کوسوں رہتے ہیں غفلت سے ہشیارِ رسول

موت سے خایف ہو کیونکر واقفِ آزارِ رسول — جان جائیگی تو جی جائیگا بیمارِ رسول

کارِ آسان کیوں نہو عالم میں ہر کارِ رسول — بے نیازی جب بنے خود نازبردارِ رسول

دیکھ لیں کیونکر نہ اسرارِ حقیقت اوس میں آپ — جب ہو لوحِ عرشِ اعظم آئینہ دارِ رسول

آپ کو یہ شان کے شایاں ملا تھا مرتبہ — مسندِ ختمِ رسالت تھی سزاوارِ رسول

مرتے جیتے دیکھ لینگے اک نہ اک دن ہم ضرور — اپنی قسمت میں اگر لکھا ہے دیدارِ رسول

توبہ توبہ جی چُرائیں اُلفتِ حضرت سے کیوں — کیوں خطا ناکردہ ٹھہریں ہم خطادارِ رسول

جھیپ جاتا ہے ہلالِ عیدِ قرباں چرخ پر — دیکھتا ہے جب کبھی ابروئے خمدارِ رسول

مل گئے حضرت تو دولت دین و دُنیا کی ملی — چاہیئے کیا اور تجھ کو اے طلبگارِ رسول

خلق میں کیا خلقِ حضرت سے سبق آموز تھے — دشمنوں سے دشمنی کرتے نہ تھے یارِ رسول

بادۂ حبِ نبی سے مست تھا معراج میں
ہر قدم پر جھومتا چلتا تھا رہوارِ رسول

رونقِ افزاے نظر تھیں جب ہاں کی زینتیں
دیدنی ہوتی نہ کیونکر شانِ دربارِ رسول

گر یوں ہی بڑھتی رہیگی ناخنِ غم کی خلش
ہاتھ دھو بیٹھینگے تسکیں سے دلِ افگارِ رسول

رحمتِ حق نے لئے بوجھ اس کے کندھوں سے اُتار
ہوگئے ہلکے گناہوں سے گرانبارِ رسول

آپ کی چشمِ شفا آگیں جو ہوگی چارہ ساز
خاک کی چٹکی سے چنگے ہونگے بیمارِ رسول

لائینگے خاطر میں کیا کونین کے راز و نیاز
بے نیاز دو جہاں ہیں نازبردارِ رسول

چونک کر یہ قسمتِ خفتہ بھی آنکھیں کھولدے
گر تصور میں ہو زیرک بختِ بیدارِ رسول

ردیف م

محبوب ہوں نہ جلوۂ حسنِ نبی سے ہم
کرتے ہیں التجا یہی اس بیخودی سے ہم

کہتے ہیں صدمۂ غمِ ہجرِ نبی سے ہم
مجھ سے رہینگے کیا نہ دبے جب کسی سے ہم

واقف تھے رازداریِ عشقِ نبی سے ہم
کیوں کہتے اپنے دلکی تمنا کسی سے ہم

جائینگے صبح قافلے والے مدینہ کو
بستر سنبھالتے ہیں سرِ شام ہی سے ہم

آ اسے ہوائے زلفِ نبی چارہ ساز ہو
تنگ آگئے ہیں وحشت و دیوانگی سے ہم

لیجائیگی جو پیشِ پیمبر یہ بعدِ مرگ
مرنے کی آرزو یہ مرینگے ابھی سے ہم

تسکیں فزا ابھی جو ہوتا خیالِ دید
ڈرتے نہ بیقراریِ ہجرِ نبی سے ہم

شور و فغاں مچاتے ہیں جب عاشق رسول
اک اک کی شکل دیکھتے ہیں خامشی سے ہم

وارفتگیٔ عشق نبی سے کھلا یہ راز
ابتک تھے بیخبر اثر بیخودی سے ہم

ایذا اگر یہی رہی ہجر رسول کی
اک روز ہاتھ دھوئینگے اس زندگی سے ہم

جس نے ہمیں دیا مرض عشق مصطفے
پوچھینگے ہجر کی بھی دوا اب اوسی سے ہم

دلمیں بھری ہیں سیر مدینہ کی حسرتیں
کیا فائدہ اوٹھائینگے پہلوتہی سے ہم

زیرک جو آئی امت حضرت میان حشر
پہنچائینگے تجھے تری دیوانگی سے ہم

ردیف ن

کھچگیا گلشن طیبہ کا جو نقشہ دلمیں
نظر آنے لگا جنت کا نمونہ دلمیں

کھل رہے ہیں گل ارمان مدینہ دلمیں
کیوں نہ اب غنچۂ خاطر ہو شگفتہ دلمیں

جم رہا ہی غم حسرت سے جو کچھہ یاس کا رنگ
آرزو دیکھ رہی ہے یہ تماشہ دلمیں

لگگیا عشق پیمبر میں نکلنے کیلئے
حسرتیں ڈہونڈ رہی تھیں جو بہانہ دلمیں

یہ ادہر آئی ادہر رنگ طبیعت بدلا
یاد حضرت تھی کہ قدرت کا کرشمہ دلمیں

معترف اپنے گناہوں کے ہیں خود پیش نبی
ہمنے سوچا ہے نہ حیلہ نہ حوالہ دلمیں

چھوڑتے ہیں کبھی بیمار نبی استغفار
لب نہ ہلتے ہیں تو کر لیتے ہیں توبہ دلمیں

چشمِ عشق نبوی تھا جو تمنا کا ہجوم
چشم باطن نے یہ دیکھا ہی تماشہ دلمیں

صدمۂ غم سے بھڑک کر ہوا ٹھنڈا آخر
آتشِ ہجرِ نبی کا تھا جو شعلہ دلمیں

صورتِ خاطرِ افسردہ بتاتی ہے اگر
سیکھے یہ عشقِ نبی آکے طریقہ دلمیں

ہجرِ حضرت میں نہ سنتا تھا نہ ہمت نے سنا
ضعف نے درد کا سب کچھ کیا شکوہ دلمیں

چلکے طیبہ میں درِ شہ پہ جبیں سا ہو جائیں
اور کیا اس کے سوا ہوگا ارادہ دلمیں

مشغلہ نعتِ نبی کا رہے زیرک دن رات
کھُب گیا ہے یہی بخشش کا وسیلہ دلمیں

عشقِ حضرت میں خودی سے جو گذر جاتے ہیں
کام کچھ بیخودیٔ شوق میں کر جاتے ہیں

ڈوب کر عشقِ پیمبر میں جو مر جاتے ہیں
پار بحرِ غمِ عصیاں سے اوتر جاتے ہیں

پھرتے ہیں اوس رخِ پرنورِ نبی کے اطراف
اور اِس شمع کے پروانے کدھر جاتے ہیں

کیوں رہے دلمیں نہ ارمانِ زیارت کا ہجوم
آکے منزل پہ مسافر یہ اوتر جاتے ہیں

کرتے ہیں خود کو جو حضرت کی محبت میں فنا
وہ مدینہ سے پلٹ کر کہیں گھر جاتے ہیں

چشمِ الطافِ نبی کا وہ اثر ہوتا ہے
کام بگڑے ہوئے سب اپنے سنور جاتے ہیں

ٹوٹے گر سلسلۂ وصفِ گلِ روئے نبی
پھول گلدستۂ مضموں کے بکھر جاتے ہیں

عشقِ مولا میں ذرا ہوتی ہے لغزش جنکو
چڑھکے نظروں پہ وہی دل سے اوتر جاتے ہیں

یہی غلامانِ نبی میں جو شگفتہ نسبت
اون کے دامن گلِ مقصود سے بھر جاتے ہیں

شست و شوئے دفترِ عصیاں کی ہے منظور ہمیں
اس لئے حشر میں با دیدۂ تر جاتے ہیں

ضبط کی جنکو غمِ شہ میں نہیں ہے قدرت
جان دیدیتے ہیں وہ جی سے گزر جاتے ہیں

شکوۂ دردِ غمِ ہجرِ پیمبر سے حصول
صدمے جو دلپہ گذرتے ہیں گذر جاتے ہیں

پی چکے بادۂ اطہر لبِ کوثر زیرک
چھوٹتے اب یہ خدا جانے کدھر جاتے ہیں

ترقی پر جنوں ہے پھر نبی کی یادِ مژگاں میں
رفوگر پھر ہے فکرِ بخیۂ چاکِ گریباں میں

نہ ہوتا جلوہ گر حسنِ نبی گر بزمِ امکاں میں
نظر آتی نہ پھر شکلِ خدا بھی شکلِ انساں میں

بسر ہوتی ہے یادِ مصحفِ روئے درخشاں میں
نہ کیونکر ہو جلا پیدا ہمارے دین و ایماں میں

عجب رنگینیاں ہیں کچھ نبی کے داغِ ہجراں میں
نہوں گے ایسے گل بوٹے تو جنت کے گلستاں میں

ملی ہیں لذتیں کیا کیا نبی کی یادِ مژگاں میں
جو بس چلتا تو یہ نشتر چبھو لیتے رگِ جاں میں

نہ جلتا رشک سے نقشِ کفِ پائے محمدؐ کے
جو آئینہ بھی ہوتا پنجۂ مہرِ درخشاں میں

شرارے سرد ہو جائیں ابھی نارِ جہنم کے
اثر بخشے اگر عشقِ محمدؐ چشمِ گریاں میں

کوئی زائر جو تھک کر بیٹھ جاتا ہے اوٹھانے کو
ہوا آتی ہے جنت کی مدینے کے بیاباں میں

جو پہونچا وحشیِ زلفِ نبی کوئی دکھا دونگا
اگر اک تار بھی باقی رہا محشر کے داماں میں

خیالِ گیسوئے احمد نہ جائے اے خدا دل سے
یہی تسکین کا باعث ہے کچھ حالِ پریشاں میں

جو چھو جائے ہوا بھی الفتِ قدِ محمدؐ کی
کرے قمری نہ کو کو پھر کبھی صحنِ گلستاں میں

تجلی ریز اگر ہوتا نہ حسنِ سرورِ عالم
نہ ہوتی روشنی ہرگز چراغِ بزمِ عرفاں میں

بنایا آسماں اک اور سر پہ جوشِ وحشت نے
اوڑائی خاک جب ہم نے مدینے کے بیاباں میں

سوا حضرت کے ہے عالم میں کون ابرِ کرم ایسا
دُرِ مقصد بھری ہیں کس نے ہر سائل کے داماں میں

فنائے عشقِ احمد میں ملی عمرِ ابد ہم کو
جنابِ خضر اب تک ہیں تلاشِ آبِ حیواں میں

یہ حالت اب تو ہے سوز و گدازِ عشقِ حضرت سے
کہ مثلِ شمع جل کر صبح کرتا ہوں شبستاں میں

تصور گیسوئے حضرت کا پھر دلمیں ہوا پیدا
بہارِ سنبلستاں آگئی پھر کنجِ زنداں میں

مبارک ہوں بہاریں گلشنِ فردوس کی تمکو
فرشتو مجھکو رہنے دو مدینے کے بیاباں میں

ہوائے گیسوئے حضرت نجالے گی کبھی سر سے
مسیحا مجھکو رہنے دے مری حالِ پریشاں میں

نہیں ہے نازِ بیجا یاوریِ بخت پر اپنا
کہ فیضِ شاہ سے ہے امرِ ناممکن بھی امکاں میں

خدائی پر نہو کیونکر تمھارا سایۂ رحمت
خدا نے رحمتِ عالم لکھا ہے تم کو قرآں میں

کوئی پوچھے تو دل سے تشنۂ دیدارِ حضرت کے
مزا ہے آبِ کوثر میں نہ لذت آبِ حیواں میں

خیالِ ناخنِ حضرت ہے پھر صرفِ جگر کاوی
خلش پھر رفتہ رفتہ بڑھ رہی ہے زخمِ پنہاں میں

کھلا دے اے نسیمِ صبحِ طیبہ میں تیرے صدقے
گلِ امید کی کلیاں بھری ہیں جیبِ داماں میں

بہارِ نعت احمد ہم نے کچھ لوٹی ہے ای زیدی
گلِ مقصود چنکر بھر لئے ہیں جیبِ داماں میں

نقر و فخری کے جو معنے ہیں وہ ہم جانتے ہیں
اپنے کشکول کو بھی ساغرِ جم جانتے ہیں

نہ کوئی دیر سے واقف نہ حرم جانتے ہیں
اپنا کعبہ درِ حضرت ہی کو ہم جانتے ہیں

زندگی فرقتِ حضرت میں نہیں مرگ سے کم
خوب ہم معنیِ ہستی و عدم جانتے ہیں

سینہ گنجینۂ عشقِ نبوی ہے جب سے
دل کے ہر داغ کو ہم نقشِ درم جانتے ہیں

مجھکو روکیں گے فرشتے تو کہینگے حضرت
جانے دو خلد میں اس کو اسے ہم جانتے ہیں

خمِ ابروئے نبی کا ہے تصور اس میں
خانۂ دل کو بھی ہم بیتِ حرم جانتے ہیں

ہم سے پوچھے کوئی گلزارِ مدینہ کی بہار
خلد والوں کو خبر کیا اسے ہم جانتے ہیں

او نکیرین میرا سر نہ پھراؤ بس بس
کہدیا جاؤ مجھے شاہِ امم جانتے ہیں

سر کے بل جھک کے لکھا نام خدا کے ہمراہ ۔۔۔ رتبۂ نام نبی لوح و قلم جانتے ہیں
یا نبی آپ سے اظہار کی حاجت کیا ہے ۔۔۔ آپ سب دل کا مرے درد و الم جانتے ہیں
واصفِ ابروئے خمدار محمدؐ ہیں ہم ۔۔۔ سب حقیقت تری اے تیغِ دو دم جانتے ہیں
تلخیٔ ہجرِ محمدؐ کے وہ خوگر ہیں ہم ۔۔۔ آبِ حیواں بھی جو ملتا ہے تو سم جانتے ہیں
رشتۂ سبحہ و زنار ملا بھی تو کیا ۔۔۔ کفر و اسلام میں جو فرق ہے ہم جانتے ہیں
جل رہا ہے تپِ ہجرِ نبوی میں جب سے ۔۔۔ دلِ پُرسوز کو ہم شمعِ حرم جانتے ہیں

گام فرسائے سرِ دشتِ مدینہ زیرک
عرصۂ حشر کو دو چار قدم جانتے ہیں

نکلے نہ دل سے ہجرِ نبی میں فغاں کہیں ۔۔۔ کانپیں نہ میری آہ سے ہفت آسماں کہیں
ہو انقلابِ عشقِ پیمبر عیاں کہیں ۔۔۔ یہ آسماں زمیں ہو زمیں آسماں کہیں
روکا ہے گردِ وادیٔ طیبہ کی یاد نے ۔۔۔ وحشت میں خاک اڑانے لگے ہم جہاں کہیں
آئے کہیں قرار فراقِ رسول میں ۔۔۔ لینے دیں چین یہ مری بیتابیاں کہیں
عشقِ نبی میں پہلے ہی گردش نصیب ہو ۔۔۔ چکر میں لائے اور نہ یہ آسماں کہیں
ہے لطفِ شامِ غربتِ دشتِ مدینہ میں ۔۔۔ اللہ اب نہ صبحِ وطن ہو عیاں کہیں
فرمائیں گر نہ آپ شفاعت تو روزِ حشر ۔۔۔ ہوتا ہے دل سے دور غمِ عاصیاں کہیں
گم عشقِ مصطفےٰ میں ہوئے ہم جو اے اجل ۔۔۔ ہاتھ آئیگا تجھے نہ ہمارا نشاں کہیں
ٹھہروں گا جا کے روضۂ اقدس کے سامنے ۔۔۔ ہو قافلہ مدینے کو ہمدم رواں کہیں
سوزِ فراقِ شاہ میں ہے جستجوئے مرگ ۔۔۔ ٹھنڈا مجھے کریں مری سرگرمیاں کہیں

دانا سمجھ کے زیرکِ ناداں کو یا نبی
پیسے زمیں سے مل کے نہ یہ آسماں کہیں

عشقِ رسولِ پاک اگر دلنشیں نہیں
بخشش ہو روزِ حشر ہمیں تو یقیں نہیں

طیبہ کی سرزمیں جو قیام آفریں نہیں
زیرِ فلک پھر اپنا ٹھکانا کہیں نہیں

کیا پونچھیں اشک وحشتِ عشقِ رسول میں
سمجھے ہم آستیں جسے وہ آستیں نہیں

دل کے لئے ہے باعثِ زینت خیالِ شاہ
کس کام کا مکاں ہے وہ جس میں مکیں نہیں

تربت میں بھی فراقِ نبی کا ہے اضطراب
تسکین مر کے بھی ہمیں زیرِ زمیں نہیں

لیجائیں کاش ہم کو بھی برگشتہ بختیاں
حاضر درِ نبی پہ فقط اک ہمیں نہیں

آوارگانِ وحشتِ مدینہ کا کیا پتہ
مسکن کہیں نہیں ہے ٹھکانا کہیں نہیں

افتادِ عشقِ شہ میں جو مجھ کو سنبھال لیں
ایسا یہ آسماں نہیں ایسی زمیں نہیں

صدمے سہوں فراقِ نبی کے نہ اُف کروں
اتنی تو تاب اے دلِ درد آفریں نہیں

پائیگی چین یہ غمِ ہجرِ نبی میں کیا
راحت نصیب خاطرِ اندوہگیں نہیں

آئینہ کیا بنے میری پیشانی اے ہوس
سنگِ درِ رسول جو زیرِ جبیں نہیں

ہم ہیں درِ نبی پہ کھڑے شوقِ دید میں
اب کوئی اور اے دلِ رشک آفریں نہیں

یوں اڑتے جاتے ہیں سوئے طیبہ ہم اے فلک
گویا ہمارے پاؤں کے نیچے زمیں نہیں

جائیگا لامکاں سے بھی آگے مرا خیال
اس سے سوا تو رفعتِ عرشِ بریں نہیں

پلٹی ہے دیدِ شاہ سے یہ ہو کے کامیاب
مایوس مدعا نگہِ واپسیں نہیں

ہجرِ نبی میں کشمکشِ مرگ و زیست ہے
آرام تجھ کو اے میری جانِ حزیں نہیں

زیرک جنونِ عشقِ نبی میں یہ حال ہے
دامن اِدھر نہیں ہے اُدھر آستیں نہیں

عشقِ مولا میں حریصِ غمِ آزار ہوں میں
جو خدائی میں انوکھا ہو وہ بیمار ہوں میں

کیا اٹھوں قبر سے عاصی ہوں خطاکار ہوں میں
حشر میں منتظرِ رحمتِ غفّار ہوں میں

ضعفِ آزارِ غمِ شہ ہیں معالج ہیں مسیح
لطف پھر یہ ہے کہ بیمار کا بیمار ہوں میں

موت کو اپنی سمجھتا ہوں میں جینے کی دلیل
جان دینے کو غمِ شہ میں جو طیّار ہوں میں

خود فراموش ہوں لیکن ہے خیالِ حضرت
اسقدر بیخبری میں بھی خبردار ہوں میں

ہوش اڑائے نہ مرے برقِ جمالِ حضرت
اب نہ موسیٰ کیطرح طالبِ دیدار ہوں میں

باقی ہے گر لبِ جاں بخش پیمبر کا مریض
موت بیمار سے کہتی ہے کہ بیمار ہوں میں

کاسۂ دل مرا گردش میں ہے مثلِ ساغر
مستِ صہبائے خیالِ شہِ ابرار ہوں میں

اختیار آپ کو ہے مجھ کو سزا دیں کہ نہ دیں
آپ کے عشق کا مجرم ہوں خطاوار ہوں میں

کاش بگڑی ہوئی قسمت کا کروں شہ سے گلا
کام بنجائے جو حاضر سرِ دربار ہوں میں

دیکھ کر رحمتِ باری کو کہونگا سرِ حشر
نہ گنہگار اگر تھا تو گنہگار ہوں میں

اور عالم میں کوئی شئے نہیں مجھ کو درکار
لذتِ دیدِ پیمبر کا ہوسکار ہوں میں

گرد بنکر سوئے طیبہ میں ہوا پر پہونچوں
جا ہے نظروں میں سُبک ہوں کہ گرانبار ہوں میں

تنگ بربادیٔ قسمت سے کیا ہے یا شاہ
پائمالِ اثرِ گردشِ دوّار ہوں میں

جستجوئے جلوۂ دیدارِ نبی ہوں زیرک
یہی باعث ہے جو غفلت میں بھی ہوشیار ہوں میں

عشق نبی میں رمز حقیقت نشاں ہوں میں
ظاہر بھی ہوں تو صورت وہم و گماں ہوں میں

گم کردہ ہوش ہوں غم شہ میں جہاں ہوں میں
یہ بھی خبر نہیں کہ کدھر ہوں کہاں ہوں میں

طیبہ کو بلبلیں ہیں جو برباد بختیاں
اڑتی ہوئی سی گرد پس کارواں ہوں میں

پائے گی لاغری غم شہ میں کیا اجل
گاہے عیاں ہوں گاہ نظر سے نہاں ہوں میں

راحت فزا ہے مجھ کو مدینہ کی سرزمیں
آرام گیر کیوں نہ تہ آسماں ہوں میں

دل سے نکل رہے ہیں مرے شعلہائے گرم
سوز غم نبی میں جو گرم فغاں ہوں میں

پروا نہیں ہے اوج دلائے رسول سے
تیری نظر میں خوار اگر آسماں ہوں میں

پامالیوں سے جادۂ طیبہ کے ہو یہ حال
مٹ مٹ کے شکل نقش قدم بے نشاں ہوں میں

آیا تھا ہاتھ راہ مدینہ کا جب سراغ
محنت پکار اٹھی کہ عبث رائگاں ہوں میں

کیا فشار قبر کسے ہے خیال حشر
مسرور مر کے یاد نبی میں یہاں ہوں میں

[illegible]رب کو دیکھتے ہی سراسیمہ حشر میں
[illegible]ت پکاریگی کہ ادھر آ یہاں ہوں میں

عشق میں سر میں جان کی پروا نہیں
موت کا کچھ بھی مجھے کھٹکا نہیں

عقدۂ زلف بتاں گر وا نہیں
برا ہی بخت دیکھا اچھا نہیں

شافع محشر کے صدقے میں ہمیں
باز پرس حشر کا کھٹکا نہیں

جائے وہ طیبہ کو تنہا کس طرح
راستہ جس نے کبھی دیکھا نہیں

مر کے تنہا قبر میں ہوں یا نبی
اب کوئی آتا نہیں جاتا نہیں

گلشن طیبہ میں جنت کا خیال
توبہ توبہ یہ خیال اپنا نہیں

صدمۂ دردِ فراقِ شاہ میں
جان دینے کے سوا چارہ نہیں

نکلی ہے طیبہ میں کیا کیا آرزو
اور ابھی دل میں مرے کیا کیا نہیں

کم نہ کر شوقِ ولائے مصطفٰے
اے وفورِ یاس یہ اچھا نہیں

شستشو اشکِ ندامت نے یہ کی
دامنِ عاصی پہ اک دھبا نہیں

جس کے دل میں ہو نہ دردِ عشقِ شاہ
آدمی ایسا کوئی دیکھا نہیں

تھک کے بیٹھا ہوں مدینہ کے قریب
اب اوٹھائے سے قدم اٹھتا نہیں

گم ہوا یوں وحشیِ زلفِ نبی
لاکھ اوسے ڈھونڈھا مگر پایا نہیں

دامنِ زیرک سے داغِ معصیت
مٹ گیا ایسا کہ گویا تھا نہیں

ہجرِ شہ میں تنگ ہوں لاچار ہوں
جان دینے کے لئے طیار ہوں

دردِ عشقِ شاہ کا بیمار ہوں
ماندنِ رفتنِ غم آزار ہوں

جاں دہی کیوں ہو غمِ شہ میں سہل
تا یہ دارِ مردنِ دشوار ہوں

آرزوئے دیدِ حضرت نے اڑی
کوئی دم میں حاضرِ دربار ہوں

غافلِ عشقِ پیمبر ہوں مدام
کون کہتا ہے کہ میں ہشیار ہوں

بحرِ عشقِ شہ میں غوطے کھاؤں کیوں
آنکھ جھپکی اور پلے پار ہوں

ہیں مسیحا عشقِ شہ میں چارہ ساز
اور پھر بیمار کا بیمار ہوں

ہے ازل سے دیدِ حضرت کی ہوس
میں پرانا طالبِ دیدار ہوں

میرے حصہ میں بھی جنت آئیگی-
میں بھی مداحِ شہِ ابرار ہوں

ہوں غبارِ راہِ طیبہ تک — قافلے والوں کو پھر بھی بار ہوں
لے چلے یادِ نبی مجھ کو اگر — ساتھ چلنے کے لئے تیار ہوں
بیخودی ہجرِ شہ سے ہے یہ حال — میں کبھی غافل کبھی ہوشیار ہوں

کھاؤں زیرک کیا غمِ شہ میں فریب
میں کوئی ناداں نہیں ہشیار ہوں

ضیائے وحشتِ عشقِ نبی چمکے جو ایماں میں — ہلالِ عید کی رویت ہو ہر چاکِ گریباں میں
نئی ابت وکشادِ عقدۂ وحشت ہو امکاں میں — اگر تکمہ سرِ زلفِ نبی کا ہو گریباں میں
لباسِ گل کی حاجت کیا نہیں ہو باغِ رضواں میں — ٹنکی ہیں گلشنِ طیبہ کی کلیاں اپنے داماں میں
الٰہی یہ کشش کس ماہ طلعت کی ہوئی انکو — ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے کیوں چاہِ کنعاں میں
صفت کوثر کی سنتے گر لبِ جاں بخشِ حضرت سے — حبابِ خضر ناحق ڈوبتے کیوں آبِ حیواں میں
چھپا اک ایک میری آبلہ پائی وحشت سے — نہیں اب نام کو کانٹا مدینہ کے بیاباں میں
نہ جب سر پہ سایہ وحشتِ عشقِ پیمبر کا — بیاباں کا مزا کیا خاک آئیگا بیاباں میں
اڑا تو اے خونِ پائے وحشی مدینے سے — ہوئیں گلکاریاں پھر چادرِ گردِ بیاباں میں
پھرے جب حلق پر [illegible] عشقِ پیغمبر کے — عوض جوہر کے چمکیں پتلیاں تیغِ گریباں میں
سراسیمہ جو دیکھا [illegible] کو شہر میں پھرتے — چھپایا رحمتِ باری نے بڑھ کر اپنے داماں میں
خلش افزا ہے جوشِ وحشتِ عشقِ نبی جب سے — شگافِ زخمِ دل کی ہے رفو شہ چاکِ گریباں میں
پریشانی عشقِ زلفِ شہ سے وجہِ دلجمعی — شمار بے سر و سامانی وحشت ہے ساماں میں
چھڑکنے کیلئے زخموں پہ اے یادِ حضرت — نمک شورِ قیامت کا بھرا ہوتا نمکداں میں

[illegible] تازگی عشق نہ ہو [illegible] — نئی پھوٹی ہے کونپل پھر نہال باغ ارماں میں

سلیقہ نعت گوئی کا ابھی تم کو نہیں نیرک
[illegible] رہو مداحی محبوب یزداں میں

[illegible] — [illegible] ہے سوز ہجر محبوب مزار میں
[illegible] — [illegible] کی ہی تڑپ ہے دل بیقرار میں
[illegible] — [illegible] غم کی گریہ ہے اختیار میں
اوس [illegible] کی آمد [illegible] — [illegible] دل بیقرار میں
[illegible] — [illegible] فراق جو موت اختیار میں
یاد آئی دشت میں [illegible] — [illegible] رہا ذکر یار میں
[illegible] — [illegible] شمار [illegible] میں
[illegible] ضبط عشق [illegible] — [illegible] اختیار میں
نیرنگ عشق گردش چشم [illegible] — [illegible] پردہ [illegible] بہار میں
دل میں [illegible] — [illegible] انتظار میں
[illegible] آپکا ہو [illegible] — [illegible] پروردگار میں
بیٹھے ہیں مست بادۂ [illegible] — [illegible] کوثر کی دھار میں
[illegible] میرے جب دل [illegible] — [illegible] کوئی اختیار میں
[illegible] — [illegible] یاد [illegible] وقار میں

نیرک [illegible]

یہ کام کرو زندگیٔ مستعار میں

رنگِ وارفتگیٔ عشقِ پیمبر دیکھوں
باہر آپے سے تجھے میں دلِ مضطر دیکھوں

جیتے جی جلوۂ دیدارِ پیمبر دیکھوں
فرصتِ مرگ کہاں مجھ کو جو مر کر دیکھوں

سیر ہو کر رخِ پُر نورِ پیمبر دیکھوں
پھر کسی سمت نہ بھولے سے بھی مڑ کر دیکھوں

ڈوب کر قلزمِ عشقِ نبوی میں دمِ خواب
جب کھلے آنکھ تو خود کو لبِ کوثر دیکھوں

جی لگے باغِ ارم میں بھی نہ میرا ہرگز
خود کو گلزارِ مدینہ سے جو باہر دیکھوں

خاک پڑ جائے نہ کیونکر مرے ارمانوں پر
ہجرِ حضرت میں طبیعت جو مکدر دیکھوں

ہو ضیا بخش اگر دل میں خیالِ حضرت
نور ہی نور اس آئینہ کے اندر دیکھوں

سوئے طیبہ مجھے اے شوقِ زیارت لے چل
ہند سے چل کے وہاں روضۂ انور دیکھوں

کیوں نہ سر پھوڑ لوں گھبرا کے شبِ تنہائی
دل میں اپنے جو ہجومِ غمِ سرور دیکھوں

خوف ہو گرمیٔ خورشیدِ سرِ حشر سے کیا
سایۂ رحمتِ باری کو جو سر پر دیکھوں

کیوں نہ سمجھوں کہ ہوا ضعفِ غمِ شیریں تمام
جب نہ بستر پہ مریضِ سرِ بستر دیکھوں

دور ہے منزلِ طیبہ بھی نقاہت بھی ہے
سخت مشکل سہی کوشش تو ذرا کر دیکھوں

وحشیٔ زلفِ نبی خاک اڑاتے آئیں
صحنِ محشر میں یہ ہنگامۂ محشر دیکھوں

آبروئے دیدۂ گریاں کی بڑھانے کیلئے
ہجرِ حضرت میں ذرا اشک بہا کر دیکھوں

سرِ زلفِ نبوی کا جو ہو سودا زیرکؔ
رنگِ دلجمعیٔ خاطر کا سراسر دیکھوں

سرشکِ آنکھوں کے یادِ چشمِ سرور سے نکلتے ہیں
یہ دو چشمے ہیں جو اطرافِ کوثر سے نکلتے ہیں

کہیں یوں سرزدِ شانِ نبی گھر سے نکلتے ہیں
یہ وہ ہیں جو کفن باندھے ہوئے سر سے نکلتے ہیں

اڑیں چنگاریاں یوں دل سے سوزِ ہجرِ حضرت میں
شرارِ آتش جسطرح پتھر سے نکلتے ہیں

مسیح ابنِ مریم صرف مردوں کو جلاتے تھے
یہاں سو معجزے حضرت کی ٹھوکر سے نکلتے ہیں

غمِ حضرت میں جب برباد ہوتی ہیں مری آہیں
بگولے خاک اڑاتے دل کے اندر سے نکلتے ہیں

مقدر جنکا یاور ہے وہ رہتے ہیں مقیمِ ادنیٰ جا
وہ بد قسمت ہیں جو کوئے پیمبر سے نکلتے ہیں

مدینہ جانوالے کیوں نہ دیکھیں جلوۂ مولا
ہمیشہ نور کے تڑکے ہی جو گھر سے نکلتے ہیں

مزا آتا ہے یہ پاکوئی دشتِ مدینہ میں
کہ کانٹے ٹوٹ کر چھالوں میں نشتر سے نکلتے ہیں

تبرک جانکے لیتی ہیں حوریں اپنے دامن میں
غمِ شہ میں جو آنسو دیدۂ تر سے نکلتے ہیں

بجھا دیتے ہیں وہ نارِ جہنم اے گنہگارو
جو کچھ پانی کے قطرے دامنِ تر سے نکلتے ہیں

بھڑک اٹھتا ہے سوزِ فرقتِ سلطانِ دین جسدم
دھواں بن بن کے نالے دل کے مجمر سے نکلتے ہیں

وسیلہ مل گیا ہے ہم کو جب سے عشقِ حضرت کا
سب اپنے دل کے ارمان فضلِ داور سے نکلتے ہیں

پہنچ جاتے ہیں ہم بھی کعبۂ مقصود تک زیرک
خدا کا نام لیکر جب کبھی گھر سے نکلتے ہیں

غمِ حضرت میں آنکھوں سے جو اشکِ تر نکلتے ہیں
صدف کے سینہ سے پُر آب یہ گوہر نکلتے ہیں

رسول اللہ کے غمگین گھر سے جب باہر نکلتے ہیں
پریشاں خاطر و ناشاد ننگے سر نکلتے ہیں

ہجومِ حشر ہٹ کر راہ دیتا ہے سرِ محشر
جدھر ہو کر غلامِ ساقیٔ کوثر نکلتے ہیں

لٹاتے ہیں جو اپنا جان و مال اس کی الفت میں
وہی کچھ ہو نکلتے ہیں وہی کچھ کر نکلتے ہیں

نکلتے ہیں سبھی آغوشِ مرقد سے قیامت میں
جنھیں تر دامنی کا غم ہے دامن سے نکلتے ہیں

نہ کیوں دنیا میں غرقِ بحرِ عشقِ مصطفےٰ ہم ہوں
یہاں جو ڈوبتے ہیں وہ لبِ کوثر نکلتے ہیں

رہیں گے یہ یوں ہی ہر پھر کے صحرائے مدینہ میں
کہیں جو وحشی زلف نبی باہر نکلتے ہیں

نہ تو بخشیگا جب تک ہمکو حضرت کی شفاعت سے
کہیں محشر سے ہم اے داور محشر نکلتے ہیں

نہیں رہتا ہے باقی ایک بھی عاصی قیامت میں
شفاعت کیلئے جب شافع محشر نکلتے ہیں

طریق عشق مولا میں کوئی گم گشتہ ہو کیونکر
کہ خضر اس جادۂ دشوار میں رہبر نکلتے ہیں

نہ نکلیں حسرتوں نے ہجر شہ میں لاکھ سر مارا
نہ جانیں اب یہ ارمان دلی کیونکر نکلتے ہیں

یہ کیوں رہ رہ کے ٹیس اٹھتی ہے دل میں یاد مولا کی
یہ آنسو آج کیوں آنکھوں سے تھم تھم کر نکلتے ہیں

ضیا بخشی شمع عشق حضرت کے سبب زیرک
دم فکر رسا اشعار روشن تر نکلتے ہیں

ردیف و

عشق حضرت میں خودی سے ہے توہم مجھکو
اے خدا بیخودی شوق میں کر گم مجھکو

لاغری غم شہ نے جو کیا گم مجھکو
لاکھ ڈھونڈیں گے نہ پائیں گے یہ مردم مجھکو

آگیا یاد نبی میں جو تبسم مجھکو
غم پکارا کہ ابھی بھول گئے تم مجھکو

خوف گرداب غم ہجر نبی میں ہے یہی
غرق کر دے نہ کہیں یاس کا قلزم مجھکو

بیٹھ جاتا ہوں جو دل تھام کے ہجر شہ میں
درد کہتا ہے کہ اب مان گئے تم مجھکو

حشر کے دن یہ خدا سے مجھے بخشائیں گے
اپنے مولا سے ہے امید ترحم مجھکو

ناتوانی میں نہ ہرگز در حضرت سے اٹھو
ضعف اگر ہاتھ پکڑ کر بھی کہے قم مجھکو

عمر بھر دشت مدینہ سے نہ نکلوں اے کاش — اسی صحرا میں بس اللہ کرے گم مجھکو
کہیں اشاروں میں خیال نبوی کی باتیں — کہ دم نزع نہ تھی تاب تکلم مجھکو
دل سے ٹکرانے کو ہے اب غم حضرت کا پہاڑ — آج ہوتا نظر آتا ہے تصادم مجھکو
زائر روضۂ اطہر رفاقت کے تو معنی ہیں یہی — لیچلوں ساتھ مدینہ میں تمھیں تم مجھکو
بحر عشق نبوی میں نہ ذرا گھبراؤں — گھیر لیں آکے اگر لاکھ تلاطم مجھکو
جادۂ عشق پیمبر میں جو کھو جاؤں میں — خود ہی وہ ڈھونڈھے کہ جسنے ہو کیا گم مجھکو
کھل گیا وحشت گیسوئے نبی کا عقدہ — کون اب رکھیگا پابند توہم مجھکو

چپ نہ کیوں شافع محشر کے ہوں آگے زیرک
خامشی ہے سبق آموز تکلم مجھکو

کرم فرما اگر وہ ساقی دور شریعت ہو — سرور آنکھوں میں سر میں نشۂ صہبائے وحدت ہو
کسی صورت نہ جب بخشایش امت کی صورت ہو — قیامت کیوں نہ پھر ای شافع روز قیامت ہو
کھلائیں گلہائے داغ عشق شہ دل میں تو راحت ہو — مرا سینہ بھی رشک تختۂ گلزار جنت ہو
سر محشر خیال قامت موزون حضرت ہو — مزا جب ہی کہ یوں برپا قیامت میں قیامت ہو
پس مردن اڑا لیجائے گر باد صبا اسکو — مدینہ کا چمن ہو اور ہماری خاک تربت ہو
شفاعت آپ فرمائیں اگر روز نشور اسکی — رہائی امت عاصی کی حضرت کی بدولت ہو
نبی کے گیسوئے مشکین کا یہ ادنی کرشمہ ہے — ہوا لگ جائے جس وحشی کو اوسکی دور وحشت ہو
گنہگاروں کے دامن پہ ہو دھبے کیوں گناہوں کے — جو بہر شست و شو مولا ترا دریائے رحمت ہو
نہ ہو کھٹکا ذرا بھی تابش خورشید محشر کا — اگر سایہ فگن ہم عاصیوں کے سر پہ رحمت ہو

تجلی ریز پھر ہو دلمیں نورِ سرورِ عالم
عیاں پھر بزمِ کثرت میں ضیائے شمعِ وحدت ہو

جہاں کی خواہشوں سے ہو طبیعت اپنی مستغنی
اگر دلمیں کوئی شئے ہو تو حضرت کی محبت ہو

نکیرین آئیں جسدم قبر میں تکرار کی ٹھہرے
رسول اللہ کا میں نام لے لوں ختم حجت ہو

نہ پہونچا آجتک پھر زیارت میں مدینہ میں
کہیں ایسا نہو محشر میں حضرت سے ندامت ہو

جب اوں تشنہ لب میں روزِ محشر یا رسول اللہ
تصدق آپکا اک ساغرِ کوثر عنایت ہو

خدا وہ دن بھی لائے ہند سے ہجرت کروں یکسر
مدینہ میرا مسکن ہو مدینے میں سکونت ہو

یا نبی وہ نظر آئے رخِ زیبا مجھکو
کہ نہیں اور سوا اس کے تمنا مجھکو

طلبِ دیں ہے نہ ہے خواہشِ دنیا مجھکو
ہے رضا جوئی حضرت کی تمنا مجھکو

چاہیں حضرت تو ملے دولتِ کونین مجھے
دین و دنیا میں انہی کا ہے سہارا مجھکو

چشمِ الطافِ پیمبر سے ہوں ایسا بیخوف
فکرِ امروز نہ اندیشۂ فردا مجھکو

جوشِ عشقِ نبوی سے ہے مرا دل مسرور
کیا ڈراتا ہے غمِ حوصلہ فرسا مجھکو

حق نے حضرت کو شفاعت کا کیا جو مختار
اب نہیں پرسشِ اعمال کا کھٹکا مجھکو

اور تو کچھ نہیں افسردہ دلی کا باعث
دورِ طیبہ سے جو ہوں غم ہے اسی کا مجھکو

تابشِ مہرِ سرِ حشر سے بچنے کیلئے
چاہیئے دامنِ رحمت ترا سایا مجھکو

داغِ عشقِ نبوی دلمیں فروزاں ہے کلیم
نہیں درکار چراغِ یدِ بیضا مجھکو

ہجرِ حضرت میں نہ ملنی تھی نہ لی جان مری
ملک الموت نے دھوکے دئے کیا کیا مجھکو

جا رہے ہیں سوئے طیبہ جو ہوا کے جھونکے
کاش اڑا کر کوئی لیجائے بگولا مجھکو

جا رہے ہیں سوئے طیبہ جو ہوا کے جھونکے
کاش اڑا کر کوئی لیجائے بگولا مجھکو

حشر میں سرورِ عالم کے ہوں ہمراہ رکاب
پیش آئیگا نہ اب کوئی بھی خطرا مجھکو

اب رہونگا نہ غمِ ہجر میں ہرگز دلگیر
میرے مولا نے ہے دیدار دکھایا مجھکو

برقِ ایمن کے اڑے ہوش تڑپ ہو لگئی
مضطرب ہجرِ پیمبر میں جو دیکھا مجھکو

زورِ بازوئے شفاعت تھا کہ جسنے زیرک
حشر میں پنجۂ عصیاں سے چھڑایا مجھکو

کریں وصفِ لبِ جان بخش میں شیریں زباں مجھکو
چکھائیں چاشنیِ نعت یہ کام و دہاں مجھکو

غمِ حضرت کے صدموں سے نہ دیگا گر اماں مجھکو
تو اتنا کر اٹھا لے اس زمیں سے آسماں مجھکو

مدینہ لے گئیں بعدِ فنا بربادیاں مجھکو
بنایا شوقِ طیبہ نے غبارِ کارواں مجھکو

غمِ حضرت کے صدمے جھیلوں اس ضعفِ ہجر میں
یہ قدرت ہے کہاں مجھ میں یہ طاقت ہے کہاں مجھکو

نہ باہر ہوں رہوں ہر پھر کے یارب دشتِ طیبہ میں
یہیں تا حشر رکھے گردشِ ہفت آسماں مجھکو

بجز دیدارِ حضرت ہو مجھے تسکین تو کیونکر ہو
نہ دینگی ہند میں چین اب مری بیتابیاں مجھکو

مدینے کیطرف ہوں میں رواں تو بھی ارادہ رکھ
اشارے کر رہی ہے یہ مری عمرِ رواں مجھکو

مٹالوں میں جبیں سا ہو کے حرفِ تیرہ بختی کو
مقدر سے جو ہاتھ آئے نبی کا آستاں مجھکو

مرے سینے میں بھی روشن ہے شمعِ داغِ عشقِ شہ
فروغ اپنا دکھائے کیا چراغِ آسماں مجھکو

نہ باز آؤنگا ہرگز میں کبھی وصفِ پیمبر سے
اگر یاری ذرا دیجائیگی میری زباں مجھکو

نہ آنے دوں لبوں تک نالۂ ہجرِ پیمبر کو
اگر ہمت بندھائے طاقتِ ضبطِ فغاں مجھکو

ہوا بیکار پھر وارفتگیِ عشقِ مولا میں
بنایا بیخودی نے پھر متاعِ رائگاں مجھکو

بھروسہ ہے مجھے دونوں جہاں میں ذاتِ حضرت کا
گیا ہوں اپنے آپے سے نہیں قائم حواس اصلا
نہ کھٹکا ہے یہاں مجھکو نہ دھڑکا ہے وہاں مجھکو
کروں کچھ التجا حضرت سے ہوش ایسا کہاں مجھکو

نہیں کھٹکا ذرا بھی پرسش اعمال کا زیرک
خدا سے بخشوائینگے شفیع عاصیاں مجھکو

لے گئی شہر مدینہ میں جو قسمت مجھکو
ہو گئی روضۂ اقدس کی زیارت مجھکو

کاش ہو عالم رویا میں زیارت مجھکو
کسی صورت سے نظر آئے وہ صورت مجھکو

حشر میں ہے جو گناہوں سے ندامت مجھکو
دیتی تسکین ہے اللہ کی رحمت مجھکو

رہنے دے گلشن طیبہ میں مجھے ای جنوں
اس کے بدلے میں نہیں چاہیئے جنت مجھکو

گنج عرفاں سے یہ دل بھرا ہوا مالا مال
دولت ایسی ملی حضرت کی بدولت مجھکو

سو گیا ہوں قدِ حضرت کے تصور میں ابھی
کیوں جگاتا ہے ابھی شورِ قیامت مجھکو

تنگ ہو گی غمِ حضرت میں جو دنیا مجھ پر
پاؤں پھیلانے نہ دیگی کسی صورت مجھکو

آئینہ ہیں مرے دل کی جو تمنائیں ہیں
کچھ نہیں آپ سے کہنے کی ضرورت مجھکو

کیوں نہ ہوں صدمۂ ہجر نبوی سے بیتاب
چین لینے نہیں دیتا غم فرقت مجھکو

ہجر شہ میں دل مضطر کا سنبھلنا کیسا
نظر آتی نہیں قابو میں طبیعت مجھکو

جا کے صحرائے مدینہ میں یہ دل کہتا ہے
اب نہ لیجائے یہاں سے کہیں وحشت مجھکو

ہے یہی ضعف تو طیبہ کا پہونچنا معلوم
دو قدم چل سکوں اتنی نہیں طاقت مجھکو

دیدیا تاب و تواں نے غم حضرت میں جواب
تو ہی اے ضبط دلا تھوڑی سی ہمت مجھکو

ہند کے اب غم و آلام نہ یاد آئیں گے
ہے مدینہ میں مسرت ہی مسرت مجھکو

فخر تجھکو بھی ہے مداحی کا حاصل زیرک
آج معلوم ہوئی تیری حقیقت مجھکو

رسول اللہ ختم الانبیا و مرسلیں تم ہو
شفیع المذنبیں ہو حامی دین متیں تم ہو

تمھیں سے ابتدا ٹھہری تمھیں پر انتہا ٹھہری
رموز اولیں تم ہو نکات آخریں تم ہو

ٹھکانا کیا تمھاری بھی بھلا کوئی ٹھکانا ہے
جسے کہتی ہے دُنیا لامکاں اوسکے مکیں تم ہو

جو چاہو مانگ لو معراج کی شب اپنے خالق سے
نہیں ہے دوسرا خلوت میں کوئی اب تمھیں تم ہو

تمھیں تھے عرش پر مہماں تمھیں پھر میزباں نکلے
کسے معلوم تھا گاہے چناں گاہے چنیں تم ہو

توقع رحم کی کیوں ہو نہ تم سے اہل عالم کو
خدا خود کہہ چکا جب رحمۃ اللعالمیں تم ہو

لحد سے اُٹھ کے محشر میں پھرونگا کہیں ہرگز
تمھارے پاس سیدھا آؤنگا حضرت کہیں تم ہو

نہ بخشاؤگے کیا تم حشر میں ۔ بخشاؤگے سب کو
گنہگاروں کے حامی کیا نہیں تم ہو تمھیں تم ہو

نہ بھولیگا کبھی دُنیا و عقبیٰ میں تمھیں زیرک
یہاں بھی دلنشیں تم ہو وہاں بھی دلنشیں تم ہو

تسلی دے تو دے عشق حبیب کبریا مجھکو
بھروسہ کچھ نہیں ہے اس دل بیتاب کا مجھکو

دکھا اے اُلفت حضرت خدا کا راستا مجھکو
سہارا چاہیئے بہر حصول مدعا مجھکو

غم حضرت کے صدموں سے تراپوں حال ابتر ہے
خبر اس کی کہاں تھی اے دل درد آشنا مجھکو

مسیحا سے بھی تو میرا مداوا ہو نہیں سکتا
غم آزار شہ میں کیا کوئی دیگا دوا مجھکو

نہ کیونکر یا نبی ہو دل مرا بیتاب نظارا
بڑھا ہے آج شوق دید کل سے بھی سوا مجھکو

نجات اس کے سبب سے ہو گئی میری قیامت میں
مقدر سے ملا عشق محمد مصطفیٰ مجھکو

تمنا میری بر لا ہند سے طیبہ مجھے پہونچا
خدائی میں نہ رکھ ناکام ارماں کے خدا مجھکو

غم شہ ہیں جو کچھ مجھ پر گذرتی ہے گذرتی ہے
نصیبوں کی شکایت ہے نہ قسمت کا گلا مجھکو

دم دیدار بھی محروم دیدار نبی رکھا
یہ چکمہ بیخودی شوق نے اچھا دیا مجھکو

بدل دی شکل ایسی لاغری عشق حضرت نے
نہیں پہچانتے اب میرے صورت آشنا مجھکو

نہ دن کو چین آتا ہے نہ شب کو یا رسول اللہ
اب اس سے بڑھکے ایذا ہجر میں ہو اور کیا مجھکو

شفاعت کی گذارش اور پھر عرصۂ محشر میں
خجالت کیوں نہو ہنگام عرض مدعا مجھکو

وسیلہ دین و دنیا میں انہیں کا ہے مجھے زیرک
خدا سے بخشوائینگے شہ ہر دو سرا مجھکو

سر محشر یہ حال محو دیدار پیمبر ہو
کبھی آپے میں ہو اپنے کبھی آپے سے باہر ہو

نگاہوں سے نہاں گر قامت دلجوئے پیمبر ہو
مری آنکھوں کے آگے ہر گھڑی آشوب محشر ہو

خیال آئے اگر ترک وطن کا عشق حضرت میں
مدینہ میرا مسکن ہو مدینے میں مرا گھر ہو

زمین طیبہ کی خواہش ہے بہت کیا حشر میں اس سے
کوئی جنت میں جا یا کوئی جنت سے باہر ہو

کبھی یاد نبی کی بھی ہو دل میں جلوہ فرمائی
کبھی آباد بھی یا رب مرا اجڑا ہوا گھر ہو

جبیں سائی کی خاطر ہوں در شہ پر جو افتادہ
چمک اٹھے نصیبہ اوج پر اپنا مقدر ہو

سر محشر بند ہے گر سلسلہ اشک ندامت کا
ابھی دم میں ہوا نزدہی اے دامن تر ہو

قیامت میں نہ کیونکر مہربان ہو رحمت باری
اگر ہم عاصیوں پر چشم الطاف پیمبر ہو

قدم بوسی کا حیلہ ہاتھ آ جائے سر محشر
نبی کی ٹھوکروں میں گر ہمارا کاسۂ سر ہو

حباب ہو کر اڑے گرد جا لنیا رہی غم شہ میں
عجب کیا ہے ہماری لاش بھی دوش صبا پر ہو

مرا شوق زیارت خود دکھائے راہ طیبہ کی
نہ کوئی رہنما میرا نہ کوئی میرا رہبر ہو

نظر آئیں اوسے ہر کام میں مایوسیاں کیونکر
بھروسہ جس کسی کا روز و شب اپنے خدا پر ہو

میں چکراؤں جو ہنستا دیکھکر جسکو تصور میں
مری نظر دل میں جو گردش بکردہ جام کوثر ہو

بنینگے کام اوہی سے تو مرے دنیا و عقبی میں
اوسے کیونکر نہ مانوں میں جو ارشاد پیمبر ہو

بوقت جانکنی اے کاش نیر ک ہو مدینے میں
یہ دم توڑے نبی کے آستانے پر تو بہتر ہو

نقشہ کچھ اپنا جذب تصور جمائے تو
ذمہ میرا پھر آپ نہ تشریف لائے تو

لو کوئی شمع عشق نبی سے لگائے تو
پروانہ وار سوز کی لذت اوٹھائے تو

وارفتہ پہلے جلوۂ حضرت بنائے تو
ذمہ مرا جہاں پھر آپے میں آئے تو

ہوگا ضرور عشق محمد میں سرخرو
دل پہلے پیس کے شکل حنا رنگ لائی تو

دلدادۂ رسول وہ نازک مزاج ہیں
جائینگے حشر میں بھی نہ وہ بے بلائے تو

دل میرا اور صاف ہو شکل آئینہ
رنگ اپنا جذب عشق نبی کچھ جمائی تو

گردوں کو اور حکم نبی سے ہو سرکشی
اس کی طرح کوئی سر طاعت جھکائی تو

بیٹھے ہیں تھک کے گرچہ حضرت کے آس پاس
دیکھیں قیامت آکے ہمیں اب اوٹھائی تو

شکل نظر رکھو لگا یہاں جلوۂ نبی
آنکھوں میں تپلیوں کی طرح وہ سمائی تو

جنت میں یہ کہاں ہیں مدینہ کی رحمتیں
رضوان بھی کیا کرے نہ اگر بھول جائی تو

برباد ہو کے عشق نبی میں ہوں سربلند
اب میرے آگے یہ فلک سر اوٹھائے تو

بیتابیاں مٹی تو ہیں عشقِ رسول کی
پھر کچھ اگر نہ حضرتِ دل رنگ لائے تو

مجھ سا سیاہ کار بھی ہو جائے سرخرو
کچھ اپنا جوشِ گریۂ خونی دکھائے تو

مانا کہ ہوگا حشر میں دیدارِ مصطفےٰ
حیراں نصیب ہوش میں اپنے نہ آئے تو

دھمکائینگے ضرور ہمیں منکر و نکیر
ہم نامِ پاک لب پہ اگر اپنے لائے تو

کیا اوجِ حسن بدر کو ہو تابِ ہمسری
نقشِ قدم سے آپ کے آنکھیں ملائے تو

جب ضعفِ ہجر شہ سے ہر بادیاں پسند
صرصر اب آکے خاک ہماری اڑائے تو

زیرک غبار بنکے چلے ہو مدینہ کو
تم کو اگر ہوا بھی ہوا پر اڑائے تو

دل آرزوئے عشقِ نبی کا خزینہ ہو
ہر دیدہ اشکِ غم سے مرآ ابگینہ ہو

اس انقلابِ دہر کے نیرنگ دیکھنا
خشکی میں غرق آلِ نبی کا سفینہ ہو

پلٹی ہے یادِ زلفِ نبی میں شبِ فراق
مقبول میری کیوں نہ نمازِ شبینہ ہو

اے بیخودئ عشق تصور ترے نثار
پیشِ نگاہ روضۂ شاہِ مدینہ ہو

اے ناخدائے امتِ عاصی بچائیے
بحرِ الم میں غرق نہ میرا سفینہ ہو

پرواز جب کرے قفسِ عنصری سے روح
یارب نظر کے سامنے باغِ مدینہ ہو

زیرک رہے نہ مہرِ سلیماں کی پھر ہوس
نامِ نبی جو خاتمِ دل کا نگینہ ہو

پنہاں نظر سے جلوۂ حسنِ نبی نہ ہو
پردہ نگاہِ شوق کا یہ بیخودی نہ ہو

قسمت سے اپنی دور کبھی برہمی نہ ہو
عقدہ کشا جو الفت زلف نبی نہ ہو

سرشار کیف عشق نبی وہ کبھی نہ ہو
گھٹی میں جس کی یہ مے الفت پڑی نہ ہو

اشکوں سے کیوں فزوں غم عشق نبی نہو
یہ عشق کی ہے آگ بجھائے بجھی نہ ہو

جنت میں اور گلشن طیبہ کی راحتیں
واعظ یہ چال آپ کی ہمسر چلی نہ ہو

جھونکے ہوائے خلد کے تجھ پر ہیں کیوں نثار
چہرے پہ اپنے گرد کدورت جمی نہ ہو

جرم و خطا سے کچھ بہ تری رحمت فزوں رہے
بخشش میں عاصیوں کے الٰہی کمی نہ ہو

اے ساقی ازل تیری بخشش کے میں نثار
پیدا وہ بیخودی ہو کہ جس میں خودی نہ ہو

انمول وقت جائے نہ بیکار یا نبی
میری متاع عمر یہ آئی گئی نہ ہو

ہاں اے غم فراق نبی دم تو لے ابھی
یوں ہی تڑپ تڑپ کے اگر جان دی نہ ہو

مستانہ چل رہے ہیں جو جھونکے نسیم کے
ان میں ہوائے زلف نبی بھر گئی نہ ہو

دلچسپی مدینہ پہ ہوتا ہے یہ گماں
جنت اجڑ اجڑ کے یہ بستی بسی نہ ہو

واعظ ہے مست بادۂ پندار رات دن
پی لے مئے ولائے نبی تو ولی نہ ہو

ہجر نبی میں تنگ ہے کیوں عرصۂ حیات
کوتاہی نصیب کہیں بڑھ گئی نہ ہو

کھینگے ایک اور غزل اس زمین مین
زیرک ہماری طبع رواں یہ رکی نہو

دل سے شبیہ پاک کی یوں بے رخی نہو
اس آئینہ پہ گرد کدورت جمی نہ ہو

عشق رسول دل میں جو ہو ظاہری نہو
دل سے لگی ہوی ہو فقط دل لگی نہ ہو

دور اپنے دل سے الفت زلف نبی نہو
اس قید سے الٰہی کبھی مخلصی نہ ہو

زاہد یہ کہہ رہے ہیں شفاعت تو درکنار
رحمت بھی عاصیوں سے کہیں مل گئی نہ ہو

بھر آئی آنکھ ساقیٔ کوثر کی یاد میں
اب عمر بھر یہ جامِ محبت تہی نہ ہو

ہیں ضعفِ ہجرِ شاہ سے افتادگی پسند
اپنی تو خاک بھی کبھی اونچی ہوئی نہ ہو

کیوں اڑ رہے ہیں ہوش کے ہمراہ رنگ بھی
دلمیں ہوائے دشتِ مدینہ بھری نہ ہو

ہجرِ نبی میں کیوں ہو اجل اسقدر خفا
قسمت جو مجھ غریب کی بگڑی ہوئی نہ ہو

اٹھتی ہیں آندھیاں سرِ دشتِ مدینہ کیوں
مجھ ناتوان کی خاک اڑائے اڑی نہ ہو

محشر میں یا نبی رہے اس بات کا خیال
شیخی ہم عاصیوں کی کہیں کرکری نہ ہو

آئے نہ شامِ ہجر میں ارمان بھی موت کا
شرمندہ یا رسول مری بیکسی نہ ہو

بیتابیاں یہی ہیں جو ہجرِ رسول کی
ہاں تو یہی فلک سے زمیں مل گئی نہ ہو

طیبہ سے ہے دور ضعف یہ کچھ بختِ نارسا
مایوس میری طرح سے یارب کوئی نہ ہو

برپا ہے قدسیوں میں جو صلِّ علیٰ کا غل
زیرک نے آج نعتِ محمد پڑھی نہ ہو

ردیف ہ

گر عشقِ محمد میں ہو غم اور زیادہ
سمجھوں کہ ہے مولا کا کرم اور زیادہ

مضطر تری فرقت میں ہوں ہم اور زیادہ
اللہ کرے دلمیں یہ غم اور زیادہ

چمکا جو ترے نور کا ذرہ سرِ سینا
موسیٰ کا بڑھا جاہ و حشم اور زیادہ

ہم بسملِ ابروئے نبی ہیں یہ سمجھ کے
ہو تیز ابھی تیغ دو دم اور زیادہ

گنجینہ ہو سینہ مرا داغِ غم شہ سے
دن رات ہوں یہ نقشِ درم اور زیادہ

نقشِ قدمِ شہ پہ ملک کرتے ہیں سجدے
کر کے سرِ تسلیم کو خم اور زیادہ

برباد کیا دہشت مدینہ سے ہٹا کر
اب چرخ نہ کر مجھ پہ ستم اور زیادہ

کعبہ ہے خدا کا تو مدینہ ہے نبی کا
دونوں میں نہیں ایک بھی کم اور زیادہ

سرگشتہ پھراتی ہے ادھر گردشِ قسمت
گردون کے ادھر ظلم و ستم اور زیادہ

جاتے ہیں مجھے چھوڑ کے ہو قافلے والے
کسطرح نہو رنج و الم اور زیادہ

کچھ روز اگر یوں رہی گردشِ قسمت
آئیگا مرا ناک میں دم اور زیادہ

کشکول گدائے شہِ والا کو جو دیکھا
آب آب ہوا ساغرِ جم اور زیادہ

آتے ہی نظر دور سے آبادیِ طیبہ
ہوتا ہے مرا تیز قدم اور زیادہ

جل اٹھے تپِ ہجرِ محمد میں جو دل
ہو روشنیِ شمعِ حرم اور زیادہ

کر ذکرِ جناں مجھ سے نہ اے واعظِ ناداں
گھٹتا ہے مرا سینہ میں دم اور زیادہ

دھل جائے مرا نامۂ اعمال الٰہی
ہو جوش پہ دریائے کرم اور زیادہ

آتا ہے مزا کاوشِ ہجرِ نبوی میں
ہو تیز تو اے ناخنِ غم اور زیادہ

طیبہ میں جو ہاتھ آئے زمین دفن کو زیرک
بخشش کے ہوں سامان بہم اور زیادہ

آتے ہی نظر قصرِ گلستانِ مدینہ
ہوتی ہیں نگاہیں مری قربانِ مدینہ

ہیں جلوہ فگن اوس میں جو سلطانِ مدینہ
کیوں جان و دل اپنے ہوں نہ قربانِ مدینہ

دم بھر میں معطر ہوے گلزارِ دو عالم
پھیلی جو شمیمِ گلِ ریحانِ مدینہ

سرسبز ہے شاداب ہے ہر نخل یہاں کا
پھولا ہے پھلا ہے چمنستانِ مدینہ

وہ روضۂ پر نور وہ اسمیں جسدِ پاک
اک دل ہے مدینے کا تو اک جانِ مدینہ

باندھی جو ہوا وحشتِ عشقِ نبوی نے
ہے خاک اڑانیکو بیابانِ مدینہ

بڑھتے ہیں جو زائر تو یہ ہوتا ہے کشادہ
اعجاز دکھاتا ہے یہ میدانِ مدینہ

رضوان سے کہو یہ تری بے سود ہے کوشش
جنت کو نہیں چاہتے خواہانِ مدینہ

تن پوشی کو ملتا ہے انہیں حلۂ جنت
جاتے ہیں جدھر چاک گریبانِ مدینہ

کیا کیا نہیں اب آرزو و شوق و تمنا
کیا کیا نہیں دل میں مرے ارمانِ مدینہ

رکھے گی سبکدوش مجھے بارِ سفر سے
یہ بے سروسامانیٔ سامانِ مدینہ

تلوؤں کی جگہ دل میں خلش گر ہو الٰہی
اسطرح چبھیں خارِ بیابانِ مدینہ

شرماتی ہے جنت بھی اسے دیکھ کے زیرکؔ
شوکت یہ مدینے کی ہے یہ شانِ مدینہ

دیکھیں جو بہارِ گلِ ریحانِ مدینہ
ہوں نغمہ سرا بلبلِ بستانِ مدینہ

مکے کے مہاجر ہیں جو مہمانِ مدینہ
شایانِ مدینہ ہیں یہ شایانِ مدینہ

مل جائے زمیں دفن کی خاطر جو مجھے گر
میت ہو مری در خورِ احسانِ مدینہ

شیدائی ہیں اسلام کے احکام کے پابند
پکے ہیں مسلمان مسلمانِ مدینہ

اللہ نے مختار کیا ان کو جہاں کا
عالم کے نگہبان ہیں نگہبانِ مدینہ

ہے ان کے لئے خلد میں سامان مہیا
پہونچے جو وہاں بے سروسامانِ مدینہ

رہتے ہیں جہاں وحشیٔ گیسوئے پیمبر
اللہ دکھائے وہ بیابانِ مدینہ

یہ وہ ہیں کہ ہوں زمزمہ پرداز سر عرش
کیا بلبل سدرہ ہیں خوش الحان مدینہ

اوس شمع ہدایت کو جو ہانون سے نہ کہوتے
ہوتے نہ پریشان پریشان مدینہ

منظور انہیں حضرت یوسف کی ہے تقلید
دیوانے نہیں قیدی زندان مدینہ

کیوں اب دل تاریک نہو نور سے معمور
ہے جلوہ فزا مہر درخشان مدینہ

یہ زہد یہ تقویٰ یہ پیمبر کی محبت
ہے فرد ہر اک صاحب ایمان مدینہ

بنجائیں ابھی زیرک ناکام کے سب کام
فرمائیں ذرا لطف جو سلطان مدینہ

حق سے ملاتی ہے شہ ہر دوسرا کی راہ
جو راہ مصطفےٰ ہے وہی ہے خدا کی راہ

نزدیک ہے مدینہ سے عرش علا کی راہ
سیدھی یہی ہے بہر اجابت دعا کی راہ

ساقی کی خیر ہے لب کوثر لگی سبیل
ساغر ہمیں بھی کوئی عطا ہو خدا کی راہ

پہونچائے کیوں نہ منزل عرفاں پہ تو مجھے
دیکھی ہوئی ہو جبکہ مرے رہنما کی راہ

اے جوش عشق شہ یہی بڑہنے کا وقت ہے
روکی ہے ضعف غم نے مری مدعا کی راہ

پہونچی نہ بڑھکے کیوں غم حضرت میں تا فلک
مسدود کیوں ہوئی مری آہ رسا کی راہ

گرد و غبار وہم و گماں دل سے مٹ گئے
اب آئینہ سی صاف ہے عشق خدا کی راہ

ہستی مٹے گی جادۂ طیبہ میں جب مری
دیگی سراغ کوئے نبی نقش پا کی راہ

ہو آشنائے منزل طیبہ یہ کسطرح
گم کردگی سی ہے دل نا آشنا کی راہ

ظاہر ہے جو مجاز و حقیقت میں فرق ہے
یہ ہے فنا کی راہ تو وہ ہے بقا کی راہ

ہوتی ہے اون کو زندگی دائمی عطا
جو دیکھتے ہیں عشق خدا میں قضا کی راہ

ہجر میں بھی ہو مژدہ دیدار گر سنا — نکلیں گے اشک خندۂ دنداں نما کی راہ

زیرک نہیں ہے اسمیں ذرا بھی مجھے دریغ
مانگے اجل تو جان بھی دیدوں خدا کی راہ

نہ دیکھوں گا اگر وہ روئے انور یا رسول اللہ — ابھی میں جان دیدونگا تڑپ کر یا رسول اللہ
تمھاری ہجر میں یہ دل ہے مضطر یا رسول اللہ — ہوا جاتا ہوں میں آپے سے باہر یا رسول اللہ
شب فرقت اثر اتنا تو ہو مشق تصور کا — کہ دل میں یا رسول اللہ ہو لب پر یا رسول اللہ
شفیع عاصیاں کس نے لقب پایا زمانے میں — ہوا کب آپ سا کوئی پیمبر یا رسول اللہ
چھڑا لو گے نہ آپ آکر مجھے جب تک قیامت میں — پکارے جاؤنگا میں بھی برابر یا رسول اللہ
زیارت ہوتے ہوتے خواب میں آنکھیں کھلی جاتی — بگڑ جاتا ہے بن بن کر مقدر یا رسول اللہ
جب آؤں العطش کہتا ہوا میدان محشر میں — پلانا مجھکو بھی اک جام کوثر یا رسول اللہ
نہ چھوٹے ہند میں دم پھر ہو پہنچ جاؤں مدینہ میں — خدا مجھکو کرے یوں خضر بنکے گھر یا رسول اللہ

نہ ہوں آیستی پہ جب تک آپ زیرک کی دم محشر
اوسے امید آمرزش ہو کیونکر یا رسول اللہ

ردیف ی

ہے گنہگاروں پہ رحمت ایزد غفار کی — اور پھر اوس پر شفاعت سید ابرار کی

پیتے ہی مے عشق چشم احمد مختار کی
مٹ گئی سب دل سے تلخی بادۂ پندار کی

ابن مریم فخر اپنا جان کر صبح و مسا
کرتے ہیں تیمار داری آپکے بیمار کی

شست و شوئے نامۂ اعمال ہوگی حشر میں
دیکھنا دریا دلی اوسدن مرے سرکار کی

دیکھتی ہیں جلوۂ روئے محمد رات دن
ہے مری نظروں میں صورت روزنِ دیوار کی

گرمیٔ خورشید محشر سے ہمیں اب خوف کیا
مل گئی گشتی نبی کے سایۂ دیوار کی

اپنے مولا کو پکارونگا ابھی منکر نکیر
جاؤ بیجا تمنے کچھ مجھ سے اگر تکرار کی

خوب پرزے لگانے ضعف ہجر شاہ نے
اب تو اٹھ سکتی نہیں رنگت رخِ بیمار کی

فخر یہ جس کے کہیں دربان جبریل امیں
شان و شوکت پوچھنا کیا ہی بھر اوس دربار کی

بادۂ عشق نبی سے مست رہتا ہوں مدام
دیکھنا الغرض لب تسنیم مجھ سرشار کی

پھر بڑھا ہرگز نہیں جنت کو طیبہ سے کبھی
لگ گئی جسدن ہوا واعظ کو اس گلزار کی

ہے ابھی کے فضل کا ہم کو بھروسہ بیگماں
نوح کی جس خالق بیچوں نے کشتی پار کی

کر لیا ہم نے قیامت کا ہمیں سے فیصلہ
بیچلے ہیں دل میں الفت قامت سرکار کی

میں ہوں زیرک واصف ابروئے خدا رسول
روبرو میرے چلی کسدن زبان تلوار کی

کبھی ایسی بھی صورت یا الہ العالمیں ہوگی
مری آنکھوں میں شکل روضۂ سلطانِ دیں ہوگی

تصور میں جو زلفِ رحمۃ اللعالمیں ہوگی
ہماری تیرہ بختی دور دم بھر میں وہیں ہوگی

ہوائے دشت طیبہ کچھ جو وحشت آفریں ہوگی
اڑا دینگے جہاں ہم خاک جنت بھی وہیں ہوگی

مدینے میں بھی پہونچینگے الہی یا نہ پہونچینگے
یہ اپنی آرزو پوری بھی ہوگی یا نہیں ہوگی

یہی ہے اضطراب شوق طیبہ تو خدا شاہد
روانہ ہوش سے پہلے مری جان حزیں ہوگی

جو پہنچا مجمع دیوانگان گیسوئے حضرت
بہت ہی تنگ میدان قیامت کی زمیں ہوگی

بیاں کرتا ہے کیوں اتنی صفت ای واعظ نادان
روش یک گلشن طیبہ کی فردوس بریں ہوگی

شب غم میں یہی دکھلائیگی تسکین کی صورت
اگر حضرت کی تصویر خیالی دلنشیں ہوگی

یہ مانا خلد میں دنیا کی آسایش ہے ای رضوان
مگر جو بات ہے طیبہ میں وہ ہرگز نہیں ہوگی

جو رو کر وحشیان دشت طیبہ خاک اڑائینگے
زمیں دوز آسماں ہوگا فلک فرسا زمیں ہوگی

ثنائے دشت طیبہ کیا کریں تجھ سے بیان رضوان
ترے باغ ارم میں بھی یہ دلچسپی نہیں ہوگی

وسیلہ ہم گنہگاروں کی بخشش کا قیامت میں
مقرر ذات پاک رحمت اللعالمیں ہوگی

عروج اپنا دکھائیگا جو سوز الفت حضرت
ہماری آہ سوزاں زینت عرش بریں ہوگی

یہ جائیں خلد میں اور تم سے پہلے حضرت واعظ
گنہگاروں کی بخشش کیا نہیں ہوگی نہیں ہوگی

گل داغ فراق مصطفے سینے میں پنہاں ہیں
ہماری قبر میں گلزار جنت کی زمیں ہوگی

سلانے کے لئے آتے ہیں ہر دم نیند کے جھونکے
شب ہجر نبی میں اب بھی کیا راحت نہیں ہوگی

لڑی اشک مسلسل کی بندھیگی ہجر حضرت میں
دُر یکتا سے پُر زیرک ہماری آستیں ہوگی

یاد جب دم تاب زلف مصطفے آنے لگی
سر سے اپنے تیرہ بختی کی ہوا جانے لگی

لن ترانی کی جو کانوں میں صدا آنے لگی
حسرت دیدار موسیٰ کی ہوا کھانے لگی

عاصیوں کے سر پہ جب محشر میں چھا جانے لگی
زاہدوں کو تیری رحمت سے حیا آنے لگی

دل سے جب دم طاقت صبر آزما جانے لگی
بیقرار ہجر احمد کو حیا آنے لگی

کھل رہا ہے پھر ہمارا غنچۂ دل دیکھنا
پھر مدینے سے نسیم جانفزا آنے لگی

ہم سے پوچھے کوئی ہجر شاہ کی غمخواریاں
درد ہی جسکو نہو وہ دل کیا جانے لگی

دستگیری آپ کی افتادگان خاک کو
عرصۂ محشر سے جنت میں اوٹھا لانے لگی

پھر معطر ہو چلا اے دل مشام جاں میرا
پھر صبا خوشبو مدینے سے اڑا لانے لگی

اے امید جلوۂ دیدار فخر انبیا
تو ہجوم غم میں کیونکر راستا پانے لگی

خاک اوڑانے کے لئے کیا دشت طیبہ لگیا
اب مری وحشت بھی جنت کی ہوا کھانے لگی

وائے ناکامی کہ دیدار رخ حضرت کی آس
یاس کو بھی ساتھ ساتھ اپنے لگا لانے لگی

ہند سے پھر اب طبیعت ہو چلی اپنی اوچاٹ
رنگ پھر دلچسپی طیبہ جما جانے لگی

پھر سیہ بختی کی میری سٹ چلی ہے برہمی
پھر ہوائے گیسوئے مشکل کشا آنے لگی

کب ہوا تنگ فراق مصطفے سے چور چور
چوٹ یہ دلپر کہاں اپنے خدا جانے لگی

دل میں جب آیا گل رخسار حضرت کا خیال
ہر نفس سے عطر جنت کی ہوا آنے لگی

چشم بیدار نبی کا جب تصور بندھ گیا
نیند کے جھونکوں میں جنت کی ہوا آنے لگی

تشنگی دید حضرت کا اثر تو دیکھنا
روح اپنی لذت آب بقا پانے لگی

نعت جب لکھنے لگی زیرک مری فکر بلند
طائر مضمون کے اڑنے کی صدا آنے لگی

نہ رہے یاد نبی سے دل مضطر خالی
یا الٰہی نہ یہ مہماں کرے گھر خالی

جب ہوا روح سے وہ جسم پیمبر خالی
غل ہوا نور نبوت سے ہوا گھر خالی

رو رو کہتے تھے یہی مسجد نبوی میں بلال
ہائے کن آنکھوں سے دیکھوں میں یہ منبر خالی

یا نبی دامنِ رحمت میں چھپانا مجھکو
عرض یہ میری نہ جائے سرِ محشر خالی

شکر صد شکر کہ طیبہ میں پہنچکر ہی رہی
نہ گئی حسرتِ دیدارِ پیمبر خالی

رہ گئے اپنا سا منھ لیکے فرشتے سرِ حشر
دیکھتے ہی مرے اعمال کا دفتر خالی

دل سے رخصت ہوئے ارمان و تمنا شبِ غم
ہو گیا ہجرِ نبی میں یہ بھرا گھر خالی

چلدئے وحشی گیسوئے نبی زنداں سے
بیڑیاں خالی کہیں ہیں کہیں لنگر خالی

لیکے کیا آئیں پئے نذرِ شہنشاہِ اُمم
دونوں ہاتھ اپنے ہیں ای داورِ محشر خالی

بادۂ حبِ نبی سے ہے خُمِ دل لبریز
جام خالی ہیں سبو خالی ہیں ساغر خالی

گم ہوا لاغریٔ ہجر میں بیمارِ نبی
دیکھ لیں آ کے فرشتے کہ ہے بستر خالی

جھولیاں دولتِ دیدارِ نبی سے بھر لیں
نہ رہیں آپ تہیدستانِ مقدر خالی

جاں نکلی جو ہجومِ غمِ شہ سے زیرک
ملگیا خلد میں رہنے کیلئے گھر خالی

دلنشیں غم جو ترا اے مرے مولا ہو جائے
ایسی شادی ہو کہ گز بھر کا کلیجا ہو جائے

سوز پیدا جو غمِ ہجرِ نبی کا ہو جائے
ہر پھپھولا مرے دلکا ید بیضا ہو جائے

گر خیالِ لبِ جاں بخش مسیحا ہو جائے
دردمندِ غمِ فرقت ابھی اچھا ہو جائے

نظر آجائے تجلیِ رخِ حضرت کی اگر
بیخودی مجھکو ابھی صورتِ موسیٰ ہو جائے

دیکھ لوں آنکھ سے گر روضۂ حضرت کی بہار
جلوہ گر چشم میں فردوس کا نقشا ہو جائے

عشق میں سرورِ عالم کے یہ حالت ہو مری
جو مجھے دیکھے وہیں محوِ تماشا ہو جائے

عمر بھر پھر نہ کرے خلد کی خواہش ہرگز
جسکو اکبار بھی نظارۂ طیبہ ہو جائے

آئے گلزار مدینہ سے جو کوئی جھونکا
غنچۂ خاطر ناشاد ابھی وا ہو جائے

کیا مریض غم ہجراں کی شفا مشکل ہے
آپ چاہیں تو یہ بیمار مسیحا ہو جائے

عالم خواب میں ہو جائے جو زیارت ہم کو
بخت خفتہ ابھی بیدار ہمارا ہو جائے

ہم نہ جائینگے کبھی چھوڑ کے دشت طیبہ
جسکو گلزار ہیں فردوس کے جانا ہو جائے

ابھی بٹ جائے مری برہمی بخت زبوں
گیسوئے احمد مرسل کا جو سودا ہو جائے

یا نبی خشک نہ ہو جائے مری کشت عمل
ابر رحمت کا ادھر بھی کوئی چھینٹا ہو جائے

خاکساری کا ہو یہ اوج رہ طیبہ میں
جسم خاکی یہ مرا خاک کف پا ہو جائے

ختم کرتا ہے غزل نعت نبی کی زیرک
بزم میں دور ذرا اصل علی کا ہو جائے

عشق احمد میں جو ہم روتے رلاتے جائینگے
شعلۂ نار جہنم کو بجھاتے جائیں گے

غول جو جو ہم گنہگاروں کے آتے جائینگے
شافع روز قیامت بخشواتے جائینگے

آنکھ سے اشک ندامت ہم بہاتے جائینگے
حرف یوں اعمال نامہ کے مٹاتے جائینگے

وحشیان دشت طیبہ جاتے جاتے خلد میں
دھجیاں دامان محشر کی اوڑاتے جائینگے

شافع محشر کے ہوتے عاصیوں کو خوف کیا
حشر کے دن بھی تو یہ ہنستے ہنساتے جائینگے

حشر میں ہوگا اونھیں کو بیگمان حاصل عروج
خاک میں جو اپنی ہستی کو ملاتے جائینگے

حشر میں جب آئینگے حضرت تو سب جن و ملک
شوق میں زیر قدم آنکھیں بچھاتے جائینگے

تشنہ کامان محبت کو سر میدان حشر
جام کوثر ساقی کوثر پلاتے جائینگے

محشری سب لوٹ جائینگے اے زیرک وہاں

نعتیہ اشعار جدم ہم سناتے جائیں گے

مشرف ہوں جمالِ مصطفیٰ سے — دعا ہر دم یہی ہے کبریا سے
انھیں کیا خوف ہو روزِ جزا سے — جنھیں الفت ہو محبوبِ خدا سے
شگفتہ ہو الٰہی غنچۂ دل — مدینے کی نسیمِ جانفزا سے
پریشاں ہیں جو دیوانے نبی کے — اولجھہ پڑتے ہیں وہ چلتی ہوا سے
خیالِ عارضِ پُرنور آخر — کہاں تک یہ تسلّی دو دلا سے
ترا دامانِ رحمت بس ہے ہم کو — نہیں کچھہ واسطہ ظلِّ ہما سے
بہار افزا ہے گلزارِ مدینہ — گلِ رخسارِ محبوبِ خدا سے
وہ ہے مختار بخشے یا نہ بخشے — ہمیں تو کام ہے اوس کی رضا سے
مبارک آپ کو اے حضرتِ خضر — ہمیں کیا کام ہے آبِ بقا سے
مریضِ جاں بلب دنیا ہیں لاکھوں — ہوے چنگے لبِ معجز نما سے

میں مستغنیِ عشقِ شہ ہوں زیرکؔ
مجھے کیا کام ہے حرص و ہوا سے

گنہگاروں کو دے دیگر دلاسے — نبی بخشائینگے سب کو خدا سے
دعا جو منہ سے نکلے ہو وہ مقبول — رہائی ہو اگر بیم و رجا سے
وہی انساں ہے شمعِ بزمِ عرفاں — لگائی جسنے لو ربِ العلیٰ سے
نبی کی اسقدر خاطر تھی منظور — وہی پایا جو کچھہ مانگا خدا سے

خیالِ گیسوئے حضرت ہے کافی — بچانے کو شبِ غم کی بلا سے
نہیں ممکن مریضِ عشق حضرت — شفا پائے مسیحا کی دوا سے
اگر ہو جوش پر مولا کی رحمت — اثر پہلے نظر آئے دعا سے
پسینہ تھا نبی کا نکہتِ گل — مہک اوٹھتا تھا ہر جادہ ہوا سے
مٹے گا اب تو میں بن بنکے سو بار — لگی ہے شرطِ شہ کے نقشِ پا سے
جمالِ حسن نما لمتابِ حضرت — کہیں بڑھکر ہے مہرِ پُر ضیا سے

تمنا ہے یہی زیرک کی یا رب
بچانا گرمیٔ روزِ جزا سے

قسمت کے دھنی ہم ہیں ہمیں خوف ہی کیا ہے — حضرت ہیں شفاعت کو تو بخشش کو خدا ہے
راضی ہم اوسی میں ہیں جو حضرت کی رضا ہے — اپنا تو ازل سے سرِ تسلیم جھکا ہے
جھونکے ہیں مری نیند میں جنت کی ہوا کے — آرام کا کچھ عشقِ محمد میں مزا ہے
رحمت جو گنہگاروں کا حصہ ہے تو واعظ — کرنا نہ خطا کا بھی یہاں عین خطا ہے
اڑتا ہوا جاتا ہوں بگولے کی طرح میں — سر میں وہ بھری دشتِ مدینہ کی ہوا ہے
بیٹھا ہے مرے دل کی طرح ہجرِ نبی میں — نالہ جو کوئی سینۂ پرغم سے اوٹھا ہے
مرجائیں جو عشقِ شہِ والا میں تو جی جائیں — اس موت کے پردے میں نہاں آبِ بقا ہے
کس منہ سے کروں دعوئ عشقِ شہِ والا — کیا میری حقیقت ہے مرا حوصلہ کیا ہے
پھر کوندتی ہے برقِ تجلی سرِ امین — پھر دل میں مرے نورِ نبی جلوہ نما ہے
دیتا ہے خبر قافلۂ عمرِ رواں کی — ہر نالۂ مہجورِ نبی بانگِ درا ہے

ملجائے کسی دن مجھے سنگِ درِ حضرت — پڑھ لونگا وہ مضمون جو مقدر میں لکھا ہے
مہجورِ نبی شائقِ آزار ہیں ورنہ — چٹکی میں مریضانِ محبت کی دوا ہے

حضرت کا ثنا خواں نہ کہوں کیوں تجھے زیرکؔ
مداحوں کے دفتر میں ترا نام لکھا ہے

پھر دل میں ہوسِ گیسوئے شاہِ دوسرا ہے — پھر میرے مقدر کی ہر اک دُور بلا ہے
آنکھوں میں ہنسی گلشنِ طیبہ کی فضا ہے — آمد شدِ انفاس میں جنت کی ہوا ہے
معراج کا عقدہ ہے سرِ زلفِ نبی میں — یہ راز کسی پر نہ کھلیگا نہ کھلا ہے
آجائے مزا کاوشِ ہجرِ نبوی کا — ہاں او خلشِ ناخنِ غم دیر ہی کیا ہے
ڈرتا ہوں خدا سے کہ میں بندہ ہوں خدا کا — کس منہ سے کہوں الفتِ محبوبِ خدا ہے
دوزخ کی طرف مجھکو ملک لے تو چلے ہیں — آجائیں اگر ایسے میں حضرت تو مزا ہے
کونین میں بے شبہہ و شک بعدِ خدا کے — ثانی کوئی حضرت کا نہوگا نہ ہوا ہے
جاتے ہیں یہ وحشی نبی جانبِ محشر — ہاتھ آئے جو دامانِ قیامت تو مزا ہے
ہر خار مدینے کا ہے انگشتِ شہادت — انگلی سے بتاتا ہے ادھر راہِ فنا ہے
مٹنے کو سرِ راہِ مدینہ جو پڑا ہوں — ہستی مری اب صورتِ نقشِ کفِ پا ہے
ہے جان کشاکش میں یہ ہجرِ نبوی سے — جینے کا مزا ہے نہ تو مرنے کا مزا ہے
سنگِ درِ حضرت کے جبیں سا کا مقدر — سو بار جو بگڑا ہے تو سو بار بنا ہے
خلوت گہِ حضرت ہے کبھی ہے سوئے حضرت — قبلہ ہے کبھی دل تو کبھی قبلہ نما ہے
اللہ رے غمِ دوری سنگِ درِ حضرت — اک کوہِ الم سر پہ مرے ٹوٹ پڑا ہے

ہے کوثر و تسنیم میں اسکا ہی اجارا
زیرک بھی در ساقیٔ کوثر کا گدا ہے

خیالِ چشمِ احمد بھی عجب تسکیں کی صورت ہے
کہ اس میں جاں بھی جائے تو گویا عین راحت ہے

تمھیں کیا خوفِ محشر اے گنہگارانِ امت ہے
کہ دائیں بائیں رحمت سر پہ دامانِ شفاعت ہے

سرِ سودائے زلفِ مصطفیٰ میں ایسی وحشت ہے
کہ اب میرا گریباں دامنِ شبہائے فرقت ہے

بنا سودا تمھیں تو اے ہوا خواہانِ جنت سے
مدینہ چھوڑ کر میں جاؤں مجھکو کیا ضرورت ہے

لبو نیرز ایروں کے یہ نویدِ عیش و راحت ہے
فزوں صبحِ وطن سے بھی ہماری شامِ غربت ہے

گلِ مضمون شگفتہ ہیں نسیمِ نعتِ احمد سے
معطر ہیں دماغ اہلِ محفل جوشِ فرحت ہے

مدینہ میں پہنچ جائیں مرادیں دلکی بر آئیں
یہی دل کی تمنا ہے یہی آنکھوں کی حسرت ہے

فرشتے لیچلے ہیں عاصیوں کو جانبِ دوزخ
یہی اے حامیٔ روزِ جزا وقتِ حمایت ہے

کہاں گلزارِ طیبہ اور اے واعظ کہاں جنت
کہ اوسکا کوچہ کوچہ رشکِ صد باغِ جنت ہے

مجھے چھوڑے ہوئے جاتے ہو کیوں ای قافلے والو
مجھے بھی ہے وہیں جانا جہاں کی تمکو عجلت ہے

زیارت عالمِ رویا ہی میں ہو جائے حضرت کی
کب ایسا بختِ خفتہ ہے کب ایسی اپنی قسمت ہے

مدینے میں بلا لو بس یہی ہے آرزو دلکی
جو ارماں ہے یہ ارماں ہے جو حسرت ہے یہ حسرت ہے

پریشانی بھی یادِ گیسوئے شہ کی ہے دلجمعی
خدا کا شکر ہے وحشت بھی اپنی وجہِ راحت ہے

شمیمِ باغِ جنت جھولیاں بھر بھر کے لاتے ہیں
مدینہ جو پہنچتے ہیں شگفتہ انکی قسمت ہے

وہی دھن ہے وہی شوقِ مدینہ بعد مردن بھی
بگولا بنکے اڑ جانے کو اپنی خاکِ تربت ہے

پڑھوں اک اس زمیں اور بھی ایسی غزل زیرک

کہ بول اوٹھیں سب اہل بزم کیا جوش طبیعت ہے

کھلے ہیں داغِ ہجر شہ پسِ مردن بھی راحت ہے
ہماری قبر گویا تختۂ گلزارِ جنت ہے

دلِ پُرسوز میں ہجرِ نبی کی کب حرارت ہے
نہاں سینے میں میرے ایک خورشید قیامت ہے

تصور ہے نبی کا بند آنکھیں ہیں یہ صورت ہے
غرض کیا ہے بھری محفل سے اب خلوت ہی خلعت ہے

ہمیں پہلے پہنچ جائیں یہی ہر ایک کی نیت ہے
مدینہ جانیوالوں کو الہٰی کیسی عجلت ہے

نسیمِ صبح ہو آئی ہے شائد باغِ طیبہ سے
نہیں تو بے سبب کیوں آج اسمیں ایسی فرحت ہے

خیالِ قامت حضرت میں ہے کل کی خبر کسکو
ہمارے واسطے ہر روز فردائے قیامت ہے

غلامِ ساقیٔ کوثر رہینگے تشنہ لب کیونکر
انہیں کے واسطے تسنیم ہے کوثر ہے جنت ہے

خدا حافظ ہے اے صبحِ وطن تیری گریبانکا
ہمارے سر پہ اب ظلِّ ردائے شام غربت ہے

غبارِ کارواں بنکر پہونچ جاؤں مدینے میں
مدد درکار تھوڑی اے ہوائے دشتِ غربت ہے

ہوائے عشقِ احمد نے وہ جھاڑو دی دلمیں
غبارِ کلفتِ خاطر نہ اب گردِ کدورت ہے

گناہِ عاصیاں کہتے ہیں وہ رستہ ہے دوزخ کا
تری رحمت یہ کہتی ہے ادہر آؤ یہ جنت ہے

مقدر نارسا شہرِ مدینہ دُور ضعف ایسا
یہی ہے زندگی تو زندگی کی کون صورت ہے

جب آیا خاک اڑاتا حشر میں حضرت کا دیوانہ
قیامت والے بول اٹھے کہ یہ تازہ قیامت ہے

رخ پر نورِ شہ آئینہ قدرت ہے اے زیرک
یہاں جس دیکھنے والے کو دیکھا محو حیرت ہے

درِ حضرت پہ جبہہ سائی ہے
خوب تقدیر کی بن آئی ہے

زلفِ حضرت کی شہ جو پائی ہے — تیرہ بختی کی خاک اڑائی ہے
خاک کا پتلہ اور ہو مسجود — کچھ عجب شانِ کبریائی ہے
دُور ملک عرب قضا نزدیک — نارسائی سی نارسائی ہے
گرد راہِ مدینہ بن کے اڑوں — دلمیں اب یہ ہوا سمائی ہے
یاد پھریاد زلفِ شاہِ اُمم — دلکشائی سی دلکشائی ہے
ہر مصیبت فراقِ حضرت کی — ابتدائی بھی انتہائی ہے
جان نکلی فراق حضرت میں — جان میں جان آج آئی ہے
آسمان پر ہے اب دماغِ سخن — نعتِ حضرت لبوں پر آئی ہے
تارِ گریہ ہے عرش کی زنجیر — آبرو ہجر شہ میں پائی ہے
آستانِ رسول بلجائے — شوقِ تقدیر آزمائی ہے
پھر بڑہیں بیقراریاں دل کی — پھر مدینہ کی یاد آئی ہے
یادِ گیسوئے شاہ کے قرباں — ٹلگئی جو مصیبت آئی ہے
سوز ہے الفتِ محمدؐ کا — دل نے اچھی یہ لو لگائی ہے

اور بھی اک غزل لکھوں زیرک
آخرش طبع آزمائی ہے

شامِ فرقت میں موت آئی ہے — یارسولِ خدا دہائی ہے
کتنی باوضع ہے محبت شاہ — نہ گئی جب سے دلمیں آئی ہے
بات دلمیں ہی عشق شہ کی رہے — منہ سے نکلی کی پھر پرائی ہے

اشک نکلے فراقِ حضرت میں
داغِ عصیاں کی اب صفائی ہے

مٹکے عشقِ نبی میں نام ہوا
بات بگڑی ہوئی بن آئی ہے

خوب روئینگے عشقِ حضرت میں
کونسی اس میں جگ ہنسائی ہے

دردِ عشقِ نبی نہیں جاتا
کسطرح دل نے چوٹ کھائی ہے

جان ہجرِ نبی میں دوں کیونکر
موت سے کونسی آشنائی ہے

جلتی پھرتی ہے شامِ ہجرِ نبی
کبھی اپنی کبھی پرائی ہے

پوچھتا ہے مریضِ ہجرِ نبی
موت کیوں جور بنکے آئی ہے

گریۂ ہجرِ شاہ کے صدقے
فردِ عصیاں دُھلی دھلائی ہے

وہ انوکھا گناہ گاروں میں
میرے لینے کو رحمت آئی ہے

زندگی فراقِ شہ کے نثار
خضر کی عمر ہاتھ آئی ہے

نہ مٹے دل سے داغِ ہجرِ نبی
عمر بھر کی یہی کمائی ہے

ہوں وہ وحشی تو آرتِ حضرت
مجھ سے ملنے قیامت آئی ہے

غیب سے آتی ہے صدا زیرک
کیا غزل نعتیہ سنائی ہے

کوثر پہ میکشو کیا عجب اژدہام ہے
آنکھیں ہیں سوئے رسول ہیں گردش میں جام ہے

دلبر ضیائے روئے شہ ذی مقام ہے
سر میں ہوائے گیسوئے خیر الانام ہے

دعوت کا آج عرش پہ کیا اہتمام ہے
معراجِ مصطفےٰ کی بڑی دھوم دھام ہے

کیا چیز الفتِ شہ عالی مقام ہے
گمنامیوں سے جسکی دو عالم میں نام ہے

گھیرے ہوئی ہے رحمتِ حق پیش و پس جسے
شاید یہی تو امّتِ خیر الانام ہے

کچھ طرفہ کشمکش ہے فراقِ رسول کی
جینا ہے مجھکو تلخ تو مرنا حرام ہے

پوچھینگے حشر میں جو مجھے شافعِ اُمم
میں دوڑ کر کہونگا کہ حاضر غلام ہے

آبِ بقا ملا بھی تو کیا لطفِ زندگی
بس اس طرح کی زیست کو اپنا سلام ہے

اوٹھا بھی جائے لاغریٔ ہجرِ شاہ سے
مانا کہ حشر دُور نہیں چار گام ہے

کیوں جائیں سیرِ گلشنِ طیبہ کو چھوڑ کر
کہتے ہیں جسکو خلد وہ ہُو کا مقام ہے

محرومِ آبِ رحمتِ حق سے ہو واعظو
تم کہو جہان میں کوئی تشنہ کام ہے

لطفِ بقا جو ہے تو فنا فی الرسول میں
کیا زندگیٔ خضر علیہ السّلام ہے

کچھ رہروانِ ملکِ عدم سے نہیں غرض
ہم کو تو رہروانِ مدینہ سے کام ہے

ہجرِ نبی میں رہتی ہیں برپا قیامتیں
کتنا وسیع یہ دلِ حسرت مقام ہے

بخشائیں جسکو چاہیں خدائے کریم سے
محبوبِ کبریا کیلئے اذنِ عام ہے

کہدونگا حشر میں کہ غلامِ نبی ہوں میں
بس اک ذرا سی بات میں قصہ تمام ہے

کرتے ہیں اقتدا ہم اسی پاکباز کی
عشقِ رسولِ پاک ہمارا امام ہے

بننے لگی ہیں حلقۂ محشر کی بیڑیاں
وحشیٔ مصطفےٰ کی بڑی روک تھام ہے

رہتا ہے نعت خوانیٔ حضرت سے شاد کام
ذیرک کا اب تو شغل یہی صبح و شام ہے

خدا دل میں جگہہ دیتا ہے عزت ایسی ہوتی ہے
نبی کے چاہنے والوں کی چاہت ایسی ہوتی ہے

ملی جب مجھکو قاسمِ ازل سے الفتِ حضرت
تو سب روحیں پکار اٹھیں کہ قسمت ایسی ہوتی ہے

نبی ہے چارہ گر یادِ نبی آزارِ ہجراں میں
دوائے دردِ بیمارِ محبت ایسی ہوتی ہے

بگولے خاک بر سر پھر رہے ہیں ساری عالم میں
غبارِ دشتِ طیبہ سے کدورت ایسی ہوتی ہے

ہوا باندھی جو یادِ قامتِ حضرت نے محشر میں
قیامت کو دکھا دینگے قیامت ایسی ہوتی ہے

نہ دیکھیں دیکھ کر تمکو کسیکو یا رسول اللہ
تمھارے دیکھنے والوں کی نیت ایسی ہوتی ہے

کھونگا جان دیکر ذوقِ دیدارِ پیمبر میں
کہ ایسی آرزو ہوتی ہے حسرت ایسی ہوتی ہے

خطا کرنے پہ بھی وہ بخشتا ہے اپنی رحمت سے
خدا کو اپنے بندوں سے محبت ایسی ہوتی ہے

کسی کروٹ کسی پہلو نہیں آتا ہے چین اسکو
غمِ شہ میں دلِ مضطر کی حالت ایسی ہوتی ہے

جو گلزارِ مدینہ میں نظر آتی ہے اے واعظ
تمھیں کہدو فزائے باغِ جنت ایسی ہوتی ہے

بہ انامستِ ذوقِ بادۂ اطہر ہو تم زیرک
مگر حضرت کے متوالوں کی صورت ایسی ہوتی ہے

دلمیں پوشیدہ جو یادِ قدِ حضرت نکلی
یہ قیامت سے بھی بڑھ چڑھ کے قیامت نکلی

ہجرِ حضرت میں یہ تسکین کی صورت نکلی
دل جو قابو سے تو قبضے سے طبیعت نکلی

دم رکا جان تڑپ کر شبِ فرقت نکلی
پھر بھی دیدارِ پیمبر کی نہ حسرت نکلی

صبحِ وصلِ شہِ دیں نے وہ ہوائیں باندھیں
خاک اڑاتی مرے گھر سے شبِ فرقت نکلی

ہجرِ شہ میں مرے ارمان نہ نکلے نہ سہی
آرزو تیری تو اے شومئ قسمت نکلی

چھپ گیا خوفِ گنہ سے جو گنہگار کوئی
ڈھونڈنے کیلئے یا رب تری رحمت نکلی

تو نے اے یاسِ غمِ شہ ہمیں مرنے نہ دیا
جان دینے کی بھی کمبخت نہ حسرت نکلی

اللہ اللہ اثرِ یادِ قدِ شہ دمِ حشر
منہ چھپائے مرے آگے سے قیامت نکلی

وقت جب تنگ ہوا فرطِ گنہ سے مجھپر
مری حامی مرے مولا تری رحمت نکلی

ضبط سے کام رہا ہجر نبی میں ہمیں یاں
شکر کی جا ہی کہ منہ سے نہ شکایت نکلی

سر پہ سمجھے تھے جسے سایۂ عصیاں زیرک
صدقے اوس شان کریمی کے کہ رحمت نکلی

ہجر حضرت میں جو ہم اشک بہاتے آتے
ابر دیدۂ گریاں کی بڑھاتے آتے

سوزِ داغِ غمِ حضرت جو دکھاتے آتے
ہوش خورشیدِ قیامت کے اڑاتے آتے

خفتہ بختی درِ حضرت پہ مٹاتے آتے
اپنی سوتی ہوئی قسمت کو جگاتے آتے

رنگ دیدارِ پیمبر کا جماتے آتے
چٹکیوں پر غمِ ہجراں کو اڑاتے آتے

یادِ حضرت پہ مدینے میں نہ آنا کیسا
ٹھوکریں لاکھ ہم اس راہ میں کھاتے آتے

چل کے گلزارِ مدینہ سے ہوا کے جھونکے
کاش ہم نیند کے ماتوں کو سلاتے آتے

باندھتی وحشتِ گیسوئے پیمبر جو ہوا
خاک ہم وادیٔ طیبہ کی اڑاتے آتے

شعلۂ آہ بھڑکتے جو شبِ ہجر نبی
قلب سے تا بہ دہن آگ لگاتے آتے

دم نکلتا نہیں ہجر نبوی میں کیونکر
موت کمبخت بھی کیا مر گئی آتے آتے

ہند سے جا کے مدینے میں جو رہتے زیرک
روز دربار میں اس شاہ کے جاتے آتے

تجلیٔ نورِ پاکِ حضرت نکھر نکھر کر چمک رہی ہے
مٹا ہے دل سے جو رنگِ ظلمت تو چاندنی سی چھٹک رہی ہے

کھڑے ہیں عاصی جو پیشِ داور سروں پہ رحمت ہے سایہ گستر
کسی کے غم میں نبی ہیں ششدر کسی کو حیرت سے تک رہی ہے

جدائی شہ میں زیست کیسی یہ حالت اب نزع میں ہے اپنی
ادھر ہے طیبہ میں جان اٹکی ادھر اجل آ جھنک رہی ہے

فراقِ حضرت کے ہیں جو ساماں بھری ہے اشکوں سے چشمِ گریاں
عیاں ہے چہرے پہ یاس و حرماں نظر سے حسرت ٹپک رہی ہے

نہ کیوں ہو اب میکشی کی نیت نہ کیوں ہو لبریز جام وحدت
ابھی جنوں خیز یوں ہے حال کہ دشت طیبہ ہے اکھوں منزل
نہ کیوں ہوں ہجر نبی میں نالاں کیوں ہوں نہ بیتاب یوں سامان
فراق حضرت میں چین کیسا جما ہے سوز درون کا نقشا

کہ میرے چھایا ہے ابر رحمت ہوئی بخشش سنک رہی ہے
الٰہی اپنی یہ وحشت دل ابھی سے کیونکر اوچک رہی ہے
نزلا پہ ہے جن دل میں ارماں تو آرزو پہ سر ٹپک رہی ہے
جلیگا جس سے یہ جسم سارا وہ آگ دلمیں بھڑک رہی ہے

جو ہیں گناہوں سے خائف ابتک زمانہ کہتا ہے جسکو زیرک
نبی ہیں رحمت ادمی کی گاہک اسی کی قسمت چمک رہی ہے

میسر جنکو صبح و شام دیدار پیمبر ہے
مدینے کا سفر درپیش ہے سیدہا مقدر ہے
کبھی ہے یاد حق دلمیں کبھی یاد پیمبر ہے
فراق مصطفے میں ابر رحمت دیدۂ تر ہے
نہ کہتا تھا تو اب کہتا ہوں مجھکو کیا کوئی ڈر ہے
بھرا سر میں جو سودائے سر زلف پیمبر ہے
قیامت میں رہیں کیوں تشنہ لب حضرت کے متوالے
غم شہ میں کروں ضبط فغاں ممکن ہے لیکن
تصور رات دن ہے گرمی رخسار حضرت کا
دکھا اور دل کو جاکر سبز باغ اے واعظ نادان
زمیں پر پاؤں کیوں رکھنے لگے فرحت ایندی
نکیرین آکے میری گور میں چلائے یہ کہکر

بڑی تقدیر والے ہیں بڑا ادنکا مقدر ہے
نہ اب گردش دنوں کی ہے نہ اب قسمت میں چکر ہے
خدا کا بھی یہی گھر ہے نبی کا بھی یہی گھر ہے
نہ ڈر خورشید محشر کا نہ دوزخ کا مجھے ڈر ہے
شفاعت کا بھروسہ عاصیوں کو ہے مقرر ہے
خدا شاہد بڑی چکر میں اب قسمت کا چکر ہے
انھیں کیواسطے تسنیم ہے زمزم ہے کوثر ہے
دل مضطر کو روکوں یہ مری طاقت سے باہر ہے
ہمارا داغ دل بھی رشک خورشید محشر ہے
تری جنت کوئی گلزار طیبہ کے برابر ہے
غلامان محمد کا دماغ اب آسمان پر ہے
اسے ہم جانتے ہیں یہ ثنا خوان پیمبر ہے

خبر لے جلد تر اے ناخدائے اُمّتِ عاصی
کہ اس ٹوٹی ہوئی کشتی کا تیرے ہاتھ لنگر ہے

یہ ایسا کونسا حاجت روائے خلق آپہونچا
یہ کس کے پیش و پس یارب ہجومِ اہلِ محشر ہے

نہ کر برباد اے یاسِ شبِ ہجرِ رسول اللہ
خدا رکھے دلِ پُرآرزو میرا بھرا گھر ہے

غمِ شہ میں تڑپنے کی صدا آتی ہے کانوں میں
ترقی پر کچھ ایسا اضطرابِ قلبِ مضطر ہے

جبیں سا ہو کے ہم تقدیر کا لکھا مٹا لینگے
اگر قسمت میں اپنی آستانِ پاکِ سرور ہے

دمِ محشر ہمیں کیونکر گلہ ہو تشنہ کامی کا
ہمارے ہاتھ میں زیرک چھلکتا جامِ کوثر ہے

یہ کیا ہنگامۂ ارمانِ شبِ ہجرِ پیمبر ہے
یہ میدانِ قیامت ہے الٰہی یا مرا گھر ہے

خلش گر کس مژے کی یاد مژگانِ پیمبر ہے
غنیمت ہے کہ یہ کانٹا کھٹکتا دل کے اندر ہے

دمِ یادِ تنِ حضرت سرِ زلف عنبر ہے
ہمارا یہ جنونِ پروردۂ آغوشِ محشر ہے

نہ ہے نظارۂ طیبہ نہ دیدارِ پیمبر ہے
یہی قسمت ہے تو قسمت کا رونا زندگی بھر ہے

صدائے خیر مقدم آتی ہے صحرا کی جانب سے
مقرر پھر کوئی وحشی نبی کا گھر سے بے گھر ہے

یہ کس کی آمد آمد سے ہوئی پامال ایسی
کہ اب وہ اہلِ محشر ہیں نہ وہ میدانِ محشر ہے

مدینہ اڑکے پہونچے بھی تو پہونچے کس طرح آخر
ہمارا طائرِ دل ایک پربستہ کبوتر ہے

غمِ شہ میں پڑی ہے بیقراری اسقدر دل کی
کبھی سینہ کے اندر ہے کبھی سینہ کے باہر ہے

قیامت خیز ہے دیوانگانِ شاہ کی آمد
صدائے نالۂ زنجیر ہے یا شورِ محشر ہے

مٹائے سے نہیں مٹتے جو حرفِ ہجرِ شہ ہرگز
یہ پتھر کی لکیریں ہیں کہ تحریرِ مقدر ہے

سکوں کیسا کہاں تسکین راحت کس کو کہتے ہیں
غمِ ہجرِ نبی میں چین کا نقشہ ہوا پر ہے

وہاں روح الامین زیرِ قدم بازو بچھائے تھے
یہاں نقشِ کفِ پائے نبی آنکھوں کے اندر ہے

خدا کی شان تم بھی دون کی لینے لگے زیرک
تمہیں بھی دعوئ عشقِ نبی اللہ اکبر ہے

مزاقِ شاہ میں اب ضعف سے یہ نوبت ہے
کہ ایک سانس کا لینا ہزار دقّت ہے

درِ رسول پہ ہو خاتمہ یہ نیت ہے
طوافِ روضۂ اقدس کر دل یہ حسرت ہے

یہ عطر بیزئ عشقِ دیارِ حضرت ہے
ہر ایک سانس سے پیدا ہوائے جنت ہے

رہے تصورِ گیسوئے مصطفےٰ ہر دم
جو ہے تو کچھ یہی دلبستگی کی صورت ہے

جو پہونچے وحشئ طیبہ تو غل ہوا ہر سو
بیانِ صحنِ قیامت نئی قیامت ہے

یہ شوقِ وادئ طیبہ ہے بعد مردن بھی
ہوا کے ساتھ رواں اپنی خاکِ تربت ہے

بندھی امید زیارت کی جو وہ ٹوٹ گئی
جہاں میں مجھ سا بھی کوئی شکستہ قسمت ہے

شبِ فراق کے صدمے سہے نہیں جاتے
بلا لو طیبہ کہ اب ہند میں بری گت ہے

جو بند ہو نہ لحد میں بھی ہے وہ آنکھ مری
کسی طرح نہ کھلے جو وہ میری قسمت ہے

مسافرانِ مدینہ کا دل پکار اٹھا
وطن کی صبح سے بڑھکر یہ شامِ غربت ہے

تڑپ رہا ہوں کسی طرح بھی قرار نہیں
فراقِ شاہ میں یہ دردِ دل کی حالت ہے

یہی اک نصیب ہمارا کہ ہند میں پڑے ہیں
پہونچ گئے جو مدینہ اک اون کی قسمت ہے

اٹھا کے طیبہ سے کیوں لیچلے سوئے جنت
الٰہی مجھ سے فرشتوں کو کیا عداوت ہے

خدائی بھر سے اگر کیا گناہ گار ہوں میں
مری تلاش میں ہر دم خدا کی رحمت ہے

غلامِ ساقئ کوثر ہمیں تو ہیں زیرک

ہمارا باغ ارم ہے ہماری جنت ہے

جلتا ہے تپ ہجر سے اب دل بھی جگر بھی
حضرت کو نہیں کچھ بھی اپنے غلاموں کی خبر بھی

تاریک ہے دنیا بھی لگا ہوں میں نظر بھی
اے شام غم شاہ تو آئی مرے گھر بھی

یاد آئی ہے عارض کی سر زلف بنی ہیں
ہے روشنی شام میں کچھ نور سحر بھی

بیٹھے ہیں ابھی تھام کے دل ہم غم شہ میں
اوٹھنے کو تھا کمبخت ابھی درد جگر بھی

لیجائینگے اس یاد مدینہ کو بھی ہمراہ
تنہا تو نہ جائینگے ہم اللہ کے گھر بھی

چار آنکھیں کریں آپ سے کسطرح گنہگار
محجوب ہے دل سینہ میں نادم ہے نظر بھی

اب لطف ہے فریاد کا ہجر نبوی میں
آہوں کی سی آہیں ہیں اثر سا ہے اثر بھی

کاٹے نہیں کٹتی ہے شب ہجر محمد
اس رات کی ہوگی مرے اللہ سحر بھی

دھبہ بھی کہیں دفتر عصیاں میں نہیں ہے
کام آئے مرے حشر میں یہ دیدۂ تر بھی

اچھا ہے جو بیمار محمد کو ازل سے
لذت کش آزار رہے دل بھی جگر بھی

کیا لاغری ہجر محمد کے ہیں بیمار نگہ
جو پیش نظر ہے وہی محجوب نظر بھی

اوس کاتب قدرت کا یہ احسان بڑا ہے
لکھا مری قسمت میں مدینہ کا سفر بھی

پہونچونگا مدینے کے نہ پہونچونگا مدینے
اللہ مہم یہ مری ہوگی کبھی سر بھی

ہے اپنے مقدر میں تو اپنے شام غریبی
دیکھیں گے ان آنکھوں سے مدینہ کی سحر بھی

بیکار نہیں آہ شب ہجر محمد
کچھ بے اثری بھی ہے کچھ اس میں ہے اثر بھی

دوزخ کو کیا سرد تو فردوس کو تازہ
کچھ طرفہ تماشہ تھا مرا دامن تر بھی

کعبہ ہو کہ طیبہ ہو منور ہیں نبی سے
اک جلوۂ پر نور ادھر بھی ہے ادھر بھی

عشق رخ پر نور محمد ہے جو زیرک
ہو جائیگی اک روز شب غم کی سحر بھی

پیش نظر آئینہ رخسار نبی ہے
اب دید کے قابل مری حیرت طلبی ہے

سر میں جو ہوائے سر گیسوئے نبی ہے
اے ذوق جنوں بہر وہی وحشت طلبی ہے

اشکوں سے فزوں دل اور تپ ہجر نبی ہے
یہ آگ دبائے نہ دبے گی نہ دبی ہے

قسمت میں جو لکھی مئے دیدار نبی ہے
سرمایۂ تسنیم مری تشنہ لبی ہے

کیا عرش بریں پر ہے داغ دل وحشی
جس روز سے وابستۂ گیسوئے نبی ہے

کہنے کی ضرورت نہیں اے نازش کونین
مشہور دو عالم تری عالی نسبی ہے

یا شاہ مجھے روضۂ اقدس پہ بلا لو
آفت میں پھنسائے ہوئے دنیا طلبی ہے

بیمار ہے بیمار ہے یہ امت عاصی
یا شاہ امم آپ سے درماں طلبی ہے

کیا پیاس بجھے تشنۂ دیدار نبی کی
کوثر بھی تو اک قطرۂ دم تشنہ لبی ہے

زیرک بھی تو اس شاہ سے ہے رحم کا خواہاں
کونین میں جو رحمت عالم لقبی ہے

ضو بخش نظر حسرت دیدار نبی ہے
خورشید قیامت سے مری آنکھ لڑی ہے

شیدائے نبی جانب طیبہ سفری ہے
تقدیر سے بگڑی ہوی تقدیر بنی ہے

جب سے دل شیدا میں غم عشق نبی ہے
نالوں سے چلی ہے کبھی آہوں سے ٹھنی ہے

دن رات بسر جسے دیدار نبی ہے
قسمت ہے اسی کی وہی قسمت کا دھنی ہے

باقی ہوس لذت دیدار نبی ہے
اے بیخودی شوق ابھی تجھ میں خودی ہے

خوش ہوگئے یہ بول اٹھے ہیں طیبہ کے مسافر
جنت کی سڑک ہے کہ مدینے کی گلی ہے

جائیگی مری جان مدینے کی ہوا میں
مٹی میری برباد نہ ہوگی نہ ہوئی ہے

سچ تو یہ ہے آبادی طیبہ کی سی رونق
آنکھوں سے نہ دیکھی ہے نہ کانوں سے سنی ہے

عالم ہے یہ اب گریۂ بیمار نبی کا
بھادوں کی بھرن ہے کبھی ساون کی جھڑی ہے

کیوں برہمی بخت کی ہو ہم کو شکایت
جب عقدہ کشائی کو سر زلف بنی ہے

پڑنے کی نہیں گرد نظر بھی کبھی اس پر
آئینہ دلمیں مرے تصویر نبی ہے

سنگِ درِ حضرت پہ جبیں سائی کی حسرت
یہ جائے ادب اے سر شوریدہ سری ہے

زائر جو مدینے سے سوئے خلد رواں ہیں
شاید ملک الموت نے کچھ چال چلی ہے

دی جان خوشی سے جو مدینہ نظر آیا
اس صبح مسرت کی کہاں شام ہوئی ہے

بھر دے تو مے حب نبی ساغر دل میں
یارب تری درگاہ میں کس شے کی کمی ہے

دم بھر کا ہوں مہمان شب ہجر نبی میں
اب زیست مری شکل چراغ سحری ہے

ہیں بار گنہ لیکے مدینے کو چلا تھا
صد شکر کہ رستے ہی میں پونجی لٹی ہے

کیا ڈر ہے مرے عصیاں ہیں اگر حد سے زیادہ
اللہ کے گھر میں کوئی رحمت کی کمی ہے

لیجائینگے ہم کو بھی ملک خلد میں زیرک
ہمنے بھی غزل نعت محمد میں لکھی ہے

شعلہ زن عشق نبی جب شب غم ہوتا ہے
دل پر سوز مرا شمع حرم ہوتا ہے

سر جو عشق محمد میں جو خم ہوتا ہے
صورت سجدۂ محراب حرم ہوتا ہے

دل سے کب دور جدائی کا الم ہوتا ہے
دیکھوں کس دن سے مرے مولا کا کرم ہوتا ہے

کشتِ اُمید جہاں ہوتی ہی کیا کیا سرسبز
موجزن آپکا جب بحرِ کرم ہوتا ہے

سوئے طیبہ مجھے یا شاہ بلا لو جلدی
صدمۂ ہجر سے اب ناک میں دم ہوتا ہے

شعلۂ عشق محمد جو بھڑکتا ہے کبھی
خوف سے سرد جہنم کا بھی دم ہوتا ہے

پُر فضا کیوں نہ ہو صحرائے مدینہ کی بہار
اسکا کانٹا بھی گلِ باغ ارم ہوتا ہے

آب رحمت سے مٹا دیتے ہیں اسکو حضرت
حرف جو نامۂ عصیاں میں رقم ہوتا ہے

جبکہ آتا ہے خیالِ خمِ ابروئے نبی
یہ مرا خانۂ دل بیتِ حرم ہوتا ہے

سر میں سودائے سر زلفِ محمد ہے وہی
نہ فزوں ہوتا ہے کچھ اور نہ کم ہوتا ہے

عاصیو ٹھہرو نہ گھبراؤ کہ آتے ہیں نبی
مغفرت کا ابھی سامان بہم ہوتا ہے

تلخیٔ ہجر نبی نے وہ اثر بخشا ہے
شہد سے بڑھکے مرے حلق میں سم ہوتا ہے

سرِ تسلیم جھکا رہتا ہے سجدے کیلئے
جب تصور میں ترا نقشِ قدم ہوتا ہے

کیا غمِ ہجرِ محمد سے ہو سیری دل کو
ہو زیادہ سے زیادہ بھی تو کم ہوتا ہے

دیکھکر دور سے وہ روضۂ اقدس زیرک
تیز ہر قافلے والیکا قدم ہوتا ہے

کیا مجھ سے ثنا ہو تری یارب میں قطرہ ہوں دریا تو ہے
مجبور رہوں میں مختار ہے تو بندہ ہوں میں مولا تو ہے

صناع ازل ہے لقب تیرا صانع کل خلقت کا تو ہے
خالق تو ہے رزاق تو ہے مولا تو ہے داتا تو ہے

یہ ارض و سماں یہ شمس و قمر یہ عرش و کرسی لوح و قلم
اک لفظِ کن سے بنے تیری کیا قدرت والا تو ہے

دنیا میں نہ ہمسر ہے تیرا عقبیٰ میں نہ ثانی ہے تیرا
ہے ذات دوئی سے پاک تیری کونین میں یکتا تو ہے

وہ جذبِ ذوقِ دید اپنا غفلت میں رنگ جما آئے
سوئے تو تصور تھا تیرا جب آنکھ کھلی دیکھا تو ہے

کیوں ہمسے حجاب اوٹھے تیرا ہم ظاہری آنکھوں سے دیکھیں
بخشی ہے جنھیں چشمِ باطن اُن سب سے بے پردہ تو ہے

بخش اپنے کرم سے زیرک کو یہ بندۂ ادنیٰ ہے تیرا
ہر افضل سے افضل تو ہے ہر اعلیٰ سے اعلیٰ تو ہے

عاصیوں کی حشر میں جب عفو فرمائی ہوئی
رحمتِ باری بھی کیا کیا جوش پر آئی ہوئی

نزع میں محبوبِ عصیاں سے جو تنہائی ہوئی
موت بھی آ گئی بالیں پر تو شرمائی ہوئی

کیوں نہ دریا کی طرح مضمون جنت ہو رواں
رک نہیں سکتی طبیعت جوش پر آئی ہوئی

بیخودی عشقِ مولا کی بندھی جب دم ہوا
دور دل سے خود پسندی و خودآرائی ہوئی

وادیٔ پُرخارِ طیبہ میں اوٹھائی خوب لطف
خوب ہی جوشِ جنوں میں دشت پیمائی ہوئی

رنگ و بو میں تھی گلِ گلزارِ جنت سی سوا
جو کلی تھی گلشنِ طیبہ کی کملائی ہوئی

جب سمائے سر میں سودائے سرِ زلفِ نبی
دور ہو جائے نہ کیوں سر سے بلائی ہوئی

دیکھ آئی ہیں جو رخسارِ پیمبر کی بہار
واپس آتی ہیں نگاہیں اپنی اترائی ہوئی

کیوں اوٹھاؤں سر کو زیرک آستانِ پاک سے
مدتوں کے بعد حاصل اب جبیں سائی ہوئی

جب سے ہے یادِ نبی کی جلوہ فرمائی ہوئی
حسرتیں پھرتی ہیں کیا کیا دل میں اترائی ہوئی

داغِ عشق سے کھلے پھر نزہت افزائی ہوئی
پھر دلِ صرفِ خزاں میں ہے بہار آئی ہوئی

ہاتھ آیا کچھ نہ بیمارِ پیمبر کا سراغ
پھر گئی سر پار کر آخر قضا آئی ہوئی

حشر میں خوش ہوں کیوں مستِ ولائے مصطفےٰ
دیکھتے ہیں سر پہ رحمت کی گھٹا چھائی ہوئی

داورِ محشر کے آگے اسطرح عاصی گئے
سر جھکائے تھے نگاہیں بھی تھیں شرمائی ہوئی

دلمیں رکھ لی ہے چھپا کر الفتِ شاہِ زمن
ہاتھ سے جانے نہ دی دولت یہ ہاتھ آئی ہوئی

ہم نہ صحرائے مدینہ کو کہیں گے خیرباد
دور اگر سر سے ہوائے دشتِ پیمائی ہوئی

دشت گردی مدینہ اپنی آخر آئی کام
باعثِ سرسبزیٔ خار آبلہ پائی ہوئی

ساتھ دیگی کیا تلاشِ راہِ طیبہ میں مرا
اک نگاہِ جستجو سو ٹھوکریں کھائی ہوئی

کم سے کم نعت نبی کہنے کے انداز آگئے
کیوں کہیں بیکار اپنی خامہ فرسائی ہوئی

رہبر راہِ مدینہ اور ہم سے ناتوان
آج یہ اپنی طبیعت ہے کدھر آئی ہوئی

کی اشاروں ہی اشاروں میں خیالِ شہ سے بات
یہ خموشی بھی میری صد رشکِ گویائی ہوئی

تھا پریشاں پیشتر ارمانِ دیدارِ رسول
اب تمنا پھر رہی ہے دلمیں گھبرائی ہوئی

مٹتے ہی شامِ غمِ شہ صبحِ محشر آگئی
اور یہ آفت نئی ہے جان پر آئی ہوئی

ملکے زیرک سے سرِ محشر یہ بولے اہلِ حشر
آج مداحِ پیمبر سے شناسائی ہوئی

عشق اگر اوس بادشاہِ دوسرا کا دل میں ہے
سچ تو یہ ہے دولتِ دنیا و عقبیٰ دل میں ہے

ذوقِ نظارہ ہے حسرت ہے تمنا دل میں ہے
کیا بتائیں آپ کو حضرت کہ کیا کیا دل میں ہے

قبر سے اوٹھتے ہی خوشخبری شفاعت کی ملی
کیوں کہوں اب پرسشِ محشر کا کھٹکا دل میں ہے

حسرتِ مردہ کو ہجرِ شہ میں تو رو رو ہو چکے
آرزو کا اور اک جیتا جنازہ دل میں ہے

سر بسجدہ ہیں جو سنگِ آستانِ شہ پہ ہم
سجدہ ریزی کی تمنا بھی جبیں سا دلمیں ہے

صدمہائے ہجر شہ کیا دل میں پھوڑا بن گئے
ٹیس کیوں ہونے لگی یہ درد کیسا دل میں ہے

یاد بن بن کر سمائی ہے ہوائے زلف شاد
سر میں جو رہتا تھا پہلے اب وہ سودا دل میں ہے

پھر ہوا ہے ہند سے طیبہ پہونچنے کا خیال
پھر وہی سیر مدینہ کی تمنا دل میں ہے

وسعت وصف نبی لفظوں میں لفظ اندر خیال
بندھے کوزے میں دریا اور کوزا دل میں ہے

دیکھ کر دیدار حضرت پھر بھی ہے ارمان دید
شوق جو دل میں سمایا تھا وہ دلکا دل میں ہے

بخشوا کر عاصیوں کو رحمت پروردگار
کہتی ہے اب اور کچھ باقی تمنا دل میں ہے

ہو گیا کیا آمد یاد نبی سے انقلاب
داغ حسرت کی جگہہ نقش کف پا دل میں ہے

مجھ کو اب ہرگز نہیں برق تجلی کی تلاش
طور پر موسیٰ نے جو دیکھا وہ جلوا دل میں ہے

سینہ سوزاں ایسی ہے زیرک آتش ہجر نبی
اک پھپھولا ہے جگر میں اک پھپھولا دل میں ہے

ساکن کعبہ مدینہ بھی برابر جاتے
کبھی اس گھر میں یہ رہتے کبھی اس گھر جاتے

تشنہ کامان نبی پیاسے اگر مرجاتے
قبر سے اوٹھ کے یہ سیدھے لب کوثر جاتے

ہاتھ خالی نہ مدینے سے ہم آ کر جاتے
لوٹ کر دولت دیدار پیمبر جاتے

دیکھتے بیخودی شوق میں بھی روئے نبی
کام اگر ہوش و حواس اپنے ذرا کر جاتے

جا کے گلزار مدینہ میں پہونچتے پئے سیر
جب کبھی خلد سے ہم خلد کے باہر جاتے

دیکھتے شان شفاعت کے کرشمے عاصی
ہو کے شرمندہ اگر پیش پیمبر جاتے

آپ اگر بخشش امت کا اوٹھاتے بیڑا
جاتے جنت میں گنہگار برابر جاتے

ضعف بڑھتا غم عشق نبوی کا تو کیا
گرتے پڑتے ہوئے ہم بھی دم محشر جاتے

جرم عصیاں کی نہ تعذیر کے سنتا احکام
شور محشر سے میرے کان اگر بھر جاتے

یاد فرماتے جو سلطان مدینہ ہم کو
شوق دیدار میں ہم آنکھوں سے چلکر جاتے

ہے گناہوں سے یہ کچھ بیم و رجا کی حالت
خوف کھاتا ہوں میان صف محشر جاتے

کیوں نہ مرقد میں نکیرین کو بتلا دیتے
نام پاک آپکا جب کرکے ہم از بر جاتے

کرتے ناکامئی قسمت کا نہ شکوہ زائر
گر مدینے کو یہ برگشتہ مقدر جاتے

روکتا ہمسکو بھلا کون در جنت پہ
قدسیوں کا ہم اگر بھیس بدل کر جاتے

کرتے طیبہ میں بلا کر جو سرافراز نبی
خرخشے تیرے سبا ہے بخت نگوں بھر جاتے

کرتے وحشی نبی اور قیامت برپا
خاک اوڑاتے ہوئے جدھر سر محشر جاتے

لوٹتے دولت دیدار پیمبر ایسی
دیکھتے دیکھتے دامان نظر بھر جاتے

کچھ مدینہ میں پہونچنا اُنھیں دشوار نہ تھا
لاغر ہجر نبی اڑکے ہوا پر جاتے

رہتے زنداں میں نہ وحشی نبی اے زیرک
بیڑیاں توڑکے یہ پھینک کے لنگر جاتے

یاد جب زلف نبی ہر دو سرا آتی ہے
دور ہو جاتی ہے جو سر پہ بلا آتی ہے

ذکر مولا میں یکایک جو قضا آتی ہے
وہ بھی دیتی ہوئی یا ہو کی صدا آتی ہے

نزع کے وقت اگر یاد خدا آتی ہے
ہچکیوں سے مری حق حق کی صدا آتی ہے

غنچۂ خاطر رضواں کو کھلا آتی ہے
خلد ہوتی ہوئی طیبہ کی ہوا آتی ہے

دشت طیبہ میں جو سو جاتا ہے زائر کوئی
نیند کے جھونکوں میں جنت کی ہوا آتی ہے

کشمکش ہے غم آزار نبی کی ایسی
جان جاتی ہے نہ کمبخت قضا آتی ہے

ہوں وہ شرمندۂ عصیاں کہ نبی کے آگے
سر اٹھاتے ہوئے بھی مجھ کو حیا آتی ہے

ڈھونڈھتی ہے درِ حضرت پہ رسائی کی سبیل
ہو کے مایوسِ اجابت جو دعا آتی ہے

ہجرِ شہ میں مری برگشتہ نصیبی دیکھو
موت بھی آتی ہے تو مجھ سے خفا آتی ہے

نزع کے وقت میں اے یادِ شہنشاہِ زمن
دیکھیں تو آتی ہے پہلے کہ قضا آتی ہے

پیچ کھولیگی یہ گیسوئے نبیؐ کے کیونکر
خود جو بل کھاتی ہوئی موجِ صبا آتی ہے

جب کبھی جاتی ہے بیمارِ نبیؐ کی فریاد
کنگرے عرشِ معلیٰ کے ہلا آتی ہے

گرتی پڑتی ہوئی آتی ہے بڑی مشکل سے
لب پہ جو ضعفِ غمِ شہ میں دعا آتی ہے

ایک لمحے میں بساتی ہے مشامِ عالم
عطر بیز ایسی مدینہ کی ہوا آتی ہے

یادِ گلزارِ مدینہ میں بہاتا ہوں سرشک
خندۂ گل کی جو کانوں میں صدا آتی ہے

پانی پانی نہ خجالت سے ہوں عاصی کیونکر
شرم سی شرم پسِ عذرِ خطا آتی ہے

جان دیں کیوں نہ غمِ شہ میں خوشی سے بیمار
یعنے جی جاتا ہے وہ جبکی قضا آتی ہے

منقسم ہوتی ہوئی آتی ہے رحمت مجھ تک
پھر بھی حصہ میں مرے سب سے سوا آتی ہے

سانس چلتی ہے تو بڑھتا ہے جنونِ غمِ شہ
دل دھڑکتا ہے تو وحشت کی صدا آتی ہے

نعتِ پاکِ نبوی ہے کہیں پڑھتا زیرکؔ
مرحبا صلِ علےٰ کی جو صدا آتی ہے

دل میں خیالِ زلفِ شہِ دو جہاں رہے
دیوانگی میں ہوش کا پہلو عیاں رہے

سوزِ غمِ نبی میں جو لب پر فغاں رہے
دامن کشیدہ ہم سے نہ کیوں آسماں رہے

یوں اضطرابِ فرقتِ حضرت عیاں رہے
سینے میں دل رہے نہ دہن میں زباں رہے

جنت میں بھی نہیں ہیں مدینے کی راحتیں
نکلے یہاں سے کوئی تو جا کر کہاں رہے

کیونکر ہو سرِ طالب و مطلوب آشکار
جبرئیل سا امین اگر راز داں رہے

دنیا میں بھولے اور نہ عقبیٰ میں آپ کو
حضرت کی یاد ہی میں رہے ہم جہاں رہے

تھا آئے آگئے ہم سے مدینے کا قافلہ
ہم پیچھے پیچھے گردِ رہِ کارواں رہے

تسکین ہو فراقِ پیمبر میں کس طرح
سینے میں دل جو صورتِ برقِ تپاں رہے

اب ہم کو مل گئی ہے مدینہ کی سرزمیں
اگلے خیال میں کہیں آسماں رہے

ہوگا میانِ حشر جو دیدارِ مصطفیٰ
اُس وقت جائیں اُمتِ عاصی کہاں رہے

بھڑکی ہے ہجرِ شہ میں مری آہ شعلہ بار
اب مجھ سے دور دور ذرا آسماں رہے

رویا میں لوٹیں دولتِ دیدارِ شاہِ دیں
پردہ نہ بیخودی کا اگر درمیاں رہے

مٹ جاؤں عشقِ شہ میں تو شہرت رہے مری
اس طرح بے نشاں ہوں کہ نام و نشاں رہے

سجدہ اگر کریں تو درِ شہ پہ اُمتی
زیرِ جبیں ہے تو وہی آستاں رہے

کیا کیا نہ کھائیں جادۂ طیبہ میں گردشیں
صرف ایک مری نظر میں نو آسماں رہے

آئی اگر ہے یادِ نبی تو زہے نصیب
اب عمر بھر یہ دل میں مرے مہماں رہے

زیرک جو چشمِ لطفِ پیمبر ہو دائمی
پھر کیوں خیالِ رنج و غمِ جاوداں رہے

ہجرِ حضرت میں گئے جاں سے جانے والے
کہ اجل کے نہ تھے احسان اٹھانے والے

پاکے ایمان ہوئے خلد کے پانے والے
خوش نصیب ایسے تھے حضرت کی زمانے والے

کون ہے جا کے مدینہ میں نہیں دلچسپی
جوق در جوق چلے آتے ہیں آنے والے

آس توڑینگے نہ محشر میں گنہگاروں کی
آپ بخشش کی ہیں امید بندھانیوالے

آبرو اونکی بڑھائیگا خدا حشر کے دن
ہجر حضرت میں جو ہیں اشک بہانیوالے

ابتدائے غم شہ کا جو نتیجہ سمجھے
ہم تھے آغاز میں انجام کے پانیوالے

یاس دیدار نبی درد فراق حضرت
یہ وہ صدمے تھے کہ تھے مٹی اوڑانیوالے

یا نبی آپ ہیں محشر میں بوقت پرسش
بات بگڑی ہوی امت کی بنانیوالے

کر سکیگا انھیں گمراہ نہ ابلیس کبھی
امتی آپ کے دہوکا نہیں کھانیوالے

دیکھیں وارفتگی دید میں کیونکر دیدار
خود کو کھو بیٹھے ہیں آپ کے پانیوالے

جو فنا ہو گئے عشق نبوی میں زیرک
ہائے کیا لوگ تھے وہ اگلے زمانیوالے

گم ہوں ہم عشق پیمبر میں تو کیا ملتا ہے
منزل رمز حقیقت کا پتا ملتا ہے

درد ہجر نبوی دل سے جو آ ملتا ہے
خوب آزار محبت کا مزا ملتا ہے

ہوں فنا عشق نبی میں تو خدا ملتا ہے
زندگی سے ہمیں مرنے میں مزا ملتا ہے

گر یونہیں تیز قدم رہبر طیبہ کے رہے
قافلے والوں سے دم بھر میں جا ملتا ہے

بس کے آتی ہے شمیم گل طیبہ سے جو تو
لطف کیا کیا ہمیں اے باد صبا ملتا ہے

شکر کیونکر نہ بجالائیں ہم اوس مولا کا
جسقدر مانگتے ہیں اوس سے سوا ملتا ہے

دم نکلنے بھی دو بیمار نبی کا اے خضر
تشنۂ مرگ کو کیوں آب بقا ملتا ہے

خاک اڑاتے ہیں جو یوں وادی طیبہ کی مدام
جانیں کیا وحشیوں کو اس میں مزا ملتا ہے

کیوں نہ ملتا ہمیں دیوانۂ حضرت کا سراغ
دہونڈھنے والے کو کہتے ہیں خدا ملتا ہے

ہاتھ اٹھانے میں بھی ہے بے ادبی کا پہلو
یہ بھی موقع ہمیں ہنگامِ دعا ملتا ہے

ڈھونڈھتی پھرتی ہے زیرک جو رحمت سرِ حشر
کہیں گم گشتۂ عصیاں کا پتہ ملتا ہے

یادِ چشمِ ساقیٔ کوثر جو درد انگیز ہے
کوئی دم میں ساغرِ ہستی مرا لبریز ہے

زندگی سے یاس ہے خنجرِ اجل کا تیز ہے
عشقِ ابروئے پیمبر کیا ہی حسرت خیز ہے

شعلۂ ہجرِ نبی سینے میں آتش ریز ہے
خیر ہو یارب ہوائے غم کا جھونکا تیز ہے

سانس لینے سے غمِ شہ میں بھڑکتا ہی جنوں
آمد و شد بھی نفس کی اب تو وحشت خیز ہے

دل میں اٹھتا ہے جو نعتِ سرورِ عالم کا جوش
توسنِ طبعِ ثنا گر کے لئے مہمیز ہے

داورِ محشر جدھر کھینچیگا جاؤنگا چلا
شوقِ جنت ہے نہ دوزخ سے مجھے پرہیز ہے

دامن افشاں ہے دلِ پُرسوز ارماں بار بار
ہجرِ حضرت میں جو شمعِ آرزو گلریز ہے

حشر میں کیونکر ہوں منکر دیکھکر فردِ گناہ
نامۂ اعمال پر میری دستاویز ہے

کر رہا ہے چرخ ہجرِ شہ میں ارمانوں کا خوں
یہ بڑا سفاک ہے ظالم بڑا خونریز ہے

دل میں دھیان آتے ہی کانپ اٹھتا ہے دل اے عاصیو
خوف بھی روزِ قیامت کا قیامت خیز ہے

مہرباں ہے داورِ محشر کرم فرما نبی
ہے مقدر زور پر زیرک کا قسمت تیز ہے

صدمۂ دردِ محبت سے نہ تڑپا کرتے
جان دیتے غمِ حضرت میں تو اچھا کرتے

اضطرابِ غمِ شہ یوں بھی دکھایا کرتے
کبھی گھبرا کے ہم اٹھتے کبھی بیٹھا کرتے

یاد رخسار پیمبر میں یہ حیرت بڑھتی
آئینہ ہم کو ہم آئینے کو دیکھا کرتے

دل کو ہجر نبوی میں جو نہ دیتے تسکین
نختۂ مشق غم حوصلہ فرسا کرتے

تنکے چنواتی جو دیوانگی عشق نبی
خار صحرا کا ہم اک دم میں صفایا کرتے

جن مریضوں کا مسیحا سے نہ ہوتا درماں
آپ اک خاک کی چٹکی میں بس اچھا کرتے

کیوں نہ ہم کرتے مدینے کے سفر میں جلدی
قافلے والے چلے جاتے تو پھر کیا کرتے

بخشواہی لیا اللہ سے سب کو دم حشر
اور آپ امت عاصی کے لئے کیا کرتے

مشغلہ تھا یہی اپنے لئے اچھا زیرک
نعت حضرت نہ اگر لکھتے تو ہم کیا کرتے

میں جو لیتا ہوں نبی کا نام اوٹھتے بیٹھتے
دور ہوتے ہیں غم و آلام اوٹھتے بیٹھتے

ہجر حضرت کے ستیں اوہام اوٹھتے بیٹھتے
ہم نہوں صرف خیال خام اوٹھتے بیٹھتے

بخش دی راہ مدینہ نے توانائی ہمیں
اب نہیں ہم ضعف سے ہر گام اوٹھتے بیٹھتے

درد اوٹھاتا ہے غم شہ میں بٹھا دیتا ہے ضعف
ہوتے ہیں ہم مورد الزام اوٹھتے بیٹھتے

جمع ہوتے شہر طیبہ میں جو زائر ایکجا
جا کے ہم بھی اونمیں صبح و شام اوٹھتے بیٹھتے

شام ہجر مصطفیٰ میں رو کے کرتے ہیں سحر
نالے کرتے ہیں جو صبح و شام اوٹھتے بیٹھتے

ساتھ تیرے چل سکینگے کیا یہ بیمار نبی
آئینگے ای مرگ ضعف انجام اوٹھتے بیٹھتے

پستی ہجر نبی میں ہونگے اکدن سرفراز
لینگے ہم ناکامیوں سے کام اوٹھتے بیٹھتے

عشق حضرت میں جو ناکام تمنا ہم رہے
چھیڑتا ہے بخت نافرجام اوٹھتے بیٹھتے

کیا عجب ہے جادۂ طیبہ میں دیں گردشیں
گھورتا ہے چرخ نیلی فام اوٹھتے بیٹھتے

سیر کیا مست و لائے شہ ہوں اک دو جام سے
یہ تو پی لیتے ہیں ایسے جام اوٹھتے بیٹھتے

ہیم قد اوٹھتے پئے تعظیم آنکھو ٹہا ٹیک کر
دیکھتے ہم قوت ابہام اوٹھتے بیٹھتے

عشق حضرت میں اگر چکر نہ دیتا یہ فلک
بنتے اے زیرک سب اپنے کام اوٹھتے بیٹھتے

لوں حبیبِ کبریا کا نام اوٹھتے بیٹھتے
شغل ہو میرا یہ صبح و شام اُٹھتے بیٹھتے

پورے سنت کے کروں احکام اوٹھتے بیٹھتے
ختم کر لوں حجت اسلام اوٹھتے بیٹھتے

حرف جو آدابِ نعتِ شہ میں لکھے یہ قلم
لفظ میں ہوں صورت ادغام اوٹھتے بیٹھتے

لبتک آ آکر پلٹ جاتی اگر کوثر کی موج
جوش میں حضرت کے دُرِ آشام اوٹھتے بیٹھتے

ابتدا ہی میں غمِ حضرت کی پاتے انتہا
دیکھتے آغاز کا انجام اوٹھتے بیٹھتے

سرکشی کرتا جو گردوں ہم سے ہجرِ شاہ میں
باندھتے آہوں کی ہم بھی لام اوٹھتے بیٹھتے

ولولے اوٹھتے جو دل میں ہا درِ شاہ کے
یہ اوٹھائے پردہ ایہام اوٹھتے بیٹھتے

دردِ عشقِ مُصطفےٰ میں ضبط اگر ہوتا شریک
جھیلتے ہم صدمہ آلام اوٹھتے بیٹھتے

پاتے ہیں تسکین جو یادِ شہ سے بیمارانِ عشق
دیکھتے ہیں صورتِ آرام اوٹھتے بیٹھتے

ہجرِ سردارِ دو عالم میں ہے اپنا جی چلا
آ رہے ہیں موت کے پیغام اوٹھتے بیٹھتے

کیوں نہ تسبیح آپ کے اسمِ مبارک کی پڑھے
ایکا یہ بند ڈبے دام اوٹھتے بیٹھتے

حال سوزِ ہجرِ حضرت کا جو کرتے ہم رقم
چھالے کاغذ پر دم ارقام اوٹھتے بیٹھتے

بزم میں زیرک جو پڑھتا ہوں میں نعتِ مصطفےٰ
واہ سب دیتے ہیں خاص و عام اوٹھتے بیٹھتے

یا نبی نکلے تو نکلے دم تمھارے سامنے
جان سے جائیں تو جائیں ہم تمھارے سامنے

ہو تو ہو اظہارِ دردِ غم تمھارے سامنے
حسرت مردہ کا ہو ماتم تمھارے سامنے

نزع میں جب ٹوٹتا ہو دم تمھارے سامنے
یا نبی کہکر پکاریں ہم تمھارے سامنے

آبرو رکھ لیجئے یا شافعِ روزِ جزا
آئیں جب محشر میں گریاں ہم تمھارے سامنے

جو مری قسمت میں ہونی ہو وہ ہو کچھ غم نہیں
ہو مگر یا سرورِ عالم تمھارے سامنے

تشنگانِ شربتِ دیدار سے ایما یہ ہے
دیکھ لو ہیں کوثر و زمزم تمھارے سامنے

سن لیں گفتارِ لبِ معجز نما دم بھر اگر
منھ نہ کھولیں عیسی مریم تمھارے سامنے

زایرو کیا مرتبہ پایا ہے تمنے دہر میں
ہو رہا ہے اب فلک بھی خم تمھارے سامنے

کشتی اُمت بھنور میں ہے خدارا المدد
یوں غریقِ بحرِ غم ہوں ہم تمھارے سامنے

رحمتِ حق اور گناہِ عاصیاں یا شاہِ دین
دونوں ملکر آئینگے باہم تمھارے سامنے

گو نہو گی ضعف سے چلنے کی طاقت حشر میں
گرتا پڑتا آؤنگا تاہم تمھارے سامنے

تم اگر چاہو تو کیون جمعیتِ خاطر نہو
چیز کیا ہے طالعِ برہم تمھارے سامنے

بزمِ غم دنیا ہے زیرک محفلِ عشرت نہیں
روز ہے ہنگامۂ ماتم تمھارے سامنے

تجلی ریز جب سے دل خیالِ غوث اعظم ہے
مزے کی لذت دردِ فراقِ غوث اعظم ہے
وہی یا دشہ جیلان میں ہے وارفتگی دل کی
درِ حضرت تک اپنی بھی رسائی ہو ہی جائیگی

ہمارا اب دل وادیٔ ایمن سے کیا کم ہے
مزے کی چھیڑ ہے لطفِ خراشِ ناخنِ غم ہے
مرے اجڑے ہوئے گھر میں یہی تو نکا عالم ہے
کبھی ہم بھی پہنچ ہی جائینگے دم میں اگر دم ہے

تصور آپ کا ہے لو لگی ہے آپ کی جانب
نہ جینے کی خوشی ہے اب نہ مرنے کا مجھے غم ہے

مدد اے گریہ تیرے ہاتھ ہے اب آبرو اپنی
ادھر سوداغ عصیاں ہیں ادھر اک دیدۂ نم ہے

رہیگی سرد ہو کر ایک دن نار جہنم بھی
تلاطم خیز اگر جوشِ سرشکِ دیدۂ نم ہے

مزا ہوگا کہیگا جب یہ رضوان دیکھکر مجھکو
اسے روکو نہ ہرگز یہ غلامِ غوثِ اعظم ہے

اسی سے اکتسابِ نورِ ایماں ہے زمانے میں
فروغِ روئے عالمتاب حضرت کا تا عالم ہے

نگاہیں جھک رہی ہیں پائے بوسی کیلئے کیا کیا
خدا رکھے تصور میں خیالِ غوثِ اعظم ہے

تسلی دہ غم حضرت میں ہیں بیتابیاں زیرک
ہماری بیقراری میں بھی اک تسکین کا عالم ہے

سرِ شوریدہ میں جب سے ہوائے زلفِ پُر خم ہے
زباں پر میری جاری سورۂ واللیل ہر دم ہے

گدائے شاہ ہوں الفقر فخری ہے مری دولت
مرے کشکول کا اب ٹکڑا ٹکڑا ساغرِ جم ہے

کبھی تو اس دلِ مشتاق میں ہو جلوہ فرمائی
خبر لو بادشۂ جیلاں ہجومِ حسرت و غم ہے

تمھاری طالبِ دیدار آنکھیں ہیں خدا شاہد
گذرتا ہے تمھاری یاد میں یا غوث جو دم ہے

فراقِ شاہ میں اشکِ مسلسل رک گئے کیونکر
تجھے کچھ آبرو کا پاس بھی اے دیدۂ نم ہے

جہانتک شوقِ پابوسِ شہِ والا ہو اے دل ہو
زیادہ سے زیادہ ہو اگر تو بھی کم از کم ہے

کوئی پہلو نہیں دل میں خوشی کا ہجرِ مولا میں
ادھر ارماں کا رونا ہے ادھر حسرت کا ماتم ہے

مٹا ڈالے سب بکھیڑے بیخودیٔ عشقِ مولا نے
خوشی کی کچھ خوشی ہے اب نہ کچھ غم کا مجھے غم ہے

فروغِ شمعِ دینِ شاہ نے ثابت کیا ہم [illegible]
فقط اک ٹمٹماتا سا چراغِ ابنِ مریم ہے

جہاں کی شہرت و توقیر [illegible] فائدہ زیرک

غلامِ غوثِ اعظم ہوں یہی توقیر کیا کم ہے

بسِ مردن جو یادِ قامتِ شہ دلنشیں نکلی — زمینِ قبر بھی صحنِ قیامت کی زمیں نکلی
غمِ شہ میں شرر سے برق سے کچھ کم نہیں نکلی — دلِ پُرسوز سے اپنے جو آہِ آتشیں نکلی
ہوائے زلفِ شہ کیا کیا ترقی آفریں نکلی — گریباں میں گریباں آستیں میں آستیں نکلی
فلک سر پر اٹھا پاؤں کے نیچے سے زمیں نکلی — قیامت کی خبر بھی کیا قیامت آفریں نکلی
جو ڈھونڈا بعدِ مرگ آوارگانِ عشقِ مولا کو — کفن نکلا کہیں لاشہ کہیں تربت کہیں نکلی
نہ پہونچی عاصیوں سے زاہدوں تک بڑھ کے محشر میں — نگاہِ چشمِ رحمت بھی عجب کوتاہ بیں نکلی
جو دیکھا اک نظر وہ روضۂ پر نور شہ تو کیا — مری حسرت نہ اب تک اے نگاہِ واپسیں نکلی
نہ ٹوٹا تارِ دم بھر وحشتِ عشقِ پیمبر میں — گریباں سی کے جب فارغ ہوئے تو آستیں نکلی
رسائی آتے آتے ہو گئی دربارِ حضرت میں — یہی اپنی تمنا تھی جو وقتِ واپسیں نکلی
بڑھے دستِ جنوں جب وحشتِ عشقِ پیمبر میں — اڑے دامن کے پرزے گر سلامت آستیں نکلی
چھپائے سے چھپا کب گریۂ بے اختیار اے دل — غمِ حضرت میں تر اشکوں سے اپنی آستیں نکلی
خیالِ روئے شہ بیتابیوں پر چارہ گر نکلا — یہ اک تسکین کی صورت اے دلِ دردآفریں نکلی
لگایا قہقہہ دامن نے صحرائے مدینہ میں — الجھ کر خارِ وحشت سے جو اپنی آستیں نکلی
نکل جاؤں مدینہ سے ابھی میں کس طرح آخر — مرا ارماں نہیں نکلا مری حسرت نہیں نکلی

دمِ مردن یہ حالت ضعفِ ہجرِ شہ سے تھی زیرک
بڑی مشکل سے جسمِ زار سے جانِ حزیں نکلی

اضطرابِ عشقِ حضرت ہے جنوں کا جوش ہے — صورتِ برقِ تجلی قلبِ وحشت کوش ہے

رحمتِ باری سرِ محشر جو عصیاں پوش ہے
مغفرت سے ہر گنہگار آج ہم آغوش ہے

ضعفِ آزارِ نبی گو لاکھ غفلت کوش ہے
ہمتِ بیمارِ غم سازِ ہواس و ہوش ہے

جلوۂ دیدارِ شہ کا لطف کیا غفلت میں آئے
بیخودی پھر بیخودی ہے ہوش پھر بھی ہوش ہے

داغِ ہجرِ مصطفےٰ سے ہے جو سینہ پُر بہار
اس دلِ مردہ کی تربت سر بسر گلپوش ہے

بلبلِ سدرہ نہ کیوں ہو وصفِ شہ میں نغمہ سنج
ہر گلِ فردوس سننے کو سراپا گوش ہے

بزمِ کثرت میں فروغِ صبحِ وحدت دیکھکر
دم بخود پروانے ہیں شمعِ سحر خاموش ہے

جان دینے کو جو آمادہ ہوں ہجرِ شاہ میں
وائے قسمت عین موقع پر اجل روپوش ہے

بڑھ رہی ہے بیخودی ہنگامِ دیدارِ رسول
کون اب دل کو سنبھالے کس کو اتنا ہوش ہے

آنکھ میں آیا تصور جب رسول اللہ کا
ہو کے خوش کہنے لگا کیا خانۂ خس پوش ہے

عاصیوں سے سہل ہیں طے کیا ہو راہِ پلصراط
دوش پہ گٹھری گناہوں کی وبالِ دوش ہے

عاصیوں کا کیوں رہے پردہ نہ زیرِ کس حشر میں
چادرِ رحمت سرِ محشر جو عصیاں پوش ہے

بیقراریٔ غمِ شہ میں جو پرّاں ہوش ہے
طائرِ رنگِ پریدہ آشیاں بر دوش ہے

وحشتِ عشقِ نبی میں کس کو اس کا ہوش ہے
دوش پر ہے پیرہن یا پیرہن پر دوش ہے

ایک حالت پر ہے مستِ ساقیٔ کوثر کا حال
ہوش میں آتا نہیں مدہوش کا مدہوش ہے

دیکھ لوں جی بھر نہ کیوں برقِ تجلی کی بہار
موسیٔ عمراں تو تھے بیہوش مجھکو ہوش ہے

دل ہے سینہ میں تو دل میں ذوقِ دیدِ نبی
پرورش اس طفل کی آغوش در آغوش ہے

رب ارنی کہہ کے اب موسیٰ کبھی کی کیا سنیں
لن ترانی کی صدا صرفِ حجابِ گوش ہے

ہجر حضرت میں نہیں ہیں سو جب فریاد و فغاں
درد دلمیں ہے تو لب پر نالۂ پر جوش ہے
چادر گرد مدینہ سے چھپا لیتا ہوں منھ
بس یہی ہے پردہ دار اپنی یہی تن پوش ہے
خود کو پاتا ہوں جو دربار نبی میں باریاب
خواب غفلت ہے الٰہی یا کہ مجھکو ہوش ہے

روز تو زیرک سناتا تھا مجھے نعت نبی
آج اسکو کیا ہوا ہے کس لئے خاموش ہے

عاصی جو منفعل ہیں پیمبر کے سامنے
کس منہ سے جائیں داور محشر کے سامنے
چھپتے غم و الم در سرور کے سامنے
لوٹا ٹھگوں نے ہائے مجھے گھر کے سامنے
زائر در نبی پہ جو آکر اوترتے ہیں
بستر لگاتے ہیں مرے بستر کے سامنے
پیش خیال شہ جو دل تیرہ بخت ہے
اندھا سا آئینہ ہے سکندر کے سامنے
اوٹھے ہم آستان نبی سے نہ عمر بھر
دھونی رمائے بیٹھے رہے گھر کے سامنے
یاد نبی سے بڑھتی ہیں جب بیقراریاں
بجلی ہے کوندتی دل مضطر کے سامنے
اوٹھ بیٹھے یاد جنبش ابروئے شاہ میں
بسمل پھڑک رہے تھے جو خنجر کے سامنے
دیوانگان عشق نبی پر چلے تھے یہ
ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں جو پتھر کے سامنے
ہوگا رواں یہ نور کے تڑکے مدینہ کو
ٹھیرا ہے قافلہ جو مرے گھر کے سامنے
بڑھ بڑھ کے لے رہی ہے ہر اک تشنہ کام
کوثر کی موج ساقی کوثر کے سامنے
عشق نبی جو دل سے گیا داغ دیکر گیا
جلتا چراغ چھوڑ گیا گھر کے سامنے
افتادگی منزل طیبہ تو دیکھئے
بیٹھے ہیں پاؤں توڑ کے ہم گھر کے سامنے
بھر آیا دل جو بادۂ اطہر کی یاد میں
آنکھوں نے جام رکھدئے بھر بھر کے سامنے

دامن نچھوڑ دین جو قدح خوار مصطفیٰ | دریا رواں ہو چشمۂ کوثر کے سامنے

زیرک نہ مجھ سے حشر میں ہو باز پرس حشر
پڑھتا رہوں میں نعت پیمبر کے سامنے

کنارہ ضعف ہجر شہ میں گر تاب و تواں کرتے | خموشی کے سوا ہم اور کیا اے آسماں کرتے
غم حضرت میں ہم جو وقت فریاد و فغاں کرتے | تہ و بالا زمین و آسمان کو بے گماں کرتے
جو ہم افتاد یاد قامت شہ میں فغاں کرتے | قیامت بنکے اوٹھتے شورش محشر عیاں کرتے
وظیفہ اپنا ٹہراتے اسی نام مبارک کو | محمد مصطفیٰ کا نام جو ورد زباں کرتے
جو قسمت سے پہنچ جاتے کبھی شہر مدینہ میں | تو پیش شاہ دین ہم درد دل اپنا بیاں کرتے
نہ کرتے صبر ناکام دلا سے سرور عالم | شکایت بخت ناساز کی بیاں کرتے وہاں کرتے
فلک و تیار ہا جب گردشیں صحرائے طیبہ میں | ٹھکانہ اپنا اس آوارگی میں ہم کہاں کرتے
سناتے ہم بھی اون کو داستان گلشن طیبہ | اگر واعظ کبھی فردوس کا قصہ بیاں کرتے
در حضرت پہ یوں تقدیر کا لکھا مٹانا تھا | جبیں کو اپنی ہم کیونکر نہ وقف آستاں کرتے
اثر گم گشتگی عشق حضرت کا یہی ہوتا | ہماری زندگی میں لوگ مرنے کا گماں کرتے
ہمارے ساتھ تھے جب قافلے والے مدینہ کے | تو پھر ہم کیوں بھٹکتے کیوں تلاش کارواں کرتے
خیال آتا اگر نقش کف پائے محمد کا | مٹا کر اپنی ہستی خود کو بے نام و نشاں کرتے
نہ کی اُف تک جو ہمنے درد آزار پیمبر میں | یہ جی میں تہا کہ اپنے ضبط کا کچھ امتحاں کرتے
غم شہ میں کبھی پر گرد ذرا ہوتے مرے نالے | تو سیدھا ایک ٹھوکر میں تجھے اے آسماں کرتے

نہ ہوتا بار سر اپنا بجز عصیاں سے تو اے **زیرک**

ہم اپنے آنسوؤں کے دھار پر کشتی رواں کرتے

بلند و پست عشق شہ جو ہم اپنے عیاں کرتے
ہمارا پاس کیا کیا یہ زمین و آسماں کرتے

غم شہ میں دل پرسوز کو گرم فغاں کرتے
نہ جلتی آگ نالوں کی تو آہوں کا دھواں کرتے

نہ کیوں گلریز ہوتا وصف گلزار مدینہ میں
قلم کو صفحہ قرطاس پر جب ہم رواں کرتے

پھپولے کیطرح منہ میں زباں اپنے نظر آتی
غم شہ میں ترا شکوہ جو اے سوز نہاں کرتے

پلا کر آب حیواں گر نہ پہونچاتے مدینہ تو
اجل کی نذر ہم اے خضر عمر جاوداں کرتے

ضعیفی سے جو تھک جاتے کبھی راہ مدینہ میں
فلک کیطرح ہم بھی حسرت بخت جواں کرتے

مدینہ جاکے گر محروم رہتے دید حضرت سے
تو ناکام زیارت مفت محنت رائگاں کرتے

یکایک بھی اگر آتی تو پھر ہم کو خطر کیا تھا
نبی کے در پہ ہم کیوں خوف مرگ ناگہاں کرتے

ملا تھا عشق حضرت میں نصرت دونوں عالم کا
جہاں کے رہنے والے کیوں نہ سیر دو جہاں کرتے

دلا کر یاد حضرت کی ہمیں تو اور تڑپاتی
تجھے اے شام غم ہم کسطرح سے میہماں کرتے

نہ رہتا ہوش گر بیتابی ہجر پیمبر میں
عجب کیا تھا جو ہم راز محبت کو عیاں کرتے

نکلتے گھر سے لیکر دل میں پنہاں یاد حضرت کو
یہی وہ چیز تھی جسکو کہ زائر حرز جاں کرتے

لگا کر ساتھ اپنے لے چلی تھی یاد حضرت کی
نہ ہوتا دل جو پہلو میں تو کس کس کا گماں کرتے

خیال خود فراموشی جو ہوتا عشق حضرت میں
تو جھٹلاتے خودی کو بیخودی کو ہمزباں کرتے

پہونچتے خاک اڑاتے عشق حضرت میں جو اے زیرک
قیامت ہم بھی میدان قیامت میں عیاں کرتے

ضعفِ آزاریٔ نبی میں کیا ہو پیاری زندگی
مرگ سے ہے اس سبکروحی میں بھاری زندگی

کیا غمِ شہ میں کرے گی غمگساری زندگی
بیوفا سی بیوفا ہے یہ ہماری زندگی

دردِ ہجرِ شہ میں کب تک ڈر کر گذاری زندگی
موت سے دست و گریباں تھی ہماری زندگی

شامِ ہجرِ شہ میں ہیں جھونکے ہوائے مرگ کے
صورتِ شمعِ سحر ہے اب ہماری زندگی

رکھتی ہے پنہاں حجابِ عشقِ شہ میں آنکھو
کیا کرے اور اس سے بڑھکر پردہ داری زندگی

یادِ مولا میں ہیں کیا کام تجھ سے ای اجل
زندگی کے واسطے ہم ہیں ہماری زندگی

چشمِ الطافِ نبی ہوتی ہے جب ہنگامِ نزع
دیکھتی ہے صورتِ مقصد برآری زندگی

لطفِ دیدارِ نبی حاصل ہے تم کو زائرو
رشک کے قابل نہو کیونکر تمہاری زندگی

جب نہیں ہوتی رہائی قیدِ ہجرِ شاہ سے
جانہی میں دیکھتی ہے رستگاری زندگی

سانس چلتے چلتے رک جائے نہ کیوں یا شاہِ دین
دم چرائی ہے بوقتِ دم شماری زندگی

صدمہائے ہجرِ شہ نے ناک میں اسکا ہے دم
جان سے ہے تنگ جینے سے ہے عاری زندگی

کر رہی ہے سیرِ گلزارِ مدینہ میرے ساتھ
ہے خراماں صورتِ بادِ بہاری زندگی

نعت گوئی کیوں نہ اسے زیرکؔ ہو اپنا شغلہ
وقف کر دی ہے پئے مدحت نگاری زندگی

ہو غمِ شہ میں جو صرفِ بیقراری زندگی
برق کی نظروں میں کھٹکے یہ ہماری زندگی

ہو رہی ہے وقفِ حمدِ ربِ باری زندگی
زندگی کہتے ہیں جسکو ہے ہماری زندگی

آگے آگے ہم سبک روحی عشقِ شہ میں ہیں
پیچھے پیچھے مثلِ سایہ ہے ہماری زندگی

وحشتِ عشقِ نبی میں چھوڑ کر دامانِ مرگ
ہم سے ہی دست و گریباں ہے ہماری زندگی

عشقِ ابروئے نبی میں اس سے کٹتی ہے جو موت
باڑھ ہے تلوار کی یا ہے ہماری زندگی

نبض چلتی ہے غمِ شہ میں تو رک جاتی ہے سانس
کشمکش میں پھنس رہی ہے کیا ہماری زندگی

موت کی بن آئیگی دیکھا اسے سر زلفِ نبی
گر ذرا برہم ہوئی ہم سے ہماری زندگی

بیقراری غمِ شہ میں نہ دم بھر بھی تھمی
چلتی پھرتی چھاؤں تھی گویا ہماری زندگی

پڑتی ہے گردِ نگاہِ مرگ او سیر یا نبی
ہے جو مشتِ خاک میں پنہاں ہماری زندگی

کر چکی ہے ہجرِ حضرت میں اجل سے ساز باز
ہم کہیں تو بھی نہ سمجھو ہے ہماری زندگی

عشقِ حضرت میں رہیگا ہے چنیں گا ہے چناں
بنگئی نیرنگیِ عالم ہماری زندگی

کام آتی عشقِ سردارِ دو عالم میں اگر
زندگی کا ماحصل ہوتی ہماری زندگی

مرے مژگانِ نبی کی یاد تڑپاتی اگر
لوٹتی کانٹوں پہ رہ رہ کر ہماری زندگی

دیکھتی گر کچھ نگاہِ لطف حضرت نزع میں
آنکھیں کھلاتی اجل کو بھی ہماری زندگی

ہند میں کرتا ہے **زیرک** یہ دعا اللہ سے
اب بسر طیبہ میں ہو باقی ہماری زندگی

بیحجابِ عشقِ شہ گر دیکھ پائے زندگی
موت کو آنکھوں کے پردوں میں چھپائے زندگی

زرد یوں مرگِ غمِ شہ میں دکھائے زندگی
روح کو تارِ نفس سے باندھ لائے زندگی

نزع میں بارِ غمِ شہ یوں دکھائے زندگی
دل سے دب دب کر نکلتی ہو صدائے زندگی

رنگِ دل سوزی پروانہ دکھائے زندگی
شمعِ عشقِ مصطفےٰ سے لو لگائے زندگی

وجہِ تسکین یادِ حضرت کو جو پائے زندگی
چٹکیوں پر صدمۂ غم کو اڑائے زندگی

بستی میں سوزِ عشقِ شہ بھڑک اوٹھے اگر
پھونکیں دامانِ اجل کو شعلہائے زندگی

بیقراری غمِ شہ میں ہے کیوں خواہانِ مرگ
ضبط کر ضبط اے دلِ صبر آزمائے زندگی

زندۂ جاوید اگر ہوں وقفِ آزارِ رسول
نالہائے مرگ ہوں گوش آشنائے زندگی

اڑتے ہیں آہستہ آہستہ غمِ حضرت میں ہوش
یہ چل رہی ہے دھیمی دھیمی سی ہوائے زندگی

ساتھ اگر یادِ نبی کو لائے مرگِ ناگہاں
ہر قدم پر اپنی آنکھوں کو بچھائے زندگی

کام اگر یادِ غمِ شہ میں نہ دیں خودداریاں
غرقِ خجلت ہو پسینہ میں نہائے زندگی

حشر تک لوٹیں گے اب عشقِ پیمبر کے مزے
موت سے ناآشنا ہیں آشنائے زندگی

پھر گئے برگشتگیٔ عشقِ شہ کے ساتھ ساتھ
منہ دکھاتے ہیں کہیں رو بر قفائے زندگی

خود فراموشیٔ عشقِ شہ میں ہے زیرکؔ یہ حال
زندگی سے پوچھتا ہوں ماجرائے زندگی

جھلک جس میں ہے نورِ کبریا کی
وہ صورت ہے محمد مصطفیٰ کی

گھٹا سمجھے جو ہو بیم و رجا کی
گنہگاروں پہ رحمت ہے خدا کی

مدینہ گرتے پڑتے جا ہی پہونچے
نقاہت گو تھی ہم کو انتہا کی

رسول اللہ کی فرقت میں ہے بیتاب
یہ حالت ہے دلِ درد آشنا کی

غمِ شہ میں نکلتی کیوں نہیں جاں
خدا جانے ہے کیا مرضی خدا کی

فراقِ شاہ میں پہونچی سرِ عرش
رسائی دیکھئے آہِ رسا کی

ملائیگی خدا سے حشر میں بھی
محبت ہے جو محبوبِ خدا کی

چبھے ہیں خارِ صحرائے مدینہ
خلش ہے اپنے تلووں میں بلا کی

رہے ہم عشقِ حضرت میں جو ناکام
ہوا بگڑی ہمارے مدعا کی

مریضِ عشقِ حضرت کو مسیحا   نہیں حاجت نہیں حاجت دوا کی

لکھی ہے جو زیرک مدح حضرت
دکھائیں جدتیں طبع رسا کی ؛

درد غم حضرت میں جی سے جو گذر جائے   اس عالمِ فانی میں کیوں نام نہ کر جائے
جو چشم پیمبر کی الفت میں گذر جائے   دنیا سے نہ کیونکر وہ با دیدۂ تر جائے
جسکو نہ ٹھکانا ہو عالم میں کہیں اے دل   جائے نہ وہ طیبہ میں آخر تو کدھر جائے
کیوں ضیق میں ہے جاں اس بیمار پیمبر کی   جینا ہے تو جی جائے مرنا ہے تو مر جائے
دربند میں زنداں کے زنجیر ہے پا دیں نہیں   دیوانہ یہ حضرت کا جائے تو کدھر جائے
بیتاب نہ کیوں دل ہو جب ہجر پیمبر میں   آہوں سے اثر جائے نالوں سے اثر جائے
دو پھول چڑھا جائے گلزار مدینہ کے   مرقد سے مری ہو کر جو کوئی گذر جائے
اے یادِ نبی اوس کا کیا آنا ہے کیا جانا   جو شام و سحر آئے جو شام و سحر جائے
دلچسپی طیبہ کا کیا دھیان مٹے دلسے   ہے حسرت نظارہ کیوں ذوقِ نظر جائے
گلزارِ مدینہ میں پہونچا دے اگر قسمت   دامن گل مقصد سے میرا ہی بھر جائے

گیسوئے پیمبر کی آئے جو ہوا زیرک
شوریدگی سر کا یہ بوجھ اتر جائے

ہجر حضرت کی نئی افتاد ہے   اے فلک یہ کیا تری بیداد ہے
در خور ایذا دلِ ناشاد ہے   یا رسول اللہ مری فریاد ہے
مجھ کو طیبہ میں بلا لو یا نبی   ہند میں مٹی مری برباد ہے

دل جو بھولا عشقِ شہ میں آپ کو
خود فراموشی مجھے بھی یاد ہے

یادِ مولا نے کیا آگر رہا
قیدِ غم سے دل مرا آزاد ہے

پھر ہزاروں یہ میں دیدارِ رسول
شاد پھر اپنا دل ناشاد ہے

ہے فراقِ مصطفےٰ گر عمر بھر
پھر تو اپنی زندگی برباد ہے

آئی ہے دل میں جو یادِ شاہِ دین
خانۂ ویران مرا آباد ہے

پھر غمِ حضرت ستم ڈھانے لگا
دردِ دل پھر برسرِ بیداد ہے

لکھ رہا ہوں میں جو زیرکِ نعتِ پاک
یہ رسولِ اللہ کی امداد ہے

دردِ عشقِ نبوی دل سے جدا ہوتا ہے
خاتمہ آج محبت میں مرا ہوتا ہے

پورا دیدار کا ارمان ہو تو کیا ہوتا ہے
جوشِ عشقِ نبوی اور سوا ہوتا ہے

تپیاں نزع میں پھرتی ہیں مریضِ عشق کی
دیکھتے دیکھتے ہی ہائے یہ کیا ہوتا ہے

حلقۂ گیسوئے حضرت سے یہ دل کیا نکلے
کہیں پابندِ محبت بھی رہا ہوتا ہے

خود بخود جب غمِ حضرت میں کھلا بابِ قبول
کیوں یہ محجوبِ اثرِ دستِ دعا ہوتا ہے

قافلے آہوں کے چلتے ہیں جو طیبہ کی طرف
نالہ بڑھ بڑھ کے مرا بانگِ درا ہوتا ہے

چارہ سازی کی نکلتی نہیں صورت جو کوئی
دردِ خود رفتگیِ غمِ شہ میں دوا ہوتا ہے

خاک یوں وحشیٔ حضرت ہی اڑاتا سرِ دشت
سر بسر گرد کا پتلا یہ بنا ہوتا ہے

جان دیکر ہوں غمِ ہجرِ نبی میں کہتا
اسطرح فرضِ عقیدت کا ادا ہوتا ہے

ڈھونڈ لیتا ہے اسی میں وہ بقا کا رستہ
جادۂ عشقِ نبی میں جو فنا ہوتا ہے

شور کرتے ہوئے آتے ہیں جو وحشیٔ رسول
حشر میں اور نیا حشر بپا ہوتا ہے

گام فرسائے مدینہ جو بھٹکتے ہیں کبھی
ادھر کے ہر نقشِ قدم راہنما ہوتا ہے

ہیں سرِ زلفِ نبی کے یہ کرشمے زیرک
عقدۂ برہمیٔ بخت جو وا ہوتا ہے

گھر کو طیبہ سے جو برگشتہ مقدر جائیں گے
جیتے جی اس زندگی یاس میں مر جائینگے

ختم اپنی زندگی اس شہر میں کر جائینگے
ہم تو مر کر بھی مدینہ سے نہ باہر جائینگے

عمر بھر جب مشغلہ اپنا سیہ کاری رہا
حشر میں کس منھ سے ہم پیشِ پیمبر جائینگے

عشقِ سردارِ دو عالم ہوگا اپنے ساتھ ساتھ
چھوڑ کر دنیا کا گھر ہم جب بڑے گھر جائینگے

لاغری اپنی بنیگی وجہ دیدارِ رسول
شوقِ نظارہ میں ہم دوشِ صبا پر جائینگے

حشر میں پیشِ نبی ہوگی ندامت کا سبب
لے کے گٹھری ہم گناہوں کی جو سر پر جائینگے

جائینگے دل سے غم و آلامِ ہجر بشہ مگر
جاتے جاتے کام یہ پورا امر اگر جائینگے

یا رسول اللہ ناکامِ تمنا آپ کے
آستان سے آپ کے کسطرح اٹھکر جائینگے

جانیوالے خلد کے گلزارِ طیبہ چھوڑ کر
جائینگے لیکن بہت مایوس ہوکر جائینگے

انفعالِ جرمِ عصیان کا پتہ چل جائیگا
حشر میں ہم گر کبھی با دیدۂ تر جائینگے

اُمتی باقی نہ محشر میں رہیگا ایک بھی
خلد میں سب حسبِ ارشادِ پیمبر جائینگے

اپنے قابو میں جو رکھینگے دلِ غفلت پسند
نام دیوانوں میں حضرت کے وہی کر جائینگے

ہاتھ آئیگا نہ ساحلِ بحرِ عصیان کا ہمیں
تیر کر اس پار دریا کے شناور جائینگے

ہوں گے اس تر دامنی میں ہم تری منت گذار
داغِ عصیان کچھ اگر اے دامنِ تر جائینگے

پھر کوئی مشکل نہ پیش آئیگی زیرک حشر میں
ہم بھروسہ کرکے جب اپنے خدا پر جائینگے

یا نبی جس کا کہ سائیک نام ہے
آپکا وہ بندہ بے دام ہے

ہجر مولا میں کسے آرام ہے
دل اسیر پنجۂ آلام ہے

ہے طواف کعبہ کا وقت اب قریب
دور دم میں گردش ایام ہے

اے صبا پہونچا دے حضرت کو پیام
صرف اتنا سا ہمارا کام ہے

کام نکلا کب غم شہ میں کوئی
راتدن ناکامیوں سے کام ہے

صبح دم آئی ہے دل میں یاد شاہ
آج ہر آغاز نیک انجام ہے

آئی کیونکر اے شام ہجر مصطفے
میرے گھر آ کر ترا کیا کام ہے

جسکی خوشبو سے معطر ہے دماغ
آپ کی وہ زلف عنبر فام ہے

نالہ کش ہے دل جو عشق شاہ میں
اپنی الفت آج طشت از بام ہے

نام حضرت لب پہ جاری ہے مدام
یہ وظیفہ اپنا صبح و شام ہے

خلد میں کیا ہوگا اے واعظ نصیب
جو مدینے میں یہاں آرام ہے

ہے خیال ناخن شہ کی خلش
دلمیں لیکن وہ برائے نام ہے

جمع ہیں کوثر پہ میخواران عشق
دست حضرت میں چھلکتا جام ہے

دوڑتے آتے ہیں مشتاق جمال
آج دیدار پیمبر عام ہے

نعت گوئی میں ملیگا باغ خلد
یہ صلہ اپنا ہے یہ انعام ہے

ہم مدینہ چھوڑ کر جنت میں جائیں
یہ ترا اے واعظ خیال خام ہے

دیتی ہے تسکین یادِ شاہِ دین
اب دلِ بیمار کو آرام سے ہے

آسماں سے ہے غمِ شہ میں جو سانس
سرکشی پر بخت نا فرجام ہے

ہے درِ حضرت پہ زیرک جبہہ سا
اور پھر ناکام کا ناکام ہے

مدینہ جاکے کچھ دیدارِ حضرت کا مزا لیتے
یہاں ہم ہند میں گر جان دیدیتے تو کیا لیتے

نبی کو قصۂ درد و الم اپنا سنا لیتے
محبت میں مزا کچھ تو محبت کا اوٹھا لیتے

سرو نیران کے ہوتی سایہ افگن رحمتِ باری
یہاں حشر میں ہی نام جدم آپکا لیتے

مشرف ہوکے دیدارِ نبی سے کیوں پلٹ آتے
ہوا دو چار دن تو گلشنِ طیبہ کی کھا لیتے

پہونچتے حشر میں یہ وحشیِ زلفِ نبی جدم
مچا کر شور سر پر عرصۂ محشر اوٹھا لیتے

جو ملجاتی کہیں سے خاکِ پائے مصطفیٰ ہمکو
تو ہم سر پر چڑھاتے اوسکو آنکھوں سے لگا لیتے

دمِ گریہ بڑھاتے آبروئے دیدۂ گریاں
فراقِ شاہ میں گر آنکھ سے آنسو بہا لیتے

ذرا گر پیاس لگتی تشنہ کامانِ پیمبر کو
چڑھا کر جامِ کوثر تشنگی اپنی بجھا لیتے

سنا دیتے اگر مدحِ پیمبر تو خدا شاہد
خدا سے ہم قبالہ باغِ جنت کا لکھا لیتے

شفاعت آپ فرما کر انھیں پہونچاتے جنت میں
گنہگاروں کو محشر میں جہنم سے بچا لیتے

اوٹھاتے صدمہا دردِ ہجرِ شہ شبِ فرقت
ترا بھی امتحاں ہم اے دلِ صبر آزما لیتے

غشی گر ضعفِ ہجرِ شہ کی اس سے دو ہو جاتی
تو پھر اے موت ہم تیرے ہی دامن کی ہوا لیتے

طفیلِ شاہ میں ہمکو اگر معلوم ہو جاتا
تو اپنی زندگی و مرگ کا جھگڑا چکا لیتے

انھیں تھی آپ کی چشمِ کرم اکسیر سے بڑھکر
مریضِ عشقِ حضرت کیا مسیحا سے دوا لیتے

نہ رہتا اوس کا پردہ حشر میں پھر کسطرح زیرک
رسول اللہ جسکو اپنے دامن میں چھپا لیتے

کیوں ہوں خوگر کسی کی الفت کے
ہم ہیں شیدا انہی کی صورت کے

گل جو ہیں دلپہ عشق حضرت کے
ہیں یہ گل بوٹے باغ جنت کے

تو نے بخشے گناہ داور حشر
کیوں نہ صدقے ہوں تیری رحمت کے

ہیں غم حشر میں داغ جو دلپر
یاس کے کچھ ہیں کچھ ہیں حسرت کے

چل رہے ہیں جو باغ طیبہ میں
ہیں یہ جھونکے ہوائے جنت کے

بن رہے ہیں نبی کے نقش قدم
جو کہ پابند ہیں شریعت کے

کرتے ہیں شست شوئے فرد گناہ
اشک بہتے ہیں جو ندامت کے

ایک سے شکل ایک نہیں ملتی
کیا کرشمے ہیں دست قدرت کے

نعرہ زن ہیں نبی کے دیوانے
دب گئے شور سب قیامت کے

عاصیوں کی نہ کیوں ہو آمرزش
آپ مختار ہیں شفاعت کے

آپ کی یاد ہے جو صیقل گر
زنگ دل سے چھٹینگے کلفت کے

آئے دنیا میں جب وہ ختم رسل
مرحلے طے ہوئے رسالت کے

نور اسلام کفر میں چمکا
تھے یہ نیرنگ رنگ وحدت کے

ہجر حضرت میں کیا لکھوں اشعار
مٹ گئے ولولے طبیعت کے

قبر ہو یا ہو محشر اے زیرک
ہیں یہ دونوں مقام عبرت کے

غمِ نبی میں جو تھا انتشار دیکھ چکے ترا قرار دلِ بیقرار دیکھ چکے
فراقِ شہ میں تپاں قلبِ زار دیکھ چکے ہم ایکبار نہیں لاکھ بار دیکھ چکے
حواس پنج و عناصر چہار دیکھ چکے دلیلِ پنجتن و چار یار دیکھ چکے
چبھے جو دشتِ مدینہ میں خار دیکھ چکے خلش فزائی پائے فگار دیکھ چکے
امیدِ زیست مریضانِ عشقِ شہ کو کہاں اجل کو ہجر میں سر پہ سوار دیکھ چکے
نہ خوف کھائینگے عصیاں کا حشر میں عاصی کہ سر پہ رحمتِ پروردگار دیکھ چکے
ستم بھی دیکھ چکے دردِ ہجرِ حضرت کا ہم اپنے دل کا بھی صبر و قرار دیکھ چکے
غمِ نبی میں نہ آئے گی موت بھی اپنی کہ اس کی راہ شبِ انتظار دیکھ چکے
بہا جو سیلِ سرشک آنکھ سے غمِ شہ میں تماشہ ہم یہ لبِ جوئبار دیکھ چکے
عیاں تھا ہجرِ پیمبر کا دل میں مد و جزر چڑھاؤ دیکھ چکے ہم اوتار دیکھ چکے
تیرے حبیب کی امت میں جب ہوئے پیدا ہم اپنی مغفرت اے کردگار دیکھ چکے
رواں جو اشک رہے دردِ ہجرِ حضرت میں وفورِ گریۂ بے اختیار دیکھ چکے
نگاہ ڈال چکے گیسو و رخِ شہ پر اصولِ گردشِ لیل و نہار دیکھ چکے
خدا سے امتِ عاصی کو بخشوا ہی لیا ہم الفتِ شہِ عالی وقار دیکھ چکے

جنوں تھا عشقِ پیمبر میں جنکو ای زیرک
اڑا کے خاک وہ دیوانہ وار دیکھ چکے

زود اثر یادِ نبی دلمیں اگر ہوتی ہے
داغِ عصیاں کیلئے رحمت اثر ہوتی ہے

شام ہوتی ہی شبِ غم کی سحر ہوتی ہے
آستیں اشکِ ندامت سے جو تر ہوتی ہے

ہجر شہ میں ہو جہرے پہ اوداسی کیونکر
مضمحل خاطر اندوہ اثر ہوتی ہے

ہوتا دشوار ہے دن کاٹنا ہجر شہ میں
شب فرقت کی جو مر مر کے سحر ہوتی ہے

رک گئی سانس لبوں تک غم شہ میں آکر
نہ ادھر ہوتی ہے ظالم نہ ادھر ہوتی ہے

مغفرت کی کچھ اسی سے ہے توقع مجھکو
عشق حضرت میں جو یہ عمر بسر ہوتی ہے

جا کے طیبہ سے اگر خلد کی ہم سیر کریں
دل کہیں اور کہیں اپنی نظر ہوتی ہے

گریہ ہجر نبی میں جو تڑپتا ہے دل
تجھ کو بھی کچھ خبر اے دیدۂ تر ہوتی ہے

تارے گن گن کے سحر کرتا ہوں ہجر شہ میں
کس مصیبت سے مری رات بسر ہوتی ہے

آگے حضرت کے گنہگار بھی ہیں زاہد بھی
دیکھتا ہوں نگہ لطف کدھر ہوتی ہے

ہوتے مسرور ہیں عاصی سر محشر کیا کیا
حشر میں انپہ جو رحمت کی نظر ہوتی ہے

آتش افروز ہے سوز غم حضرت ایسا
آہ جو منھ سے نکلتی ہے شرر ہوتی ہے

لاکھ ہوتی ہے غم شہ میں بیان حرف فغان
دل کی فریاد باندازِ دگر ہوتی ہے

درد دلکا تو مٹا ہجر نبی میں لیکن
میٹھی میٹھی سی کسک سوئے جگر ہوتی ہے

کیوں نہ غفلت میں ہوا حس غم شہ زیرک
اتنی تو بے خبری میں بھی خبر ہوتی ہے

رسول اللہ کے شیدائی وہ عالم آشنا نکلے
زمانے سے الگ ساری خدائی سے جدا نکلے

جلو میں آپ کے سب انبیا و اولیا نکلے
شفاعت کے لئے جب شافع روز جزا نکلے

رسائی ہو نصیبوں سے جو دربار پیمبر میں
مرے دل کی تمنا میرے دل کا مدعا نکلے

نہیں ہے کوئی تو اے جذب شوق اب تو ہی آگے چل
کوئی تو جادۂ طیبہ میں اپنا رہنما نکلے

نہ پھر جانیکو جی چاہا یہاں سے خلد والون کا ۔ کبھی گلزار طیبہ میں جو وہ بھولے سے آ نکلے
ہمیشہ جادۂ دشوار میں وہ سرورِ عالم ۔ ہمارے راہبر نکلے ہمارے پیشوا نکلے
رسول اللہ ہوں جب ذمہ دارِ بخشش عصیاں ۔ نہ کیوں پھر دل سے خوفِ پرسشِ روزِ جزا نکلے
غمِ شہ میں نہ اتنا امتحانِ بخت برہم ہو ۔ کہ دم سے زندگی تو زندگی سے دم خفا نکلے
کراماً کاتبیں منکر نکیر اپنے شناسا تھے ۔ قیامت میں بھی دو چار صورت آشنا نکلے
کسی کو کوئی پہونچادے جو دربارِ پیمبر میں ۔ کسی کا کام نکلے تو کسیکا مدعا نکلے

بلائیں جب رسول اللہ زیرک کو قیامت میں
درود ایکدم صفِ محشر سے یہ پڑھتا ہوا نکلے

دمِ آخر جو تن سے مری جان بیوفا نکلے ۔ زباں سے یا محمد یا محمد کی صدا نکلے
جو ضبطِ آزمودِ عشقِ شہ دل صبر آزما نکلے ۔ تو مجھ ناکام ارمان کے لئے کچھ کام کا نکلے
نہ پہونچا دو جہاں میں کوئی بھی کہنہ حقیقت کو ۔ خدائی میں خدا کی آپ اک رمز آشنا نکلے
پڑھوں اسطرح سے میں خلد میں نعتِ پیمبر کو ۔ زباں سے قدسیوں کی بھی صدائے مرحبا نکلے
مزا جب تھا کہ لیتے راہ صحرائے مدینہ کی ۔ جنوں میں یوں اگر ہم گھر سے نکلے بھی تو کیا نکلے
ہدف سب نے بنایا تجکو اے گردوں غمِ شہ میں ۔ مری آہوں کے جتنے تیر نکلے بے خطا نکلے
نہ ہوگا داغ کل تر دامنی کا اوس کے دامن پر ۔ جو دربارِ نبی سے آج آنسو پونچھتا نکلے
نہ جائے مرکے متانہ روشِ مستِ پیمبر کی ۔ قیامت میں ہی نکلے قبر سے تو جھومتا نکلے
نہ موڑا اطاعتِ مولا سے منھ آدم نے جنت میں ۔ نکلنے کا ہوا جب حکم بیچون و چرا نکلے
عدوئے نقص ہے معیارِ عشقِ سرورِ عالم ۔ جو کھوٹا اس کسوٹی پر کسا جائے کھرا نکلے

خطا دیوانگان عشق شہ کی کیا تھی زندانیں
ٹھہرنے کو کہاں ٹھہرے نکلنے کو کہاں نکلے

خدا کی طاعت و عشق نبی اوس سے ہویدا ہو
جو محشر میں زباں سے میری حرف مدعا نکلے

ہوا ہوں ضعف آزار نبی میں گم وہ لاغر ہوں
اجل خود ڈھونڈھ کے ڈھونڈھے مجھکو تو میرا نہ پتا نکلے

مدینہ دیکھنے کو دل بہت بیچین ہے اپنا
الٰہی ہند سے جلدی ہمارا قافلا نکلے

نچھوٹا سلسلہ نعت نبی کا تمنے اے زیرک
تمھیں ہم جسقدر سمجھے تھے اوس سے بھی سوا نکلے

برق سے ہجر نبی میں لے کے ٹکر دیکھتے
بیقراری غم شہ میں تڑپ کر دیکھتے

خواب میں گر جلوۂ روئے پیمبر دیکھتے
شام فرقت میں ضیائے صبح محشر دیکھتے

عشق شہ میں یوں فروزاں قلب مضطر دیکھتے
داغ دل ہم صورت خورشید محشر دیکھتے

دیکھتے کیا جا کے طیبہ میں در حضرت ہم
اپنی قسمت دیکھتے اپنا مقدر دیکھتے

وسعت دل دیکھکر دیتے غم عصیاں کو جائے
پاؤں پھیلائے ہم اوتنے جتنی چادر دیکھتے

پاتے سیخواران عشق مصطفی کا اک ہجوم
جب اوٹھا کر آنکھ ہم اطراف کوثر دیکھتے

باندھتے ہجر نبی میں ہم بھی آہوں کی ہوا
گرد سا آئینہ دل کو مکدر دیکھتے

ہجر حضرت میں جو بڑھتا گریۂ بے اختیار
تیری ہمت کو بھی ہم اے دیدۂ تر دیکھتے

پار لگو بیڑا ہوتا بحر ہجر شاہ سے
خود کو دریائے تفکر میں شناور دیکھتے

گردش گردون مدینہ میں جو پہونچاتی کبھی
گرد ہم اوس روضۂ انور کے پھر کر دیکھتے

سر کو سنگ آستان شہ پہ رکھتے لاکھ بار
چوم کر اکبار اگر کعبہ کا پتھر دیکھتے

ہند سے جاتے مدینے کی زیارت کیلئے
ذوق نظارہ جو اندازے سے باہر دیکھتے

حشر میں سب کو پلاتے بادۂ اطہر کا جام
تشنہ لب امت کو جب ساقی کوثر دیکھتے

پھینکدیتے تشنہ کام عشق شاہی خضر اوسے
آبِ حیواں کو جو چلو میں اوٹھا کر دیکھتے

فردِ عصیاں میں گناہوں کا نہ رہتا نام تک
مرکے ہم عاصی جو سوئے دامن دیکھتے

حشر میں اشک ندامت ہم بہا دیتے اگر
جوش پر دریائے رحمت کو مقرر دیکھتے

قبر میں پھر پوچھتے زیرک سے کیا منکر نکیر
جب وہاں بھی اوسکو حضرت کا ثنا گر دیکھتے

غمِ ہجرِ نبی میں اور کیا اس کے سوا کرتے
خفا جینے سے ہوتے ہم تو مرنے کی دعا کرتے

پئے دیدار حضرت کوششوں کی انتہا کرتے
ہر ایک تدبیر ہم بہرِ حصولِ مدعا کرتے

بجا تی مرکے بھی بربادِ بختی ہم غلاموں کی
پسِ مردن بگولے خاکِ تربت سے اوٹھا کرتے

قیامت میں جو پیش داورِ محشر ہو پہنچتے ہم
نصیبوں کی شکایت بخت وارونہ کا گلا کرتے

ہی رہتا ہمارا مشغلہ دنیائے فانی میں
کبھی ذکر نبی کرتے کبھی یادِ خدا کرتے

فرشتے سخت گیری کر رہے تھے حشر میں کیا کیا
نہ کرتے آپ سے فریاد ہم عاصی تو کیا کرتے

نہوتا ہم گنہگاروں کا چھٹکارا جو محشر میں
کہاں تک رحمتِ باری ترا ہم منہ تکا کرتے

نہوتا خوف اصلا ہم کو عصیاں کا خدا شاہد
شفاعت اپنی محشر میں جو محبوبِ خدا کرتے

دکھاتے اسکو پہلو حسرتِ عزمِ مدینہ کے
دلِ نا آشنا کو آشنائے مدعا کرتے

ذرا ایما جو ہم پاتے تو اک جان حزیں کیا تھی
محمد مصطفٰے کے نام پر سو جاں فدا کرتے

اڑاتے خاک ایسی وادیٔ طیبہ کی وحشت میں
بیابانِ دشت وصحرا گرد کا پتلا بنا کرتے

مٹاتے اپنی ہستی عشق سرورِ دو عالم میں
فنا ہو کر بھی حق جذبِ عقیدت کا ادا کرتے

لگاتے راہ پہ ہجر نبی میں اسطرح دل کو — کبھی درد آشنا کرتے کبھی غم آشنا کرتے
غم شہ میں دعا کے واسطے خود ہاتھ اوٹھتے تھے — دعا کا ہم ارادہ کیوں نہ ہنگام دعا کرتے
فرشتوں کو بھی رشک آتا ہمارے ذوق طاعت پہ — خدائی میں خدا کی رہ کے یوں یادِ خدا کرتے
عبث دعویٰ تھا اُن کا سعی لاحاصل تھی ہر کوشش — مسیحا کیا بھلا دردِ غم شہ کی دوا کرتے

پہونچ جاتے جو قسمت سے تو باقی زندگی زیرک
مدینے میں بسر کرتے مدینے میں رہا کرتے

وہ حضرت کے پس مرگ بھی لالے نہ گئے — موت سے بھی مرے ارمان نکالے نہ گئے
ہوش بگڑے غم شہ میں تو سنبھالے نہ گئے — پردے بے پردگی عشق پہ ڈالے نہ گئے
دیر پا اینکے جو ادھر سے تپ ہجر شہ میں — آجتک اس دلِ پرسوز کے چھالے نہ گئے
مرتے ہی جادۂ طیبہ میں مجھے چھوڑ دیا — قافلے والے مری لاش اوٹھالے نہ گئے
ہوتے بیمار نبی کیوں نہ زمیں کا پیوند — تفرقے خرج در انداز سے ڈالے نہ گئے
ہو کے برباد بھی طیبہ کی نہ دیکھیں گلیاں — خاک کو میری بگولے بھی اڑالے نہ گئے
شکل تسکین شب غم یا نبی سے تھی مگر — پھر بھی آہیں نہ گئیں پھر بھی تو نالے نہ گئے
اوٹھ سکے ضعف غم شہ میں نہ صدمے اے دل — حوصلے ضبط محبت کے نکالے نہ گئے

رہ گئے ٹوٹ کے تلووں میں جو کانٹے زیرک
دشت گردی مدینہ میں نکالے نہ گئے

ہجر حضرت میں جو ہم چاک گریباں ہونگے — وحشت دل ترے منت کش احسان ہونگے

حوصلے پست ترے اے شبِ ہجراں ہونگے
غیب سے دید پیمبر کے جو ساماں ہونگے

کون پوچھیگا اسے حشر میں یا شاہِ امم
آپ اگر امتِ عاصی کے نہ پرساں ہونگے

دشت گردی مدینہ نہ پہ چھٹے گی اپنی
لاکھ تلووں میں چبھے خارِ بیاباں ہونگے

پھر تو کیا کیا کفِ افسوس ملینگے عاصی
جب قیامت میں گناہوں سے پشیماں ہونگے

جان دیدینگے غمِ ہجرِ نبی میں لیکن
اے اجل تیرے نہ شرمندۂ احساں ہونگے

لگ گیا گلشنِ طیبہ میں اگر جی اپنا
تجھ سے رضواں تیری جنت کے نہ خواہاں ہونگے

پھر بھی ہونگی رخِ حضرت پہ نگاہیں اپنی
لاکھ محشر میں سراسیمہ و حیراں ہونگے

جسکا رونا ہے یہاں ہند میں مجھکو زیرکؔ
جاکے طیبہ میں وہ پورے مرے ارماں ہونگے

طفیلِ مصطفیٰ اے حسن ہے سرِ حشر التجا میری
تری رحمت کا منہ تکتی ہے یارب دعا میری

ستائیگا اگر آزارِ ہجرِ مصطفیٰ مجھکو
کریگا دردِ خود اوٹھ اوٹھ کے پہلو سے دوا میری

نہ گھبرا صدمۂ ہجرِ نبی سے شامِ فرقت میں
ذرا سن تو بھی اب اے دلِ درد آشنا میری

تری نزدیک اگر میں مجرمِ عشقِ پیمبر ہوں
تو صدقے میں اونھیں کے بخشدے یارب خطا میری

وسیلہ میری بخشش کا سرِ محشر یہ نکلیگا
سفارش آج فرمائینگے محبوبِ خدا میری

جو دیکھینگے مجھے اس لاغریٔ عشقِ حضرت میں
کبھی صورت نہ پہچانینگے صورت آشنا میری

ابھی بربادیٔ قسمت کا منہ اتنا سا رہجائے
اڑا کر خاک طیبہ میں جو لیجائے صبا میری

پریشانیٔ عشقِ شہ میں نکلیگا جو دم میرا
پھریگی رنج گھبرائی ہوئی بعدِ فنا میری

رسائی کیوں نہ دربارِ پیمبر میں ہوا اے زیرکؔ

پہنچ جائے مدینے تک اگر آہِ رسا میری

نگاہوں سے نہاں ہے قامتِ شہ وقتِ رحلت سے
قیامت کی گھڑی سر پر کھڑی ہے کیا قیامت ہے

گریباں سے سرِ زلفِ نبی میں اور وحشت ہے
ارے او دستِ کوتاہِ جنوں یہ کیا قیامت ہے

نکالیں وسعتِ جوشِ جنوں کے حوصلے کیونکر
نبی کے وحشیوں پر تنگ میدانِ قیامت ہے

قیامت پر ہے جب موقوف دیدارِ رسول اللہ
قیامت کا نہ آنا بھی مرے حق میں قیامت ہے

یہیں ہوں یا نبی طے بازپرسِ حشر کے جھگڑے
قیامت میں توقع کیا قیامت پھر قیامت ہے

چلے ہیں حشر میں اس پنج سے حضرت کے دیوانے
صدائے نالۂ زنجیر میں شورِ قیامت ہے

یہی ایسا اگر ہے وحشتِ عشقِ پیمبر کا
ہمارا ہاتھ ہے پھر اور دامانِ قیامت ہے

گنہگارانِ امت حشر میں کیونکر نہ ترساں ہوں
کہ دار و گیرِ محشر بھی قیامت سی قیامت ہے

کوئی ہے عفو سے خوش خوش کوئی عصیاں سے ہے نالاں
قیامت کا تماشہ دیدنی روزِ قیامت ہے

اٹھا لیتا ہوں سر پر حشر پیشِ داورِ محشر
مری فریاد بھی ہنگامہ آرائے قیامت ہے

رسول اللہ کے قامت کا ہوں میں دیکھنے والا
مری آنکھوں کی گردش شکلِ آشوبِ قیامت ہے

قیامت میں نہ رکھئے دور اس عاصی کو قدموں سے
یہی عرض آپ سے یا شافعِ روزِ قیامت ہے

یہ عالم ہے درونِ سینہ سوزِ ہجرِ حضرت کا
کہ ہر داغِ جگر ہمرنگِ خورشیدِ قیامت ہے

رہوں غافل نبی کی یاد سے یا مولا سے
مجھے یہ بھی قیامت ہے مجھے وہ بھی قیامت ہے

اڑاتے ہو یہاں کیوں خاک اے حضرت کے دیوانو
یہ میدانِ قیامت ہے یہ میدانِ قیامت ہے

خیالِ تابِ زلفِ شافعِ محشر جو ہے دل میں
ہماری شامِ غم ہمصورتِ صبحِ قیامت ہے

اٹھو اے زیرک اب مرقد سے چل میدانِ محشر میں

شفیع عاصیاں موجود ہیں برپا قیامت ہے

صدمے فراقِ شہ کے جو دل پر گذر گئے
ہم مرکے بحرِ غم سے نہ کیوں پار اوتر گئے

طاعت کے امتحان میں جو پورے اوتر گئے
حضرت کے خادموں میں وہی نام کر گئے

جانے ہماری جان تو سمجھو کہ جی اوٹھے
زندہ غمِ نبی میں ہے ہم تو مر گئے

وہ جوشِ عشقِ زلفِ پیمبر کدھر گیا
وہ ولولے کہاں دلِ وحشت اثر گئے

رحمت ہوئی ہے دیکھ کے اون کو عرق عرق
عاصی میانِ حشر جو با چشمِ تر گئے

داخل ہوئے مدینے میں ہم کارواں کے ساتھ
منزل جو آئی قافلے والے ٹھہر گئے

تنگ آگیا ہوں حشر میں غوغائے حشر سے
یہ شور سنتے سنتے مرے کان بھر گئے

بخشے گئے سب آپ کے صدقے میں روزِ حشر
عاصی بھی ساتھ ساتھ تھے حضرت جدھر گئے

دل سے نکالے پاس میں ارمان دیدِ شاہ
ناکامیوں میں ہم یہ بڑا کام کر گئے

رم خوردہ یادِ زلفِ نبی میں جو تھے مدام
وہ وحشیانِ دشتِ مدینہ کدھر گئے

چکر دئے جو وحشیِ حضرت نے دشت میں
وحشت پکار اوٹھی کہ مرے پاؤں بھر گئے

کیا اڑنے دیتے وہم و گمانِ غمِ نبی
مقراض بنکے جب کہ مرے پر کتر گئے

انجان ہو کے بچ گیا دل عشقِ شاہ میں
الزام جسقدر تھے تمنا کے سر گئے

آیا بہارِ گلشنِ طیبہ کا جب خیال
رنگ اور داغہائے جگر کے نکھر گئے

زیرک بھر آئے اشکِ غمِ شہ میں جب کبھی
دامن تک آتے آتے یہ موتی بکھر گئے

رسول اللہ کی الفت کا جو بیمار ہوتا ہے
کہیں کیونکر کہ وہ وقفِ غمِ آزار ہوتا ہے

خیالِ ہجرِ شہ بڑھ بڑھ کے اک آزار ہوتا ہے
یہی وہ درد ہے دل میں جو سو سو بار ہوتا ہے

غمِ ہجرِ نبی یوں درپئے آزار ہوتا ہے
کبھی یہ تیر بنتا ہے کبھی تلوار ہوتا ہے

گرہ نظارۂ حضرت کی آسانی سے کھلتی ہے
بڑی مشکل سے وا یہ عقدۂ دیدار ہوتا ہے

عجب کچھ حال ہے دیوانۂ عشقِ پیمبر کا
کبھی ہوتا ہے غافل تو کبھی ہشیار ہوتا ہے

دمِ آخر جو یادِ مصطفےٰ آتی ہے بالیں پر
تو جینا سہل اور مرنا مجھے دشوار ہوتا ہے

کسے ہے دو قدم چلنے کی طاقت ہجرِ حضرت میں
ہمیں بستر پہ اوٹھکر بیٹھنا دشوار ہوتا ہے

مریضانِ غمِ حضرت کو افتادِ نقاہت میں
شبِ فرقت کے صدمے بھی اوٹھانا بار ہوتا ہے

قضا کو زندگی سمجھے جو ہیں حضرت کے شیدائی
جسے دیکھو وہ مرنے کے لئے تیار ہوتا ہے

نگاہیں اوسکی ہو جاتی ہیں کل عالم سے مستغنی
رسول اللہ کا جو طالبِ دیدار ہوتا ہے

مسیحِ ابنِ مریم جسکو اچھا کر نہیں سکتے
محمد مصطفےٰ کے عشق کا بیمار ہوتا ہے

مزا ملتا ہے اوس سے دشت گردیِ مدینہ میں
اگر ٹوٹا ہوا تلوے میں کوئی خار ہوتا ہے

رگا ہوں میں بسی دلچسپیِ سیرِ مدینہ ہو
وطن کی یاد سے اب دل مرا بیزار ہوتا ہے

کب آئیگی حشر میں وہ ناخدائے اُمتِ عاصی
سفینہ بحرِ غم سے دیکھئے کب پار ہوتا ہے

شہنشاہِ دو عالم یاد فرماتے ہیں اسکو بھی
ہمارا ذکر بھی اب تو سرِ دربار ہوتا ہے

سند پاتا ہے جو دیوانگانِ عشقِ مولا کی
بڑا چالاک ہوتا ہے بڑا ہشیار ہوتا ہے

ملے جب قافلہ طیبہ کا میں بھی ساتھ ہو جاؤں
ارادہ اب یہی **زیرکؔ** مرا ہر بار ہوتا ہے

کہاں تک دل مرا دیدارِ حضرت کے لئے ترسے
نکال اے جذبۂ عشقِ پیمبر اب مجھے گھر سے

کیا ہی آشنا پھر بعد اوصاف پیمبر سے
زباں کو پہلے ہمنے دھو لیا ہے آب کوثر سے

مدینہ جاؤنگا پھر جاؤنگا شوق زیارت میں
تھکیں گے پاؤں تو چلتا ہوا جاؤنگا میں سر سے

قیامت کی چمک ہے سوز عشق شاہ دیں آہیں
ہمارا داغ دل کچھ کم نہیں خورشید محشر سے

بڑا ہنگام گریہ ہے سوز ہجر شاہ دیں ایسا
نہ نکلا ایک بھی آنسو ہمارے دیدۂ تر سے

بہت مشکل سے پہونچا ہوں یہاں تک یا رسول اللہ
قیامت بھی اوٹھائیگی تو اوٹھونگا نہ اس در سے

رہے گی مر کے بھی خواہش ہوائے زلف حضرت کی
پس مردن بھی جائیگا نہ یہ سودا مرے سر سے

بہاتے خوف عصیاں میں اگر ہم آنکھ سے آنسو
مٹاتے داغ ابھی تردامنی کا دامن تر سے

کریں ناکامی تقدیر کا کس سے گلا زیرک
رہیں محروم فرقت میں جو دیدار پیمبر سے

بہت بھٹکے بہت ہمراہیوں کے واسطے ترسے
ملا ہے قافلہ طیبہ کا خوبی مقدر سے

غم شہ میں کرشمہ ساز ہے کیا لاغری میری
کبھی ظاہر ہوں بستر پر کبھی غائب ہوں بستر سے

جنون عشق حضرت میں نہ ٹوٹے سلسلہ یارب
یوں ہی بس سر کو ٹکراتا پھروں دیوار و در سے

نہ لینے دینگی دم بیتابیاں ہجر پیمبر کی
صدا آتی ہے یہ رہ رہ کے اپنے قلب مضطر سے

نہ کی کچھ خضر نے بھی رہنمائی وائے ناکامی
نہ نکلا کام اپنا جادۂ طیبہ میں رہبر سے

در آمد اور بر آمد زائروں کی ہے یہ طیبہ میں
کوئی جاتا ہے باہر تو کوئی آتا ہے باہر سے

انھیں ہے خاک اڑانے کی تمنا یا رسول اللہ
نہ جائینگے یہ وحشی آپ کے میدان محشر سے

نبی نے حشر میں ہم عاصیوں کو آ کے بخشا یا
شفاعت کی بدولت ٹل گئی آئی بلا سر سے

خیال آتا ہے پھر زیرک طواف کعبہ کا ہمکو
نکالینگے قدم پھر کعبہ کے بسم اللہ ہم گھر سے

سلام

چلن سیکھا اے سلامی طاعتِ مولا کے سرور سے
کیا طے راہِ تسلیم و رضا کو آپ نے سر سے

غمِ شبیر میں آنسو رواں ہیں دیدۂ تر سے
کوئی دم میں یہ سوتا جا ملیگا نہر کوثر سے

نہ ٹپکا قطرۂ اشک آہ چشمِ چرخِ اخضر سے
شہِ مظلوم اک اک بوند پانی کیلئے ترسے

ملا ہو اوج بچپن میں جسے دوشِ پیمبر سے
غضب ہے شمر اوسکا سر اوتارے اپنے خنجر سے

دلِ مجروحِ خنجر تاب کے صرفِ عزاداری
غمِ شہ میں کہاں تک خوں بہائے چشمِ جوہر سے

ذرا ایما جو پاتے جنبشِ ابروئے سرور کا
فرشتے ٹوٹ پڑتے شامیوں پہ تیغ و خنجر سے

یہ ڈالے تفرقہ سجاد کے روزِ رہائی نے
جدا بیڑی کو بیڑی سے کیا لنگر کو لنگر سے

شہادت کربلا میں پانی ہی بن تشنہ کاموں نے
ملایک کیوں نہ کھاتے اوٹھیں پانی کی چادر سے

مشیت سے وہ شاہِ تشنہ لب مجبور تھے ورنہ
ابل پڑتے ہزاروں چشمے [illegible] ٹھوکر سے

دکھا کر ذوالفقار اعدا کو حضرت نے یہ فرمایا
کرونگا خون پانی [illegible] تیغ دو پیکر سے

شرافت خاندانِ ہاشمی پر کیوں نہ نازاں ہو
شرف حاصل ہوا ہے کل گھرانوں کو اسی گھر سے

شہِ لب خشک کے جب حلق میں پڑنے لگے تیغے
بجھا دی تشنگی زخمِ گلو نے آبِ خنجر سے

اڑا جب سوئے جنت مرغِ روحِ اصغرِ کمسن
صدا لے دلشکن آئی شکستہ تیر کے پر سے

اٹھایا حضرت عباس نے جب بھر کے مشکیزہ
تو پھر چاروں طرف سے تیر پانی کیطرح برسے

قیامت کا سماں قبل از قیامت اسنے دکھلایا
شبِ عاشور بھی کچھ کم نہ نکلی صبحِ محشر سے

زمیں کو سر ملا پشتِ فرس کو جسمِ ازرق کا
سر و تن کی ہوئی تقسیم یوں قاسم کے خنجر سے

نہ پلٹے کربلا سے شاہ جنت کو ہوے راہی
نکلکر میان سے کچھ اسطرح چمکی سر میدان
مسلماں تھے تو صورت دیکھکر اکبر کی کٹ جاتے
حجاب آیا جو دیکھا بزدلی فوج کو شہ کو

اوٹھایا ہاتھ ہی گھر سے نکالے پاؤں کیا گھر سے
زمیں کانپی فلک تھرا اوٹھا شمشیر اکبر سے
نہ ہوتے رزم جو شیر ناکے ہمشکل پیمبر سے
اجل نے منہ چھپایا دامن شمشیر اکبر سے

بہاتا ہوں دم تحریر آنسو اسقدر زیرک
سلام اپنا چھپا دیتا ہوں میں اشکو نکی چادر سے

مسدس

اے قلم جلوۂ اعجاز معانی دکھلا
اے مرے ذہن رسا کچھ ہمہ دانی دکھلا
اے زبان وقت یہ ہے سحر بیانی دکھلا
اے مری طبع رواں آج روانی دکھلا
نکتہ داں آب مضامین کا یہ نقشا دیکھیں
موجیں اوٹھتی ہوئیں چڑھتا ہوا دریا دیکھیں

سطر پر سیل کے بڑھنے کا توہم ہو جائے
جوشش آمد مضمون سے تلاطم ہو جائے
بحر اشعار کی غیرت دہ قلزم ہو جائے
نقطہ چھوٹے تو حباب ہو کی طرح گم ہو جائے
کششِ خط سے عیاں سیکڑون سیلاب ہیں
دائرے حرفوں کے ہم صورت گرداب ہیں

غوطے کھاتے ہوئے مضموں نظر آئیں اکبار
خامہ گرداب کے چکر میں ہو شکلِ پرکار
ہو رواں صفحۂ قرطاس پہ بحرِ ذخار
ڈوبے منجدھار میں کشتیٔ دوات آخرِ کار
پھیرے پانی پہ جو حرفوں کی روانی پانی
شرم سے نوح کا طوفاں بھی ہو پانی پانی

یہ دبے کچھ تو اٹھے فکرِ رسا کا بادل
چشمے الفاظ کے اس طرح سے کچھ جائیں اُبل
کثرتِ بارشِ مضموں سے بھرے جو جل تھل
حرف کاغذ پہ ہوں پانی کی بھری اک چھاگل
موجیں اس طبعِ رواں کی یمِ مضموں بجا ہیں
لہریں فقروں کی سمندر کا نمونہ دکھلائیں

آبیاریٔ سخن کا ہو یہ طرفہ عالم
یوں ترو تازگیٔ نظم کے ساماں ہوں بہم
صورتِ سیلِ رواں ہو دمِ تحریرِ قلم
کہ زمیں شعر کی ہو رشکِ گلزارِ ارم
سایہ افگن جو ذرا طبعِ تراوت زا ہو
خشک مصرع سے بھی اک جوشِ نمو پیدا ہو

وقتِ تحریر وہ کاغذ پہ کھلیں گل بوٹے
بلبلِ لفظ جو بندش کے قفس سے چھوٹے
قلبِ گلچیں حسد و رشک سے چھاتی کوٹے
لطفِ آزادیٔ گلزارِ سخن کا لوٹے
غم نہ ہو پھر کوئی آوردگی پابندی کا
رنگ جمتا رہے آمد کی حنا بندی کا

طبعِ رنگیں جو بہار اپنی ذرا دکھلائے
بوستاں دہر کا نظروں میں نہ عالم کی سمائے
رنگِ گلریزیٔ گلزار کا پھیکا پڑ جائے
چٹکیوں سے ورقِ گل کو یہ قرطاس اڑائے
دھوم ہو دھوم کہ مضموں کی گھٹا چھائی ہے

شور ہو شور مسرت پہ بہار آئی ہے

پھر اٹھے قبلہ کی جانب سے برستا بادل — پھر بنے باعث سرسبزی دنیا بادل
پھر ہو اللہ کی رحمت کا بہانا بادل — پھر ہوا میں بنے بہتا ہو دریا بادل

صورت بحر رواں اپنی روانی دکھلائے
پھیر کر خمکدہ دہریہ پانی دکھلائے

اس کے سیلاب سے میخانۂ عرفاں ہو پاک — دور اس سے یہ رہے حادثۂ عبرت ناک
اس کے میخوار ہیں سب صاحب فہم و ادراک — نہ یہاں گردش پیمانہ نہ دور افلاک

یہ وہ میخانہ ہے جس میں نہیں بدمست کوئی
لاکھ کوشش ہو نہ ہاتھ آئے سر دست کوئی

یہ وہ میکش ہیں کہ جو بادۂ وحدت سے ہیں مست — پی کے آئے ہیں یہی بھر کے سبو روز الست
کام وہ کرتے نہیں جس سے کہ ہو حوصلے پست — جرم ہے ان کے لئے شیشۂ توبہ کی شکست

سیل مے چاہیں تو موجوں کے سہارے پہنچیں
ڈوبتے تیرتے کوثر کے کنارے پہنچیں

ان کے ساقی سے ملی ہے انہیں توحید کی مے — ان کی نظروں میں عنب کی بھی ہے مے کوئی شے
جوشش نشۂ صہبائے مجازی تا کے — لاکھ مستی سہی پھر دور خمار آخر ہے

نشہ وہ نشہ ازل سے جو ابد تک ٹھیرے
وہ ہے بیکار جو ساغر کی حد تک ٹھیرے

کون ساقی ہے لقب ساقی کوثر جس کا — جس کے دم سے در میخانۂ وحدت ہو کھلا
جس کو مے اوس نے پلائی اوسے ہشیار کیا — بیخود و بیخبر دہر بنا نا کیا

یہ وہ مئے ہے کہ جو مدہوش ہئیں ہوش میں آئیں
یہ وہ مئے ہے کہ اسے پیتے ہی آنکھیں کھلجائیں

یہی وہ مئے کہ جس سے نہیں جی بھرتا
یہی وہ مے ہے خدا نے جسے جائز رکھا

یہی وہ مے ہے کہ جس مے کے ہیں مسلم شیدا
یہی وہ مے ہے کہ پیکر کھے پینے والا

اپنے میخانے کے صدقے میں بہر طور پلا
میرے ساقی ترے قربان ابھی اور پلا

پھیر اے زیرک خوش فکر عنانِ خامہ
وقف کر وقت پئے نعتِ زبانِ خامہ

ختم کر جلد یہ انداز بیان خامہ
اس سے بڑھ جائیگی کچھ اور یہ شانِ خامہ

مدح شاہِ زمن اس سے جو ادا ہو جائے
شاخِ طوبیٰ سے یہ رتبہ میں سوا ہو جائے

لکھ کہ اے ختم رسل شاہِ امم عرش سریر
پاؤں میں اس کے جو عصیان کی پڑی ہے زنجیر

آجکل آپ کی امت ہے نہایت دلگیر
دور ہو جائے اب ایسی کوئی کیجئے تدبیر

آپ کے دم سے ہے وابستہ رہائی اس کی
آپ کے ہاتھ میں ہے عقدہ کشائی اس کی

آپ کے اوج مراتب کی ہے اسے تمیز
ہے خوشی آپ کی اللہ کو ہر شے سے عزیز

زیر پا آپ کے ہے عرش بریں کی دہلیز
آپ اگر چاہیں تو ہے بخشش امت کیا چیز

باعث کون و مکان وجہ دو عالم ہیں آپ
جسکے دم سے یہ خدائی ہے وہ آدم ہیں آپ

ذاتِ اقدس کا دو عالم میں سہارا ہے ہمیں
نام پاک آپکا نسبجا نسے پیارا ہے ہمیں

اب الم سہنے کا اصلا نہیں یارا ہے ہمیں
بیکسی کا ہی اب اپنی اشارا ہے ہمیں

بڑھ کے بس آپ کے قدموں سے لپٹ جائیں ہم
سایۂ دامن رحمت میں جگہ پائیں ہم

آپ اگر دیکھ لیں رحمت کی ادا سے سبکو
صاف آزاد کریں رنج و بلا سے سبکو
آپ دیتے رہیں محشر میں دلاسے سبکو
آپ اک آن میں بخشائیں خدا سے سبکو

خلد میں سیدھے چلے جائیں سب امت والے
منہ کو تکتے ہوئے رہ جائیں قیامت والے

وقت ہے وقت کہ رحمت کی نظر اب ہو جائے
چشم الطاف و کرم جلد ادھر اب ہو جائے
ہم گنہگاروں کے نالوں میں اثر اب ہو جائے
اس شب تیرہ نکبت کی سحر اب ہو جائے

دلمیں پھر ظلمت عصیاں کا نہ دھڑکا دیکھیں
آنکھ جو وقت کھلے نور کا تڑکا دیکھیں

رباعیات

عالم نے جو کچھ دین کی دولت پائی
سردار دو عالم کی بدولت پائی
قائم ازل سے امت احمد نے
قسمت پائی تو اچھی قسمت پائی

سودائی زلف مشغہ ابرار ہوں میں
اس دام میں مدت سے گرفتار ہوں میں
غافل نہ سمجھ لیں مجھے ارباب خرد
نزدیک جسے کہتے ہیں ہشیار ہوں میں

رباعی

واعظ کو بھی ہوگئی طرفہ وحشت
کچھہ اس سے نہیں ہے اوسکو مطلب بیشک
کرتا ہے روز حور و غلمانکی صفت
طیبہ طیبہ ہے اور جنت جنت

رباعی

سودائے محمدؐ کا جوگا یک ہو نہیں
ہشیاری کا پہار نہ گیا غفلت میں
جاں دینے کو آمادہ ابھی تک ہو نہیں
دیوانۂ احمدؐ ہو وہ زیرک ہو نہیں

رباعی

دکھلائیں جو حضرت رخ زیبا مجھکو
پھوٹے جو کوئی آبلۂ پا سنئے زیرک
غش آئے ابھی صورت موسیٰ مجھکو
لاکھوں نظر آئیں ید بیضا مجھکو

رباعی

طفلی ہی سے دلدادۂ حضرت ہوں میں
بیٹھا ہوں سر راہ مدینہ تھک کر
جاں باختۂ در محبت ہوں میں
مجھکو نہ اوٹھا تاکہ قیامت ہوں میں

رباعی

وحشت جو غمِ نشہ میں فزون ہوتی ہے
جاتی ہے جان ہی نہ آتا ہے قرار
حالت مری کچھہ اور یون ہوتی ہے
یون ہوتی ہے تسکین نہ یون ہوتی ہے

رباعی

لاغر غمِ حسرت میں کچھہ ایسا ہون میں
ڈہونڈہیگی کرن انکھون سے اجل آکے
تارِ نگہہ شوق کا دہوکا ہون میں
کانٹا سا نگاہون میں کھٹکتا ہون میں

تمت تمام شد

تاریخات

نوٹ۔ چونکہ آخر ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ اور آغاز محرم ۱۳۴۴ھ میں دیوانِ ہذا زیورِ طبع سے آراستہ ہوا ہے۔ لہٰذا دونوں سنین میں تاریخیں لکھی گئیں ؛

تاریخ فکرِ ارجمند آسمان پیوند جناب مولوی حکیم ابو ثاقب نجم الدین حسین صاحب انجم حیدرآبادی

تلمیذ... مصنف

شدہ مطبوع چون دیوانِ اُستاد بگفت انجم چنیں تاریخ مفصلی	بہ تبیین بیانِ نعتِ احمد بہارِ گلستانِ نعت آمد ۴۴ ف ۱۳

رشحاتِ قلم مرصع رقم طوطی شکرستانِ معانی زمزمہ پردازِ بزمِ سخندانی رشکِ انوری و خاقانی نعت پیرائے فلک کمال۔ ناظمِ نازک خیال نادرِ عدیم المثال صدرنشینِ بزمِ سخنوری جلوہ نمائے شانِ برتری اوستاد الاساتذہ۔ عالیجناب مولانا مولوی حضرت محمد نادر علی صاحب **برتر** غازی پوری مدظلہ یادگارِ غالب۔ و جانشینِ حضرت ظہیر مرحوم و اُستادِ مصنف ؛

وہ دیوان متبرک چھپا نعت میں لکھا طبع کا سال برتر نے یوں	فدا جس پہ دل انجم قربان ہے یہ دیوان شفاعت کا فرمان ہے

۱۳۴۴ھ

ولہ

لکھا وہ نعتیہ دیوان زیرک نے جزاک اللہ
کہ ہے ہر بیت جس کی آئینہ حسنِ عقیدت کا

بیاضِ نعت میں گلکاریٔ مضموں نہیں آساں
جو سچ پوچھو تو یہ فیضان ہے نقاشِ قدرت کا

یہ مانا ہیں ادب سے عشق کے جذبات مستغنی
مگر ہر جا ہے پہلو اس میں آدابِ نبوت کا

نبی کے شیفتہ سنکر کلیجہ تھام لیتے ہیں
مزا ہر شعر میں ملتا ہے وہ دردِ محبت کا

ادا نغماتِ ہندی یوں کئے لحنِ حجازی میں
کہ پردہ بول اٹھا خود بخود سازِ حقیقت کا

مرصع کاریٔ طرزِ کہن کی گھٹ گئی قیمت
عروسِ نظم کو زیور پہنایا ایسی جدت کا

بھرا ہے رنگ جذباتِ محبت کا جداگانہ
مجازی میں مجازی کا حقیقت میں حقیقت کا

طبیعت کی روانی فکر کی غواصیاں ایسی
زمینِ شعر میں دریا بہایا ہے فصاحت کا

نئے مضمون نرالی بندشیں طرزِ بیاں دلکش
عیاں ہر رنگ میں انداز ہے زورِ طبیعت کا

پئے تاریخ سال طبع جب دم فکر کی میں نے
صلا اس بارگاہِ قدس سے ہاتھ آیا محنت کا

صدا از روئے ایمان ہاتفِ غیبی نے دی برتر
رقم کر دو ـــــ نمایاں جلوہ ہے شمعِ رسالت کا

۱۳ ف ۴۴

تراوشِ قلمِ معجز رقم کلیمِ طورِ معانی ۔ تجلی ریزِ بزمِ سخندانی ناظمِ فرزانہ اوستادِ یگانہ کانِ فصاحت جانِ بلاغت عالیجناب معلی الالقاب نواب فصاحت جنگ بہادر المتخلص بہ **جلیل** و جانشین حضرت امیر مینائی مرحوم و مغفور اوستادِ اعلیٰحضرت شہریارِ دکن

وجد میں دل کیوں نہو دیوانِ زیرک دیکھکر
رنگ و بوئے خلد کے پہلو نکلے ان اشعار میں

مصرعِ تاریخ بھی نکلا شگفتہ اے **جلیل**
بارک اللہ گل کھلے کیا نعت کے گلزار میں

۱۳ ھ ۴۳

ماحصل افکارِ دُربار نعت گفتار جناب مولوی محمد علی صاحب حاصل حیدرآبادی تلمیذ مصنف

چھپ گیا اوستاد کا میرے جو دیوان اندنوں	نسخہ سبحانِ سحانی بول اوٹھے مرحبا
کرکے خم فرق ادب حاصل نے کی تاریخ نذر	نعتیہ دیوان اب استاد ذہیرک کا چھپا
	۱۳۴۴ھ

چکیدہ قلم جادو رقم مورخ ذی شعار سحر نگار شیرین گفتار جناب راے بشن سنگھ صاحب متخلص خوشتر

حیدرآبادی تلمیذ...... مصنف

به صنعت معجمہ

اوستادِ یگانہ ذہیرک کا	چھپ رہا ہے جو نعتیہ دیوان
سال منقوط میں کہو خوشتر	شرح کوثر تجلی عرفان
	۱۳۴۳ھ

ولہ بہ صنعت ضرب

چھپا دیوان حضرتِ ذہیرک	جلوہ نعت سے ہیں پُر اشعار
نکلے خوشتر ابھی سن وصلی	شمع انور۔ اگر کہیں دو بار
	۶۶۲ × ۲ = ۱۳۲۴ف

ایضاً بہ صنعت کامل الاعداد و صنعت توشیع

۳۰۰	شش جہت میں لے خوش ہیلے نہ کیوں	۵۰	نعت کا پھولا ہوا ہے بوستان
۷۰۰	ذاتِ والا کی صفت کو کردیا	۷۰۰	ذکر شایانِ نبی۔ لکھکر عیاں
			۱۳۴۴ھ

۱۰	یہ چراغِ نعت جو روشن ہے آج	۴۰۰	تیرہ بختی کا نہیں ہے اب نشان	
۵۰	نعتِ ختم المرسلین کے روبرو	۲۰	گلشنِ ذکرِ خدا بھی ہے عیاں	
	۱۹-۸۱ بکرمی		۱۹ ۶ ۲۵	
۴	دیکھ لیں چشمِ بصیرت سے اگر	۹۰	صاد کر دیں اس پہ سب اہلِ زباں	
۶۰	سرنگوں کیوں ہے بتا یوں دیکھ کر	۲	باغِ عنبر بیز کو اے آسماں	
			۱۳۴۴ھ	
۸۰	فی الحقیقت ہے عجب دیوان یہ	۸	حال ہے باغِ ارم کا سب عیاں	
۵۰	نظمِ دلکش کوئی کہتا ہے اسے	۵	ہے کہ کیا باغِ رعنائی بیاں	
	۱۳۴۴ھ		۱۳۴۴ھ	
۸۰	فکر جب تاریخ کی مجھ کو ہوئی	۴	دی ندا ہاتف نے ہو کر مہرباں	
۱	آشکار اوستاد زیرک کا کلام	۵	ہو گیا ہے اک جہاں پر بیگماں	
	۱۳۴۴ ف			
۹	طرفہ تر تاریخ خوشتر نے کہی	۵۰	نعتیہ دیوان چھپا ندرت بیان	
			۱۳۴۴ ف	
۱۳۴۴		۱۳۴۴ ف		

از نتائجِ افکارِ دربارِ شیریں سخن جناب مولوی برہان الدین صاحب سیفی حیدرآبادی تلمیذ حضرت برتر ظلہ

طبع شد دیوانِ زیرک طبع شد		تازہ تر این گلشنِ غالب شدہ
سیفی بادو بیان تاریخ گفت		شمع دل افروز دیوان نعتیہ

۱۳۴۴ھ

نتیجہ فکر گہر بار نغز گفتار جناب نواب مولوی سید عباس حسین خانصاحب رضوی المتخلص بہ ساسخ حیدرآبادی تلمیذ مصنف

ہے نعتیہ دیوان یہ استاد کا کیا کہنا
توصیف کا حق اس کی کیا مجھ سے ادا ہوگا
منقوطا کی صنعت میں ساسخ ہے یہ سن فصلی
بخشش کا وسیلہ یہ کیونکر نہ بھلا ہوگا

۱۳۴۴ ف

نتیجہ فکر شاعر رنگین خیال شیرین مقال جناب مولوی محمود علیخانصاحب رفیق وکیل ہائیکورٹ تلمیذ حضرت مصنف

نعتیہ استاد کا دیوان چھپا صلِّ علیٰ
اس چمن کو دیکھئے کیسا پھلا پھولا ہے آج
سال ہجری طبع دیوان کا کہو تم اے رفیق
گلشن نعت محمد بہہ بہار افزا ہے آج

۱۳۴۴ ھ

نتیجہ افکار گہر بار نغز گفتار جناب مولوی سید حسین صاحب محمد نثار المتخلص بہ زیبا حیدرآبادی تلمیذ حضرت مصنف

چھپ گیا استاد کا دیوان بفضل کردگار
شمع عرفاں ہے چراغ نعت ہر یہ بیگماں
مصرع تاریخ زیبا سال فصلی میں کہو
نعتیہ دیوان زیرک نور دین انس و جان

۱۳۴۴ ف

ولہ

استاد کا چھپ گیا وہ دیوان۔
تھا ایک زمانہ جسکا گاہک
تاریخ جو پوچھے کوئی زیبا
تم کہدو۔ تصورات مبارک

۱۳۴۴ ف

تراوش کلک گہربار جواہر نگار شاعر رنگیں بیان شیریں زبان نخلبند گلزار معانی
واقف رموز سخندانی جناب مولوی محمد شاکر علیصاحب شاکر غازی پوری
خلف و تلمیذ حضرت بہر تنہا مدظلہ

بھائی سید برک کا ایک دیوان
گلکاری نظم سے بنایا
اللہ رے حسن طبع روشن
ہم خسرو ماہ و ہم نواب وہم نام
بخشش کا قبالہ ہے یہ دیوان
کی ہیں نے جو سال طبع کی فکر

چھپ کر ہوا نعت میں جو تیار
صفحہ کاغذ کا رشک گلزار
چمکے ہوئے ہیں تمام اشعار
مصداق بیک کرشمہ سہ کار
جنت کی سند ہیں اسکے اشعار
ہاتف نے کہا مجھے خبردار

نکلے سن بے سر اضافہ
شاکر جو پڑھیں درود نوبار

۱۹ ۶ ۲ ۵

چکیدہ قلم معجز رقم نازک خیال جناب مولوی غلام محمد صاحب عرف شمس الدین صاحب عیش حیدرآبادی تلمیذ حضرت مصنف

حضرت زیرک مرے استاد نے
بندشیں جتنی ہیں ساری چست ہیں
فقرے برجستہ ہیں جملے برمحل
سوز فرقت کی شکایت ہے کہیں

خوب لکھی نعت شاہ بحر و بر
ہیں مضامیں خوب سے بھی خوب تر
اپنی اپنی جا پہ ہیں زیر و زبر
ہے کسی جا شکوۂ درد جگر

از سرِ نو رنگ غالب چھن گیا — بھر دیا کوزے میں دریا کوٹ کر
کی سنِ تکمیل دیوان کی جو فکر — ہاتفِ غیبی نے دی مجھکو خبر
آسمانِ نعت پرا سے عیش دیکھ — آفتابِ شاعری ہے جلوہ گر

۴۴ ہجری ۱۳

نتیجہ افکار جواہر نگار شاعر نازک خیال شیریں مقال مولوی سید احمد صاحب مشفق حیدر آبادی تلمیذ مصنف۔

دیواں چھپا جو حضرتِ زیرک کا نعت میں — ہاتھ آ گیا یہ خاتم دلکا نگین آج
مشفق یہ تم بھی اب سن فصلی کر و رقم — دیوان نعت چھپ گیا کیا بہترین آج

۳۴ ف ۱۳

تراوش قلم اعجاز رقم شاعر جادو بیان شیریں زبان جناب مولوی میر شامن علی صاحب نیساں حیدر آبادی تلمیذ حضرت بدایت مدظلہ

چھپ گیا چھپ گیا دیوانِ جنابِ زیرک — اسکی تاریخ کہو اور سند جنت لو
اک عدد ہو جو زیادہ تو نہیں کچھ پروا — فکر تاریخ میں اسدرجہ پریشان نہو
صاف اس سے سن فصلی ہے ہویدا نیساں — گلشن نعت رسولِ مدنی ہے یہ کہدو

۳۴ ف ۱۳

نتیجہ افکار جواہر شاعر شیریں مقال نازک خیال جناب مولوی حکیم مرزا محبوب بیگ صاحب واصف ابو العلائی رسالدار حیدر آبادی تلمیذ مصنف

طبع دیوان نعت احمد شد	آمد ایں از چہار سمت نوید
سال ہجری دفصلی اے واصف	عرض کردم بہ فضیلت جاوید
	ف ۱۳۴۴ ۱۳۴۴

ولہ

تاریخ جمیع - عرض کردم	شد ختم - تصورات زیرک
۱۳۴۴ف ۱۳ ۴۴ ف	۱۳۴۴ھ ۱۳۴۴ ف

ایضاً بہ صنعت ضرب

چھپا ہے نعتیہ استاد کا میرے دیوان	بھرے ہیں رنگ تصوف کے جس میں خوب اشعار
مہک رہا ہے یہ گلہائے نعت سے گلشن	برس رہا ہے مضامین کا ابر گوہر بار
بجا ہے گر کہوں اسکو تجلی عرفان	کہ صفحہ صفحہ پہ اسکے ہے برق طور نثار
فضائے گلشن نعت نبی اگر دیکھیں	کہیں زباں سے صل علی ملک سو بار
یہ سال طبع دیں صاف نکلے ای واصف	کلید گنج سعادت - اگر کہیں دو بار

۲ × ۶۷۲ - ۱۳۴۴ ہجری

ایضاً بہ صنعت معجمہ

چھپ گیا ہے جو نعت کا دیوان	دل کی امید اب بر آئی ہے
پھول دیوان کے بانے کو	باغ جنت سے حور لائی ہے
اس سے کھلتے ہیں غنچہ خاطر	اس میں کچھ ایسی دلکشائی ہے

صنعتِ تجمہ میں سن ہو رقم
میرے دل میں یہ اب سمائی ہے
لکھدو یہ سال طبع اے واصف
حوضِ کوثر کی موج آئی ہے

۱۳۰۴ھ

گلفشانی شاعر خوش مقال رنگین خیال ابو المعانی مولوی وصی محمد صاحب تخلص وصی جہان آبادی

تلمیذ مصنف

سن کے اشعار حضرت زیرک
ذی ہنر کہتے ہیں جزاک اللہ
نکلی تاریخ طبع دیوان کی
پڑھ وصی ہشت بار بسم اللہ

۱۳۰۴ھ

نتیجہ فکر بختہ پرور سخن گستر جناب ابو المعظم میر ہدایت علی صاحب ہادی نبیرہ حضرت آتش مرحوم تلمیذ مصنف

میرے اوستاد کا چھپا دیوان
آج نکلا نتیجہ کوشش کا
سر حاسد اڑا کے لکھہ ہادی
ہے یہ اچھا وسیلہ بخشش کا

اشتہار

بفضلہ تعالیٰ! حضرت زیرکؔ صاحب مدظلہ کا نعتیہ دیوان
طبع ہو چکا جو نذرِ ناظرین ہے۔ **انشاء اللہ تعالیٰ** حضرت ممدوح مدظلہ کا عاشقانہ
دیوان جو اپنی نوعیت اور معیار کے لحاظ سے دنیائے شاعری میں ایک تلاطم ہوگا؛
عنقریب زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر ہدیۂ ناظرین کیا جائیگا

مخفی مبادا! اس کتاب کی رجسٹری ہو چکی ہے اور تمام حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں
اس لئے کوئی صاحب
چھاپنے یا چھپوانے کا قصد نہ فرماویں بلکہ جتنے نسخے درکار ہوں پتہ ذیل سے طلب فرمائیں

خوشتر عفی عنہ

ملنے کا پتہ حکیم محبوب علی بیگ صاحب صفؔ تلمیذ حضرت زیرکؔ صاحب مدظلہ
بمکان محمد عمر صاحب سوداگر ساکن چیلہ پورہ حیدرآباد دکن

۸۹۱

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

[illegible]

کتابوں پر کسی قسم کا نشان [illegible]

[illegible] قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں [illegible] فقط